حرا سے
کربلا تک
گھائل میرٹھی

حرا سے کربلا تک

❄

ٹائٹل : عارف عباس اشعری

پبلشرز : دی فائنل ڈیلی

(ڈیٹا ریسرچ اینڈ کمیونیکیشن)

انتساب

ابوطالبؑ
کے نام!

فہرست

عرضِ گھائل	5
منظوم دعائے کمیل	13
حمد	22
نعتیں	23
جنابِ فاطمہ صدیقہ طاہرا زہرا	47
عداوت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے	48
دل میں ہو حُبِّ علیؑ لب پر ہو نامِ فاطمہؑ	49
حضرت ابوطالب علیہ السلام	50
ابوطالبؑ	51
جس کا میں مولا ہوں اُس کا ہے علیؑ بھی مولا	52
صلِّ علیٰ کے نغمے سب مل کے گا رہے ہیں	54
ذاتِ حیدر کو مرتضےٰ کہیے	57
صحنِ گلشن میں نمایاں ہوئے آثارِ سحر	58
نعرۂ حیدری	62
ہمارا نعرہ حیدری	66
علی حیدرؑ علی حیدرؑ	67
میری راہ راہِ ابوذری	69
دیکھیں وقارِ مادری کعبہ میں حضرتِ مسیحؑ	70
نائبِ ختمِ رسُل دین کا دستور علیؑ	71
علم کا باب شجاعت کے کلیجے کا قرار	73
دلاور صف شکن جرار غازی ضیغم داورؑ	75
شیرِ حق دو جہانوں کا مشکل کشا	77
لافتیٰ الاّ علیؑ لاسیف الاّ ذوالفقار	78
وصیِ احمدِ مُرسل ابوتراب ہوا	79
مدحِ حیدرؑ نے کیا ہے آج اس قابل ہمیں	80
کریں گے کیا وہ کہ جن کا کوئی امام نہیں	81
مُژدہ لے کر یہ ہمیں عیدِ غدیر آئی ہے	82
حسنؑ کا آج ہے جشنِ ولادت	86
علیؑ کی طرح حسنؑ بھی تھے مصلحِ عالم	87
اسلام کا آئین ہے قرآن خدا کا	88
سلماںؑ سے سیکھ طرزِ حیاتِ دوام کا	89
خلد میں بھی کیوں نہ ذکرِ پنجتنؑ ہوتا رہے	90
جُرات میری زباں کو بھی پروردگار دے	91
حسینؑ دینِ محمدؐ کی دینیات کا نام	95
جہانِ آدمیت کے لیے اک کربلا بخشی	96
مبارک ہو امامِ دو جہاں بن کر حسینؑ آیا	97
حسینؑ ابنِ علیؑ کی آج آمد ہے زمانے میں	98
تیغوں میں کیے سجدے تیروں پہ تلاوت کی	99
موت عزت کی حیاتِ جاویداں کا نام ہے	100
مدح محشر تک کرے گی کربلا عباسؑ کی	101
مولا ظہور کیجیے کہ اب وقت آ گیا	102
عباسؑ کا ہو نصب علم ماہتاب میں	103
چودہ میخانوں کی لذت ایک پیمانے میں ہے	104
نرجسؑ کو مبارک ہو یہ صحفۂ ربانی	105
سب کے سب بولتے قرآن چلتے آتے ہیں	106
ہمیں تو خلد مل جاتی ہے خاکِ پائے قنبر سے	107
یہ رات انتہائے فضیلت کی رات ہے	108
امامِ عصر والزماں	111
سلام	112
محبت حق ہے اور حق فاطمہؑ کے گھر سے ملتا ہے	113
السّلام اے معنی و تفسیرِ قرآں السّلام	115
ہائے صغرا تیرا کس وقت میں نامہ آیا	116
ابنِ پیمبرؐ الوداع زہراؑ کے دلبر الوداع	117
شبیرؑ الوداع شہِ دل گیر الوداع	119
ہر روز ہے روزِ عاشورہ ہر شہر ہے شہرِ کرب و بلا	121
حسینیوں کی زندگی عقیدہ جہاد ہے	123
ایک ہاتھ میں قرآن لے ایک ہاتھ میں تلوار	125
نہ شرقی ہے نہ غربی ہے بڑی طاقت خدا کی ہے	127
کربلا اِک ابدی جنگ ہے سلطانوں سے	129
کیا سامنے شبیرؑ کا کردار نہیں ہے	130
حق بات پہ زندہ رہتے ہیں حق بات پہ وہ مر جاتے ہیں	131
حیّ علیٰ خیر العمل	133
اے فاتحِ کرب و بلا	134
کردارِ حسینیؑ یاد رہے	135
سُن لو علی اکبرؑ	137
کیا داستانِ کرب و بلا خوں میں تر نہیں	138
شکلِ نبیؐ کے سینہ پہ برچھی لگائی ہے	139
فریاد یا امامِ زمانؑ ابنِ فاطمہؑ	141
عزمِ حسینیؑ	143
حُسینیت حُسینیت	145

قرآن اور آلِ کا دامن نماز ہے		148
بقاءِ دین کے ضامن ہیں بہتر کربلا والے		150
تنہا میداں میں رہ گئے شبیرؑ		152
سجدے میں سرِ حسینؑ کا تن سے جدا کیا		154
یہ آخری رخصت ہے خدا حافظ و ناصر		156
اے کاش ہوتے ساتھ شہِ کربلا کے ہم		157
زینبؑ سی بہن دیکھی نہ شبیرؑ سا بھائی		158
اے کشتۂ زنداں تیرا اللہ نگہباں		159
سکینہؑ کہتی تھیں چیہم یہاں سے چلو اماں		160
آیا ہے علم آپ نہیں آئے چچا جان		161
پیاری سکینہؑ چپ رہو		162
بلند منہ سے آہ کی ہر حلقۂ زنجیر سے		164
ماحول کو عباسؑ کے پرچم کی ہوا دو		165
کیا ہے رسولؐ پاک سے رشتہ حسینؑ کا		166
پیامِ تشنہ دہاں لا الہ الا اللہ		167
تیر آتے رہے شبیرؑ دعا کرتے رہے		168
دیکھ کر مشک و علم تشنہ دہاں روتے ہیں		169
مشک پانی کے عوض خون سے تر آئی ہے		170
گونجے ذرا ماتم کی صدا اور زیادہ		171
شرمندہ سکینہؑ سے ہے سقائے سکینہؑ		172
شہیدانِ وفا		173
بے کس حسینؑ کشتۂ خنجر تجھے سلام		175
حق کا نشاں ہے کربلا حق پاسباں ہے کربلا		177
خاکِ شفا کو زینتِ سجدہ بنا دیا		179
پردے کی اہمیت کو علیؑ نے بتا دیا		181
تیروں سے سب فگار جنازہ حسنؑ کا ہے		183
نوحہ		185
تھے یقین و عزم کا شاہکار اصحابِ حسینؑ		187
یارب میری زباں کو وہ نوحہ سرائی دے		188
اکبرؑ جو اک شبیہِ رسولؐ خدا لگے		189
لعین کاٹ کے بھی شہہ کا سر جھکا نہ سکے		190
نہ فیصلے کبھی حق کی کتاب کے بدلے		191
کربلا وہ ہے کہ جو ہے دینِ حقا کی حریم		192
سلام اے شہِ مظلوم عابدؑ بیمار		193
ذکرِ شبیرؑ کی شہادت کا		195
یہ حسینؑ ابنِ علیؑ کا دین پر احسان ہے		196
سر ہے نیزے پہ لبوں پر ہے بیانِ اسلام		197
یقین و عزم و تنظیم و عمل کردار کی دنیا		198
ہم پیرویِ دینِ خدا کرتے رہیں گے		199
امت نے مصطفٰےؐ کو یہ تحفہ عطا کیا		200
جسے مٹا نے زمانہ اسے بچائے حسینؑ		201
حسینیت کا جہاں عرصۂ جہاد میں ہے		202
جانِ رسول غرقِ لہو کربلا میں ہے		203
ہے انتظار بس ہمیں حکمِ امامؑ کا		204
کی ہے بیاں خدا نے فضیلت حسینؑ کی		205
اسلام دے رہا ہے صدا اے میرے حسینؑ		206
جو غم سروز میں دو آنسو بہا سکتا نہیں		207
رضاءِ حق شہید کربلا ہے		208
نوحہ		210
کربلا تیغ ہے ہر عہد کے مرحب کے لیے		212
کربلا چلو		215
جو روشنی تجلیِ اسلام بن گئی		216
پرچم عباسؑ		221
زکوٰۃ کے مسئلہ پر اسلام آباد میں فقہ جعفری کے احتجاج پر جنرل ضیا کے دورِ حکومت میں لکھی گئی نظم		224
شہید عارف الحسینی		226
شہداءِ بابُ العلم		228
غلامانِ حُرؑ		231
مجاہد اکبر رہبرِ اعظم		233
امریکہ مردہ باد		235
مِلّت ایران		236
مقرر سے خطاب		237
علامہ زمخشری (ماخوذ از تفسیرِ کشاف)		238
ملت اسلامی سے خطاب		239
سانحہ مکہ معظمہ		241
سوالِ گھائل		245
انقلاب		248
سلام		250
فلسطین		251
قرآن		252
آہ آقاءِ محسن الحکیم		253
قطعات		254
نذرِ آیت اللہ خمینیؒ		280
سانحہءِ عاشورہ محرم الحرام 2009		282

عرضِ گھائل

ہوش سنبھالا تو خود کو حُسین آباد میرٹھ کے گلی کوچوں میں کھیلتا کودتا پلتا بڑھتا پایا۔ گھنٹہ گھر' ٹاؤن ہال اور منصبیہ عربی کالج' سات دہائیاں گزرنے کے بعد بھی اسی طرح نظروں میں گھومتے ہیں۔ حُسین آباد کے محلے اور گلیاں جب تصور کے کواڑ کھولتے ہیں تو والدہ کا اپنے نام کی طرح شفیق مجسمہ بانہیں پھیلائے کھڑا نظر آتا ہے۔ ماں جو میرے دسویں سال میں ہی مجھ سے بچھڑ گئی تھی آج میرے اسّی کے پیٹے میں آجانے کے بعد بھی مجھے اسی طرح لوریاں سناتی محسوس ہوتی ہے۔ میری ایک نظم جو میں نے 75 سال کی عمر میں لکھی اس کے کچھ اشعار میرے جذبات کی ترجمانی کرسکتے ہیں۔ پوری نظم اس لیے شاملِ اشاعت نہیں کہ مجموعے کا موضوع مدحتِ اہلِ بیت ہے۔

گھر کے سایہ دار آنگن میں امن کے پرچم جیسی ماں
عظمت کا شاہکار ہے وہ اک حُسنِ مجسّم جیسی ماں
شفقت مہر نوازش اُلفت خُلق خلوص اور بے لوثی
جس میں یہ سب تصویریں ہیں ایسے البم جیسی ماں
وقت کے خنجر کی دھارا سے لگنے والے زخموں پر
خیر کی پٹی' پیار کا پھاہا' سُکھ کے مرہم جیسی ماں

والدہ کی جدائی نے لڑکپن میں ہی شعور کو بڑی حد تک بیدار کردیا تھا اور اس محرومی کے باعث حساسیت شخصیت کا اہم جُز بن گئی۔ جوانی کی سرحد پر پہلا قدم رکھنے کے ساتھ ہی شاعری کا آغاز بھی ہوا اور غزلیں لکھیں۔

میں ۱۹۴۷ء میں پاکستان آگیا۔ اکتوبر ۱۹۴۸ء میں کراچی میں جٹ لینڈ لائنز کے علاقے میں رہائش ملی۔ اکثر شام کو اس کوشش میں کہ کوئی شناسا مل جائے گھر سے باہر آجایا کرتا تھا۔ بازار قریب تھا کچھ بند کچھ کھلی دکانیں ہوتی تھیں۔ بند دکانوں کے تختے پر بیٹھے کچھ لوگ اپنی اپنی رودادِ ہجرت بیان کرتے رہتے۔ چنانچہ میں بھی ایک دن سلام ودعا کرکے ایک دکان کے تختے پر بیٹھے چار پانچ لڑکوں کے ساتھ بیٹھ گیا۔ یہ سلسلہ طویل عرصہ تک جاری رہا۔ اس عرصہ میں قائدِ اعظم وفات پاگئے۔ قائدِ اعظم کے چہلم پر میں نے ایک نظم لکھی۔ شاعری کا عطیہ چونکہ ورثہ میں ملا تھا دادا پردادا اور والدِ محترم سے غرض آٹھویں پشت ہے اور نویں پشت میں میری ایک بیٹی اور ایک بیٹے میں شاعرانہ صلاحیت ہے۔ شکیل جعفری تو شعر وادب کی بزم میں بڑے اچھے نام سے پہچانا جاتا ہے۔ بات کررہا تھا قائدِ اعظم کی وفات کی چنانچہ جو لکھا وہ بھی تختے ہی پر بیٹھ کر سنایا۔ حبیب جالب بھی اُس بزمِ تختہ پر آیا کرتے تھے لیکن شاعری کے سلسلہ میں اُن سے میرا پہلا تعارف تھا۔ اُس کے بعد کافی عرصہ تک تقریباً روزانہ ہی ملاقات جاری رہی کچھ وہ کہتے کچھ میں کہتا۔ والدِ محترم قبلہ اُستاد رسؔوا میرٹھی کو جب معلوم ہوا کہ صاحب زادے شاعری کرنے لگے ہیں غزلیں کہتے ہیں اور بزمِ تختہ پر بیٹھ کر سناتے ہیں تو بہت ناراض ہوئے چونکہ ہمارا گھرانہ کٹر قسم کا مذہبی تھا۔ مجھے اپنے پاس بٹھا کر بہت ہی پیار اور شفقت کے لہجہ میں سمجھانے لگے۔ فرمایا بیٹا ''جھوٹ اور سچ کی سمجھ رکھتے ہو''؟ میں نے اثبات میں جواب دیا تو انہوں نے فرمایا ''جھوٹ لعنت اور غزل جھوٹ کا پلندہ ہے تم غزل کہتے ہو اپنی غزل کا کوئی ایک شعر سناؤ بے خوف ہوکر''۔ میں خاموش رہا تو وہ پھر کہنے لگے ''بیٹا میں ناراض نہیں ہوں میں بہت خوش ہوں کہ تم شاعری کرنے لگے ہو''۔ میں نے کبھی ان کو بتایا ہی نہیں تھا کہ میں کچھ لکھتا ہوں میں نے اپنی غزل کا مطلع سنانا چاہا ابھی پہلا مصرعہ ہی پڑھا تھا تو انہوں نے کہا کہ ''بس تم نے جو یہ لکھا ہے یہ ''الف'' سے لےکر ''ی'' تک جھوٹ ہے'' وہ مصرعہ تھا (میرا دل پھونک کر یوں اُن کا تیرِ بے اماں نکلا) انہوں نے کہا کہ ''تم سوچو یہ کتنا بڑا جھوٹ ہے اور جھوٹ گناہِ کبیرہ ہے۔ کوشش کرو شاعرِ اہلبیت بنو یہ دنیا

وآخرت کے لیے نعمتِ عظمیٰ ہے میلادِ آئمہ میں بھی شرکت کیا کرو‘ مجالسِ عزا ادب اور غور سے سنا کرو‘ میلاد اور مجالس میں صدق وصفا کا بیان ہوتا ہے۔ میں نے والدِ محترم کی نصیحت پر عمل کیا۔ زیادہ مشکل اس لیے نہ ہوئی کہ حسین آباد کی ثقافت‘ منصبیہ عربی کالج کا ماحول اور مجالس میر انیس اور مرزا دبیر کے مرثیے ہر وقت کے ساتھی تھے۔ اس پر طرفہ والد صاحب کی اُستادی اور شہرت چنانچہ جلد ہی منزلِ شوق تبدیل ہوئی اور مدحتِ ائمہ واہلِ بیت کو مستقل شاعری کا موضوع بنالیا اور خود کو یک گونہ سکون کی کیفیت میں پایا۔ استاد رسوا میرٹھی میرے والد ہونے کے ساتھ ساتھ میرے استاد بھی ہیں اسی سبب سے میں اپنے نوحوں قصائد وقطعات میں ایسی روایات کو شامل نہیں کرتا جس میں مہندی چوڑیاں سہرے کے ذکر ہوں یہ اور بہت سی باتیں ہیں حقیقت بیانی کرتا ہوں‘ جو دیکھتا ہوں وہ بے خوف وخطر لکھتا ہوں تنقید بے جا ہوتی ہے سہہ لیتا ہوں کیونکہ اپنی سمت دیکھنے کی ہمارے یہاں روایت ختم ہو چکی ہے۔ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ گھائل انقلابی نوحہ لکھتا ہے۔ بے شک اگر سچ بات ہے تو میں نے انقلابی نوحوں کی بنیاد رکھی ہے۔ میرا تعلق برٹش آرمی اور پاک نیوی سے بھی رہا ہے اس لیے میرے جذباتِ عسکری بھی نظموں اور قصائد میں گاہ بگاہ نظر آئیں گے۔ میں نے حضرت جوش ملیح آبادی کی صدارت میں کلام پیش کیا۔ اس وقت کے شعرائے کرام ڈاکٹر یاور عباس‘ نسیم امروہوی‘ قائم امروہوی‘ زیبا ردولوی‘ سحر فتح پوری‘ ادا جعفری‘ قمر جلالوی اور رسوا میرٹھی نامور شعراء مانے جاتے تھے۔ کوئنز روڈ پر سیٹھ جعفر بھائی اور سیٹھ نظر بھائی کے بنگلے میں تین شعبان کا بڑا میلاد ہوتا ہے جو تمام رات بلکہ صبح دس گیارہ بجے تک جاری رہتا ہے۔ چودہ شعبان کو سرخ بنگلہ نیٹی جیٹی پل پر بڑی زبردست محفل ہوتی تھی۔ قصرِ مسیّب میں بھی شعبان میں میلاد ہوتا ہے۔ یومِ علی نشتر پارک سے پہلے آرام باغ میں ہوا کرتا تھا۔ چنانچہ ان تمام محافل میں شریک ہوتا رہا‘ لکھتا رہا‘ سناتا رہا۔ نقادوں نے کیا کہا کیا لکھا نہیں جانتا‘ اپنے بارے میں صرف اتنا جانتا ہوں۔

شاعرِ پنجتن پاک تو میں ہوں لیکن
اپنی بے مائیگی علم پہ پچھتاتا ہوں
کرکے دم نادِ علیؑ اپنے قلم پر گھائل
پھر جو ملتا ہے درِ علم سے لکھ پاتا ہوں

جب سے مدّاحِ اہلبیت میں قلم اٹھایا ہے حق وصداقت کی ہی راہ اپنائی ہے لیکن کچھ نوحہ خوان وقتاً فوقتاً خود میرے ہی ساتھ ناانصافی کرتے رہے۔ میرے پاس آئے کہا کہ اس مضمون پر نوحہ چاہیے۔ میں نے وعدہ کرلیا۔ اس پر انہوں نے اصرار کیا دو تین اشعار اگر ہمیں ابھی دے دیں تو ہماری مشق ہو جائے گی‘ طرز بن جائے گی۔ اگرچہ میں زود گو شاعر نہیں لیکن دو یا تین اشعار ان کو دے دیے بعض کو مُسدّس کا بند دے دیا اور کہا بھائی چار پانچ دن بعد آکر لے جایئے۔ معلوم یہ ہوا کہ وہی اشعار جو میں نے اُن کو دیئے ان میں مزید اشعار ملا کر نوحہ کیسٹ میں شامل کرلیا گیا۔ میں نے جو لکھا وہ دھرا کا دھرا رہ گیا۔ میرے نوحے جن لوگوں نے صحیح معنوں میں پڑھے ہیں اُن کا نام میں ضرور لوں گا اور وہ نام ہیں سید ہاشم رضا رضوی‘ صفدر رضوی اور محمد علی اسٹیل ٹاؤن والے‘ محافلِ میلاد میں اکثر لوگ میرا کلام پڑھتے ہیں اور ایک صاحب آئی ایس او کے دستہ میں میرے کلام کے بند دوسرے شعراء کے کلام میں ملا کر پڑھتے رہے۔ حد تو یہ ہے کیسٹ میں بھی دوسرے کی تحریر میں ڈال دیا۔ نعرۂ حیدری جو بہت پہلے ہاشم رضا پڑھ چکے تھے اس کا ایک بند کوئی نجفی صاحب ہیں نام یاد نہیں بہرحال کیسٹ میں من وعن موجود ہے۔ مجھے آئی ایس او کے وفد کے ہمراہ امام خمینیؒ کے چہلم پر ایران جانے کا موقع ملا۔ تفتان کے بارڈر پر میرا بیگ چوری ہوگیا۔ اس میں تین ڈائریاں موجود تھیں جن میں میرا کلام تھا۔ میں

سمجھتا ہوں کہ وہ میری زندگی کی کمائی تھی اس کے ضائع ہونے کا دکھ ہے۔ کبھی کچھ یاد آ جاتا ہے لکھ لیتا ہوں۔ اس میں ہاشم رضا کا بڑا کام ہے جو اُسے یاد تھا اور جو اس کے کیسٹوں میں تھا وہ اس نے مجھے لکھوا دیا۔ میرے کلام کی چوری کے زمرے میں ایک صاحب اور بھی ہیں جو شاہ فیصل کالونی میں رہتے ہیں۔ وہ بڑے کر وفر کے ساتھ میرا اور رُسوا میرٹھی کا کلام اپنے نام سے پڑھتے ہیں جب امام بارگاہ و مسجد علی رضا پر بم پھینکا گیا تھا شام کو وہاں احتجاج میں میں بھی تھا اور اسٹیج کے قریب موجود تھا۔ وہ صاحب اسٹیج پر آئے اور اپنے نام سے میری نظم جو میں نے ۱۹۶۵ء میں بھارت کے خلاف لکھی تھی اس کے تین بند پڑھے جس کا ایک مصرعہ ہے (توپ کے گولوں کو ہم روکتے ہیں سینوں سے) اُن سے ملاقات نہیں ہوئی کبھی، سنا ہے شاہ فیصل کالونی میں رہتے ہیں۔ رُسوا میرٹھی کے یہ چار مصرعہ بھی پڑھے تھے

قطعہ رُسوا میرٹھی

جسے حق خُلد کا سردار کر دے
وصیِ احمدِ مختار کر دے
وہ کب ہوگا طلب گارِ خلافت
خُدا بننے سے جو انکار کر دے

قارئین کرام فقہ جعفریہ میں رائج چند عقائد اور رسومات کے حوالے سے میرا لہجہ کبھی کبھی بہت تلخ بھی ہوا ہے جن صاحبان کی دِل آزاری میرے ان خیالات کے باعث ہوئی ہو ان سے معذرت، کیوں کہ وہ ان کا راستہ ہے اور یہ میری رائے

جنرل ضیاء کی موت کے بعد پانچ یا چھ محرم کو حضرت علامہ جناب طالب جوہری صاحب نے نشتر پارک کی مجلس میں منبرِ رسولؐ سے جنرل ضیاء کی فاتحہ خوانی کی اور ضیاء کے لواحقین کو پرسہ دیا۔ میں نے تین قطعات لکھ کر سات محرم کو نشتر پارک میں تقسیم کر دیئے جو کہ درج ذیل ہیں اس کے بعد جو ہوا وہ کہانی پھر کبھی۔

تعزیت جس کی بھی چاہیں، کیجیئے حق ہے آپ کا
بیوۂ فاسق کو پُرسہ دیں کہ اس کی ماں کو دیں
باادب یہ آپ کی خدمت میں لیکن عرض ہے
منبرِ ختم الرّسلؐ سے یہ نہ ہرگز کام لیں

آپ کے ذاتی مراسم ٹھیک ہیں اپنی جگہ
جذبۂ ملّت نہ یوں مجروح خدارا کیجیے
فاتحہ پڑھیے نہ منبر سے یزیدِ وقت کی
صرف بی بی سیدہ زہراؑ کو پُرسہ دیجیے

عرض صرف اتنی سی تھی کہ منبرِ شبیرؑ سے
فاتحہ فرمائیں نہ باطل کے پیروکار کی
اس لیے لُوٹا ضیاء المتقیںؔ نے حق کا کیمپ
یہ خطا تھی خادمانِ حیدرِ کرارؑ کی

میں نے جو کچھ لکھا اہل بیت کی محبت میں اپنی عقل و دانش اور سوجھ بوجھ کے مطابق لیکن جو خوشی اور پذیرائی مجھے دعائے کمیل کا منظوم ترجمہ کر کے حاصل ہوئی اس پر بہت شاداں ہوں۔ دعا کا لفظ لغوی نکتہ نگاہ سے طلب کرنے اور خواہش کرنے کے معنوں میں آتا ہے۔ ذہنی طور پر ہر مومن لفظ دعا کو مخصوص کر چکا ہے اپنے پروردگار مالکِ حقیقی سے طلبی کو اور اگر یہ طلب اور خواہش رجوع قلب سے معبود ایزدی سے انبیاء اولیاء ائمہ معصومین اور خاص طور پر پنجتن پاک کے وسیلے اور معرفت سے کی جائے تو بارگاہِ ایزدی میں قبولیت کی منزل پا جاتی ہے۔

بقولِ اقبال!

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے

معذرت کے ساتھ عرض کر رہا ہوں، عربی زبان سے چونکہ ہر مومن اچھی طرح واقف نہیں ہوتا، عربی تو پڑھ سکتا ہے قرآن پاک کی تلاوت کرتا ہے لیکن بغیر معنی مقصد حاصل نہیں کر سکتا اور مقصد برآوری کے لیے یہ سمجھنا ضروری ہے کہ وہ کیا کہہ رہا اور کس سے کہہ رہا ہے، اسی چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے ناچیز نے دعائے کمیل کا عام فہم آسان اور روزانہ استعمال ہونے والی زبان میں منظوم ترجمہ کرنے کی جسارت کی اور بڑی ذمہ داری کے ساتھ لہٰذا قارئینِ کرام سے گزارش کہ اگر کوئی کوتاہی ناچیز کی پیشِ نظر ہو تو اُسے سہواً سمجھ کر اس کی اصلاح فرمائیں۔

جن احباب نے میرے کلام کو کتابی شکل میں پیش کرنے کی تحریک مجھ میں پیدا کی اور عملی طور پر اس کی اشاعت میں میری مدد اور رہنمائی فرمائی اُن کا ممنون ہوں، خصوصاً بڑے بھائی ضیاء الاسلام کا جو انتہائی سخن فہم اور زبان شناس انسان ہیں۔ علی عباس اشعری اور ان کے صاحب زادوں شان عباس اشعری، عارف عباس اشعری، عامر عباس اشعری اور عاکف عباس اشعری جنہوں نے ہمیشہ میرے کلام کو سراہا اور اب عملی طور پر اس کو کتابی صورت میں پیش کرنے میں میری معاونت کی۔ عارف عباس اشعری جن کا شمار فنِ مصوری کے اچھے تخلیق کاروں میں ہوتا ہے انہوں نے اس کتاب کے سرِ ورق کو ڈیزائن کیا۔ میرے بچوں شکیل جعفری اور کوثر زہرا ہمہ وقت میرے معاون و مددگار رہے۔ ان تمام احباب کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔

شکریہ

احقر گھائل میرٹھی

۹۵۔سی، جامی کمرشل اسٹریٹ نمبر ۱۱

فیز سیون ایکسٹینشن، ڈیفنس اتھارٹی

فون: ۳۵۸۹۳۸۶۷/۳۵۸۹۷۱۷۲

دُعائے کمیل کا منظوم ترجمہ

دعائے کمیل یہ وہ مُقدس دعا ہے جو پروردگارِ عالم نے حضرت خضرؑ پر نازل فرمائی اور حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے اپنے جلیل اُلقدر صحابی وشاگرد حضرت کمیل ابن زیاد کو عنایت فرمائی۔

اسی دعا کی برکت سے حضرت کمیل بن ابنِ زیاد حجاج جیسے ظالم کے ظلم سے محفوظ رہے اس مُقدس دُعا کی جتنی فضیلت بیان کی جائے کم ہے اس مُقدس دعا کا ترجمہ کئی علمائے کرام فارسی' اردو' انگریزی میں کرچکے ہیں اور منظوم ترجمہ بھی میری نظر سے گزرا ہے مگر پھول بے شک خوب صورت ہوتا ہے۔ ہر ایک کی خوشبو بھی الگ الگ ہوتی ہے۔ نثر'نظم دونوں میں بہت اچھے ترجمے موجود ہیں مگر جس سادگی عام فہم اور سلیس زبان میں جناب گھائل صاحب نے ترجمہ فرمایا ہے۔ ترجمہ بہر حال ترجمہ ہوتا ہے اصل نہیں' مگر گھائل صاحب کا منظوم ترجمہ پڑھ کر مجھے محسوس ہوا کہ آدمی اگر چاہے تو اصل کو ترجمہ میں اتار سکتا ہے یہ بھی ہر شخص کا کام نہیں یہ گھائل صاحب کا کمال ہے۔ میں نے ایک ایک لفظ کو غور سے پڑھا' مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے اصل عبارت پڑھ رہا ہوں۔ خدا بحقِ معصومین گھائل جناب کا سایہ ملت پر قائم ودائم رکھے۔ (آمین)

احقر
سید فاضل حسین موسوی
فروغ ایمان ٹرسٹ' ایس ٹی ون' بلاک ڈی'
شمالی ناظم آباد' کراچی۔ فون: ۶۶۳۲۶۰۸

اُدعُونی اَستجِب لَکُم

ترجمہ

منظومِ دُعائے کمیل

(اردو)

گھائل میرٹھی

ارشادِ امیرالمومنین

مولائے کائنات امیرالمومنین حضرت علیؑ ابن ابو طالب علیہ السلام نے یہ دعائے فضیلت حضرت کمیل بن زیاد رحمتہ اللہ علیہ کو تعلیم کرتے وقت فرمایا اور تاکید کی کہ اس دُعا کو ہر شب جمعہ پڑھا کرو تو بہت بہتر ہے ورنہ مہینہ میں ایک مرتبہ اور اگر یہ بھی نہ کرسکو تو سال میں ایک بار ضرور پڑھ لیا کرو خاص طور پر ماہِ شعبان کی چودہ اور پندرہ تاریخ کی درمیانی شب میں۔ آپ نے آخر میں حضرت کمیل سے فرمایا کہ اس دُعا کی اتنی فضیلت ہے کہ اگر کوئی اپنی زندگی میں اس دُعا کو ایک بار پڑھ لے تو ربّ کعبہ اس کو ثوابِ عظیم سے نوازے گا اور اس دُعا کے طفیل اس کے گناہوں کو بخش دے گا۔

منظوم دُعائے کمیل

کرتا ہوں پاک نامِ خدا سے میں ابتدا
جو مہرباں ہے بخشنے والا بہت بڑا

معبود میرے تجھ سے میری یہ ہے التجا
پروردگار اُس تیری رحمت کا واسطہ

ہر شے پہ جو محیط زمین و زماں میں ہے
ہر اِک نفس ہمارا کہ جس کی اماں میں ہے

یارب تجھے ہے اس تیری قدرت کا واسطہ
غالب ہر ایک شے پہ ہے تو جس سے اے خدا

جس کے سبب سے ہے تیرے آگے جُھکی ہوئی
ہر چیز جس کے سامنے عاجز بنی ہوئی

ہے واسطہ خدا تیرے جبروت کا تجھے
جس سے ہر اک چیز پہ حاوی تُو ہی تو ہے

یارب تجھے ہے اُس تیری عزّت کا واسطہ
ہے بند جس کے سامنے ہر شے کا راستہ

دیتا ہوں تجھ کو تیری اُس عظمت کا واسطہ
ہر شے سے جو عیاں ہے ہر ایک سَمت جا بجا

اُس تیری سلطنت کا تجھے واسطہ خدا
قائم ہے جو ازل سے ہر ایک شے پہ ہر جگہ

ہے واسطہ تجھے تیری اُس ذاتِ پاک کا
ہر چیز کو فنا ہے مگر جس کو ہے بقا

پروردگار ان تیرے ناموں کا واسطہ
جن کے اثر سے خاک کے ذرّے ہیں کیمیاء

اُس علم کا تیرے تجھے دیتا ہوں واسطہ
ہر چیز کا ہے جس نے احاطہ کیا ہوا

ہے واسطہ تجھے تیرے اُس نورِ ذات کا
ہر شے کو جس کی ضو نے مُنوّر بنا دیا

تُو نورِ حقیقی ہے تُو ہی طیّب و طاہر
سب پہلوں سے تُو پہلا ہے سب پچھلوں سے آخر

سب میرے گناہ معاف وہ کر میرے خدایا
جس نے کہ سزا کا مجھے حق دار بنایا

یارب معاف کر دے میری سب وہ خطائیں
ہیں جن کے سبب چار طرف میرے بلائیں

سب میرے گناہ معاف وہ کر باری تعالیٰ
محرومیِ نعمت کا سبب جو بھی ہوں مولا

اے پالنے والے وہ گناہ بخش دے میرے
مقبول دعاؤں کو جو ہونے نہیں دیتے

وہ میرے گناہ بخش دے سب اے میرے معبود
رحمت کی امیدوں کو جو کر دیتے ہیں نابود

کُل میرے گناہ معاف وہ کر خالقِ اکبر
لاتے ہیں جو ہر گام مصیبت میرے سر پر

یارب وہ سب خطائیں میری کر دے درگزر
جو مجھ سے بھول میں ہوئیں یا جان بوجھ کر

مولا میں چاہتا ہوں کہ تیرے قریب آؤں
دل میں ہو تیری یاد میں دنیا کو بھول جاؤں

بس تُو ہی تُو ہو عرض ہے تیری جناب میں
میرا سفارشی بھی سفارش کے باب میں

تیرے کرم کا واسطہ دے کر میں اے خدا
تجھ سے صمیمِ قلب سے کرتا ہوں التجا

معبود میرے مجھ کو تیرا قرب ہو عطا
کرتا رہوں میں شکر تیرا میرے کبریا

اور اپنی یاد اب تُو میرے دل میں ڈال دے
توفیق مجھ کو تُو یہ میرے ذوالجلال دے

رو کر رجوعِ قلب سے کرتا ہوں التجا
یارب جو بھول چُوک میں مجھ سے ہوئی خطا

کر دے معاف مجھ کو بس اب مجھ پہ رحم کھا
اور تُو نے میرا حصہ جو مجھ کو کیا عطا

اس پر تُو مجھ کو راضی و قانع قرار دے
اور دل کو تُو سکوں میرے پروردگار دے

یارب تیرے حضور میں اُس شخص کی طرح
کرتا ہوں میں سوال بصد عجز و التجا

فاقہ کشی کے کرب سے جو ہمکنار ہو
یارب مصیبتوں کا جو پیہم شکار ہو

تنگ آ کے ابتلاءِ جہاں سے جو یہ کرے
اپنی ضرورتوں کو تیرے سامنے رکھے

طالب وہ ہر گھڑی ہو تیرے لطف و کرم کا
خواہاں ہو عنایت کا تیری زیادہ سے زیادہ

یارب یہ سلطنت تیری سب سے عظیم ہے
رُتبہ بلند تر تیرا ربِّ کریم ہے

تدبیر تیری آتی کسی کو نہیں نظر
ظاہر ہر ایک حکم تیرا اور صاف تر

غالب ہے تیرا قہر ہر ایک خاص و عام پر
قدرت ہے کارفرما تیری ہر مقام پر

ممکن نہیں جو تیری حکومت سے بچ کے جائے
وہ جس جگہ بھی جائے وہاں پر تجھ ہی کو پائے

یارب خطا کو بخشنے والا تُو ہی تو ہے
سب میرے عیب ڈھانپنے والا تُو ہی تو ہے

میرے بُرے کو بدلے جو اچھے عمل کے ساتھ
تیرے سوا کوئی نہیں معبودِ کائنات

تیرے سوا کوئی نہیں معبود اے خدا
تُو پاک ہے لبوں پہ میرے تیری ہے ثناء

میں نے خود اپنی ذات پہ یہ ظلم کر لیا
نادانیوں نے میری مجھے بے حیا کیا

میں سوچ کر ہمیشہ یہ ہی مطمئن ہوا
پہلے بھی تو نے یاد رکھا مجھ کو اے خدا

اور اپنی نعمتوں سے نوازا ہے ہر گھڑی
تو نے میری برائیوں کی پردہ پوشی کی

اللہ میرے اے میرے مالک میرے خدا
رکھی ہے تو نے دور بہت مجھ سے ہر بلا

کتنی ہی لغزشوں سے بچا کر مجھے رکھا
کتنی ہی آفتوں سے ہٹا کر مجھے رکھا

اور ایسی میری خوبیاں مشہور ہوگئیں
جن کا کبھی میں اہل تھا اور آج بھی نہیں

یارب مصیبتیں میری اب اور بڑھ گئیں
بدحالیاں اب اور بھی حد سے گزر گئیں

اعمال میرے نیک بہت کم ہیں یا خدا
دنیا کے بھاری بوجھ سے میں ہوں دبا ہوا

محروم ہر نفع سے ہر ایک گام یا خدا
مجھ کو میری درازیِ امید نے کیا

دنیا نے اپنی جھوٹی چمک اور دمک کے ساتھ
دھوکہ دیا ہے مجھ کو سنہری جھلک کے ساتھ

ٹال و مٹول اور خیانت کی بات کی
میرے نفس نے دھوکہ دہی میرے ساتھ کی

دے کر تجھے میں تیری ہی عزّت کا واسطہ
یارب تیرے حضور یہ کرتا ہوں التجا

مولا برے عمل میرے شامل نہ ہوسکیں
میری دعا کی راہ میں حائل نہ ہوسکیں

جو میرے راز تجھ پہ ہیں وا خالقِ جلیل
ان کے سبب سے مجھ کو نہ تو کیجیو ذلیل

تنہائی میں جو میں نے بدی اور برائی کی
وہ خواہشاتِ نفس تھیں میری بڑھی ہوئی

پیہم میری ناسمجھی و کوتاہی کے سبب
غفلت میں جو بھی کام ہوئے مجھ سے میرے رب

ان کی سزا کے دینے میں جلدی نہ کیجیو
معبود مجھ پہ رحم سے تو کام لیجیو

پروردگار صدقے میں اپنے وقار کے
حالوں پہ رحم کرنا تو مجھ گناہ گار کے

تو مجھ پہ مہربان ہی رہنا میرے خدا
اور میرے معاملات پہ کرنا کرم سدا

معبود میرے میرے خدا اب تیرے سوا
ہے کون جو کہ دور رکھے مجھ سے ابتلاء

اپنے لیے میں تیرے سوا ربِّ ذوالجلال
نظرِ کرم کے کرنے کا کس سے کروں سوال

مولا میرے اے میرے خدا میرے کبریا
میں نے خلاف اپنے ہی خود فیصلہ دیا

کیوں کہ ہوائے نفس کے پیچھے ہی میں چلا
دیوانہ تھا عدو کے میں زرّین خواب کا

میں نے نہ اس سے اپنا بچاؤ کبھی کیا
پھندے میں خواہشات کے اپنی میں پھنس گیا

امداد اس کی پھر میری تقدیر نے بھی کی
اس طرح میں نے حدِّ مقرر بھی توڑ دی

یارب نہیں ہے پاس میرے اس کا کچھ جواب
جو کر چکا ہوں حکم عدولی کا ارتکاب

مولا تُو بہرحال ہے تعریف کے قابل
جو کچھ بھی ہوا میری خطا کا ہے وہ حاصل

اس امر پہ تو نے جو کیا فیصلہ صادر
مولا جو تیرا حکم ہے تو حاضر و ناظر

یارب جو آزمائشیں اکثر میری ہوئیں
ان کے خلاف پاس میرے عذر کچھ نہیں

مولا میں اپنی بہت سی کوتاہیوں کے بعد
اپنے نفس کے ظلم و ستم رانیوں کے بعد

پروردگار! معافی کا میں خواست گار ہوں
اپنے کیے پہ مولا بہت شرم سار ہوں

یارب میں دل شکستہ ہوں گھبرا گیا ہوں میں
کرتوتوں سے بدی کے بھی باز آ گیا ہوں میں

تو بخشنے والا ہے میں بخشش کا طلب گار
تو قادرِ مطلق ہے میں بندہ ہوں خطا کار

مولا تیری جناب میں نادانیوں کے ساتھ
حاضر ہوا ہوں آج پشیمانیوں کے ساتھ

سرزد جو مجھ سے ہوچکا اتنا وہ بار ہے
بعد اس کے کوئی جاہے نہ راہِ فرار ہے

تیرے سوا میں اپنا مددگار کس کو پاؤں
میں جس کے پاس معاملہ اپنا یہ لے کے جاؤں

کر دے بس اب معاف مجھے میرے کبریا
اور مجھ کو اپنے دامنِ رحمت میں دے جگہ

یارب میری معافی کی درخواست کر قبول
کر رحم میرے حال پہ مشکل کو دے نہ طُول

اس جسمِ ناتواں کی میری ہڈیوں پہ رحم
میرے بدن کی جلد کی کمزوریوں پہ رحم

اے وہ کہ تیری ذات کہ جس کی ہے یہ عطا
مجھ کو وجود بخشا مجھے پرورش کیا

میرا خیال رکھا نگہباں رہا میرا
کی میرے حق میں بہتری پیدا کری غذا

پس جس طرح سے تونے یہ پہلے کرم کیا
سامان بہتری کا میری ہر قدم کیا

اب بھی وہ مجھ پہ پہلا سا فضل و کرم رہے
پروردگار! اب نہ کوئی مجھ کو غم رہے

معبود میرے میرے خدا میرے کبریا
قربان تیرے تیری مشیّت کے میں فدا

حیراں ہوں اس پہ تو مجھے ایسا عذاب دے
دوزخ کی آگ میں مجھے جلنے کو ڈال دے

وحدت کا جب کہ میں تیری اقرار کرچکا
کلمہ سے اپنے ذہن کو سرشار کرچکا

دل معرفت سے تیری ہے میرا سجا ہوا
جب کہ میری زباں پہ ہے تیرا ہی تذکرہ

ہے دل میں میرے تیری محبت بسی ہوئی
لَو میرے ہر نفس کی ہے تجھ سے لگی ہوئی

میں صدق دل سے اپنا خدا تجھ کو مان کر
کرتا ہوں اعترافِ خطا حق کو جان کر

اور گڑگڑا کے تجھ سے دعا مانگتا ہوں میں
تُو مہرباں بڑا ہے یہ بس جانتا ہوں میں

لیکن نہیں عذاب یہ مجھ پر نہیں نہیں
میری خطا سے تیرا کرم ہے سِوا کہیں

ممکن نہیں تُو اس کو سہارا نہ دے سکے
پالا ہو جس کو تُونے اسے یوں ہی چھوڑ دے

بخشا ہو فیض تُونے جسے اپنے قُرب سے
ممکن نہیں کہ دور تُو ہی پھر اسے رکھے

یا تُو اُسے پھر اپنے یہاں سے نکال دے
جس کو اَماں تُو خود ہی میرے ذوالجلال دے

یا پھر تُو کرے اس کو بلاؤں کے حوالے
جس شخص پہ تُو رحم کرے پالنے والے

یہ بات میں سمجھا نہیں معبود کہ کیا ہے
جو تجھ سے کرے پیار اسی کو تُو سزا دے

مالک میرے معبود میرے اے میرے آقا
کیا آتشِ دوزخ میں تُو ان سب کو رکھے گا

وہ چہرے جو عظمت کو تیری کرتے ہیں سجدے
جو تیرے سوا اور کہیں بھی نہیں جُھکتے

یا پھر وہ زباں جس کو ہے توحید کا اقرار
جو حمد و ثناء تیری کرے مالک و مختار

وہ دل جو تجھے اپنا خدا مان چکے ہوں
وہ دل جو تیری ذات کو پہچان چکے ہوں

یا پھر وہ دماغ اور وہ سرِ جن میں ہے سودا
تیرے ہی بتائے ہوئے سب علم و ہنر کا

یا دستِ دعا وہ جو تیری سمت اٹھے ہوں
یا پاؤں جو مسجد کی طرف دوڑ رہے ہوں

اقرارِ خطا کرتے ہیں یہ حق کے پرستار
ہے ان کو فقط تیری اطاعت سے سروکار

نہ تو تیری نسبت سے کوئی ایسا گماں ہے
نہ ہی تیری جانب سے کوئی ایسا نشاں ہے

اے پالنے والے تجھے سب میری خبر ہے
کمزوری پہ ہر ایک میری تیری نظر ہے

دنیا کی تکالیف کی معمولی سی سختی
مجھ سے تو وہ برداشت بھی مولا نہیں ہوتی

دنیا کی تکالیف سے جب پڑتا ہے پالا
کم ہوتا ہے حالاں کہ مصائب کا وہ وقفہ

مالک میرے معبود میرے اے میرے آقا
پھر کیسے میں عقبیٰ کی مصیبت کو سہوں گا

طُولانی ہے جب عرصۂ آلام وہاں کا
اور اُس میں ہمیشہ کے لیے رہنا پڑے گا

ایک بار ہی اس سمت چلے جائیں گے وہ لوگ
بے شک نہ عذابوں میں کمی پائیں گے وہ لوگ

کیوں کہ وہ عذاب ہوگا تیرے غیض کا آقا
ناراضگی کا تیری سبب ہوگا کہ جس کا

جس کو یہ زمیں اور فلک سہہ نہ سکے گا
مولا میرا اس وقت میں کیا حال بنے گا

میں جب کہ تیرا ایک ہوں مجبور سا بندہ
ہوں عاجز و لاچار بھی اور لاغر و ادنیٰ

مالک میرے معبود میرے اے میرے آقا
کس کس کے لیے تجھ سے میں فریاد کروں گا

درد ناک عذابوں کی کہ معافی کی خطا کی
سختی کی مصیبت کی کہ طولانی سزا کی

دشمن جو تیرے روزِ ازل ہی سے ہیں مولا
پس تُونے اگر ان کے مجھے ساتھ میں رکھا

جو تیری بلاؤں کے سزاوار ہیں یارب
جو لوگ تیرے نام سے بے زار ہیں یارب

اور اپنے ہی احباب سے اور ولیوں سے مجھ کو
معبود میرے تُونے جدا کر بھی دیا تو

تیرے ہی عطا کردہ عذابوں پہ خدایا
میں صبر بھی کرلوں تو بتا اے میرے آقا

کیوں کر تیری رحمت کی جدائی میں سہوں گا
اس آتشِ فرقت سے تو میں اور پھُکوں گا

برداشت بھی کرلوں جو تیری آگ کی گرمی
سہہ بھی لوں اگر تیرے جہنم کی میں سختی

برداشت کروں گا میں بتا تُو ہی الٰہی
کس طرح سے محرومی تیری نظرِ کرم کی

سب حق ہے پر اللہ میرے اس کے علاوہ
کیوں کر میں بھلا آتشِ دوزخ میں رہوں گا

ہے جب کہ مجھے تجھ سے بڑی آس خدایا
تُو ہی تو ہے بس ایک میرا بخشنے والا

پس اے میرے مالک میرے خالق میرے آقا
سچی تیری عزّت کی قسم کھاتا ہوں مولا

گویائی میری باقی جو تُونے رکھی وہاں
یارب تو پھر میں اہلِ جہنم کے درمیاں

تیرا ہی نام لے کے پکاروں گا بارہا
جیسے امیدوارِ کرم دے تجھے صدا

پھر آہ و بکا تیرے ہی آگے میں کروں گا
جیسے کوئی فریادی کہیں روتا ہے مولا!

میں فرقتِ رحمت میں تیری روؤں گا ایسے
اپنوں سے بچھڑنے پہ کوئی روتا ہو جیسے

پیہم میں پکاروں گا تجھے تُو کہ کہاں ہے
فریاد میری سن میرے مولا تو جہاں ہے

اے مومنوں کے مالک و مختار مدد کر
اے عارفوں داناؤں کی سرکار مدد کر

ہر جا تُو ہی فریادی کی فریاد کو پہنچا
سچّوں کے دلوں کا تُو ہی محبوب ہے مولا!

ظاہر ہے تیری ذات کہ تُو ربِّ علیٰ ہے
کرتا ہوں تیری حمد کہ تُو میرا خدا ہے

حیران ہوں مولا کہ یہ کس طرح سے ہوگا
تُو آتشِ دوزخ سے صدا اُس کی سُنے گا

جو بندۂ مسلم ہو تیرا میرے خدایا
اور حکم عدولی کی تیری سہتا ہو ایذا

اور قیدِ جہنم میں رہے تیرا وہ بندہ
ہو اس پہ گناہوں کے عذابوں کا بھی پھندا

بدلے میں اُسے جُرم کے اور اپنی خطا کے
رکھا بھی ہو طبقات میں دوزخ کے بُھلا کے

لیکن وہ تیرے لُطف کا رحمت کا طلب گار
وہ عاجز و مجبور مصیبت کا گرفتار

کیوں کہ وہ عذاب ہوگا تیرے غیض کا آقا
جس کو یہ زمیں اور فلک سہہ نہ سکے گا
میں جب کہ تیرا ایک ہوں مجبور سا بندہ
مالک میرے معبود میرے اے میرے آقا
درد ناک عذابوں کی کہ معافی کی خطا کی
دشمن جو تیرے روزِ ازل ہی سے ہیں مولا
جو تیری بلاؤں کے سزاوار ہیں یارب
اور اپنے ہی احباب سے اور ولیوں سے مجھ کو
تیرے ہی عطا کردہ عذابوں پہ خدایا
کیوں کر تیری رحمت کی جدائی میں سہوں گا
برداشت بھی کرلوں جو تیری آگ کی گرمی
برداشت کروں گا میں بتا تُو ہی الٰہی
سب حق ہے پر اللہ میرے اس کے علاوہ
ہے جب کہ مجھے تجھ سے بڑی آس خدایا
پس اے میرے مالک میرے خالق میرے آقا
گویائی میری باقی جو تُونے رکھی وہاں
تیرا ہی نام لے کے پکاروں گا بارہا
پھر آہ و بکا تیرے ہی آگے میں کروں گا
میں فرقتِ رحمت میں تیری روؤں گا ایسے
پیہم میں پکاروں گا تجھے تُو کہ کہاں ہے
اے مومنوں کے مالک و مختار مدد کر
ہر جا تُو ہی فریادی کی فریاد کو پہنچا
ظاہر ہے تیری ذات کہ تُو ربِّ علی ہے
حیران ہوں مولا کہ یہ کس طرح سے ہوگا
جو بندۂ مسلم ہو تیرا میرے خدایا
اور قیدِ جہنم میں رہے تیرا وہ بندہ
بدلے میں اُسے جرم کے اور اپنی خطا کے
لیکن وہ تیرے لطف کا رحمت کا طلب گار

ناراضگی کا تیری سبب ہوگا کہ جس کا
مولا میرا اس وقت میں کیا حال بنے گا
ہوں عاجز و لاچار بھی اور لاغر و ادنیٰ
کس کس کے لیے تجھ سے میں فریاد کروں گا
سختی کی مصیبت کی کہ طولانی سزا کی
پس تُونے اگر ان کے مجھے ساتھ میں رکھا
جو لوگ تیرے نام سے بے زار ہیں یارب
معبود میرے تُونے جدا کر بھی دیا تو
میں صبر بھی کرلوں تو بتا اے میرے آقا
اس آتشِ فرقت سے تو میں اور پھُکوں گا
سہہ بھی لوں اگر تیرے جہنم کی میں سختی
کس طرح سے محرومی تیری نظرِ کرم کی
کیوں کر میں بھلا آتشِ دوزخ میں رہوں گا
تُو ہی تو ہے بس ایک میرا بخشنے والا
سچی تیری عزت کی قسم کھاتا ہوں مولا
یارب تو پھر میں اہلِ جہنم کے درمیاں
جیسے امیدوارِ کرم دے تجھے صدا
جیسے کوئی فریادی کہیں روتا ہے مولا!
اپنوں سے بچھڑنے پہ کوئی روتا ہو جیسے
فریاد میری سن میرے مولا تو جہاں ہے
اے عارفوں داناؤں کی سرکار مدد کر
سچوں کے دلوں کا تُو ہی محبوب ہے مولا!
کرتا ہوں تیری حمد کہ تُو میرا خدا ہے
تُو آتشِ دوزخ سے صدا اُس کی سُنے گا
اور حکمِ عدولی کی تیری سہتا ہو ایذا
ہو اس پہ گناہوں کے عذابوں کا بھی پھندا
رکھا بھی ہو طبقات میں دوزخ کے بٹھا کے
وہ عاجز و مجبور مصیبت کا گرفتار

آگے تیرے فریاد کرے آہ و بکا سے
وحدت کو تیری ماننے والوں کی طرح سے

سرکار میں تیری ہی تجھے اے میرے مولا
دے واسطہ تجھ کو تیری شانِ اَحَدی کا

اے لاشریک وحدہٗ جلّاً جلالہٗ
کس طرح اس عذاب میں دیکھے گا اس کو تُو

جب کہ گزشتہ رحمتوں کی اس کو آس ہو
تیرا ہی نام جس کے لبوں کی اساس ہو

دوزخ کی آگ ایذا اسے دے سکے گی کیا
جس کو ہو ہر مقام پہ تیرا ہی آسرا

دوزخ کے شعلے اس کو جلائیں گے کس طرح
تو جب کہ اس کی سُن رہا ہوگا خود ہی صدا

اور دیکھ رہا ہوگا اسے تُو میرے یزداں
پھر شورِ جہنم سے وہ کیوں ہوگا پریشاں

اے ذاتِ اَحَد ربِّ عُلیٰ طیّب و طاہر
کمزوریاں سب اس کی تجھے جب کہ ہوں ظاہر

سچائی سے بھی اس کی تُو آگاہ ہو مولا
پھر کس لیے طبقاتِ جہنم میں وہ ہوگا

کیا آتشِ دوزخ سے پریشان وہ ہوگا
یارب وہ تجھے جب کہ صدا دیتا رہے گا

کس طرح یہ ممکن ہے میرے پالنے والے
کہ فضل کی تیرے وہ رہے آس لگائے

مولا وہ تجھے تَو پئے امداد بلائے
اور تُو اسے دوزخ کے نہ شعلوں سے بچائے

یارب تیری نسبت سے کہاں ایسا گماں ہے
تجھ جیسا مہرباں میرے مولا کہاں ہے

نہ ہی تو تیرے فضل سے کچھ ایسا ہوا ہے
اور نہ ہی کرم تیرا کبھی ایسا رہا ہے

توحید پرستوں کو برے حال میں دیکھے
اور ان کی خطاؤں کو کرم تیرا نہ بخشے

اس بات پہ اپنا میں یقیں رکھتا ہوں پختہ
جو منکر و دشمن ہیں تیری ذات کے آقا

تُو حکم عذابوں کا اگر ان کو نہ دیتا
اور فیصلہ ان کے لیے دوزخ کا نہ کرتا

پھر رکھتا جہنم کو تُو اس طرح سے ٹھنڈا
وہ جائے اماں ہوتی جہنم نہیں ہوتا

بنتا نہ تیرے غیض کا پھر کوئی نشانہ
ہوتا نہ جہنم میں کسی کا بھی ٹھکانہ

معبود میرے میرے خدا میرے الٰہی
پر تُونے قسم اپنے ہی ناموں کی ہے کھائی

ڈالے گا جہنم میں انہیں تُو میرے یزداں
کافر ہوں کہ مشرک ہوں جنّاً کہ وہ انساں

دوزخ میں ہمیشہ کے لیے ان کو رکھے گا
دشمن جو تیرے نام کے ہیں باری تعالیٰ

اے تُو کہ جو لائق ہے بہت حمد و ثناء کے
احسان کیا بندوں پہ تُونے یہ بتا کے

ارشاد ہے قرآں میں تیرا اے میرے داور
فاسق نہیں ہوتا کبھی مومن کے برابر

ہے اس تیری قدرت کا تجھے واسطہ مولا
جس نے کہ ہر ایک شے کا ہے مقسوم بنایا

ان فیصلوں کا تُونے جو صادر کیے یارب
اور ان کا بھی جن پر کہ یہ نافذ کیے یارب

اور قابو بھی ان پر ہے تیرا خالقِ اکبر
کہتا ہوں اُنہی کا میں تجھے واسطہ دے کر

سرزد وہ ہر ایک جرم کہ جو مجھ سے ہوا ہو
ہر ایک گناہ میں نے جو دنیا میں کیا ہو

ہر میری برائی کہ جو کی میں نے چُھپا کر
ہر میری وہ نادانی جو مجھ سے ہوئی اکثر

چھپ کر وہ ہوئیں مجھ سے کہ ظاہر میں ہوئی ہوں
مولا میری بخشش میں وہ حائل نہ کبھی ہوں

مولا تُو شبِ نیمۂ شعباں کی خوشی میں
یارب تُو مجھے بخش دے اس نیک گھڑی میں

تُو ان کو بھی کر معاف عمل بد جو ہیں میرے
وہ جن کو فرشتوں نے لکھا حکم سے تیرے

ہر ایک عمل کے میرے جو نگراں ہیں دن رات
شاہد ہیں اعضاء اور جوارح کے ساتھ ساتھ

اور سب سے بڑا خود ہی ہے تُو دیکھنے والا
ہر ایک میرے اچھے برے کام کا مولا

تُو بات بھی وہ جانتا ہے میرے الٰہی
جو تیرے دو فرشتوں سے مخفی بھی رہ گئی

رحمت میں اپنی تُو نے کہ جس کو چھپا لیا
اپنے کرم کے پردے میں تُو نے جسے رکھا

معبود میرے تجھ سے میری التجا ہے یہ
حصہ میرے خدا مجھے زیادہ سے زیادہ دے

ہر اس بھلائی سے جو تیری سمت سے ملے
احسان اور فضل سے اپنے جو تُو کرے

ان نیکیوں سے تُو نے جنہیں عام ہے کیا
اس رزق سے بھی تُو نے کہ جس کو بڑھا دیا

ہر اس گناہ سے جو تیری ذات بخش دے
ان غلطیوں سے جن کو کہ پوشیدہ تُو رکھے

اے ذوالجلال! میرے خدا میرے کبریا
اے میرے جسم و جان کے مالک میرے خدا

اے وہ کہ جس کی ذات پہ سب کچھ ہے آشکار
اے وہ جسے کہ مجھ پہ بھی حاصل ہے اختیار

واقف ہے ہر مقام پہ اے جلّ شانہٗ
بدحالیوں سے اور میری بے چارگی سے تُو

پروردگار! میرے تیری ذاتِ دائمی
واقف ہے میرے فقر سے فاقہ کشی سے بھی

اے مہرباں رحیم اے جلّ جلالہٗ
اے لاشریک بارِ الٰہ ذاتِ وحدہٗ

سچائی کا تیری تیری پاکئ ذات کا
اور تیرے پاک ناموں کا تیری صفات کا

دے کر میں تجھ کو واسطہ ان سب کا اے خدا
کرتا ہوں بارگاہ میں تیری یہ التجا

اب میرے روز و شب کے ہر ایک وقت کی فضا
تو کر دے اپنی یاد سے معمور اے خدا

ہر لمحہ میرا اب تیری طاعت میں بسر ہو
مقبولیٔ اعمال میں میرے نہ کسر ہو

اور وہ بھی یہاں تک کہ عمل میرے اور افکار
آ جائیں تیرے دامنِ رحمت میں سب ایک بار

اور تیری اطاعت کا دوام ہو مجھے حاصل
ہو تیرا کرم میرے ہر ایک حال میں شامل

معبود میرے میرے خدا میرے الٰہی
اے وہ کہ تیری ذات مجھے آس ہے جس کی

اور جس کی کہ سرکار میں ہر طرح کی مشکل
آقا میں کروں پیش بصد جان بصد دل

اے مالکِ کُل میرے خدا صاحبِ قدرت
دے ہاتھ کو اور پیر کو تُو میرے وہ قوت

جو کرتے رہیں تا بہ ابد تیری عبادت
اور دل کو عطا کر تو میرے نیک سعادت

اور پختگی پھر دل کے ارادوں کو عطا کر
تُو مجھ کو یہ توفیق دے اے خالقِ اکبر

یارب میں جہاں بھی رہوں تجھ سے ہی ڈروں میں
سرگرم عمل تیری اطاعت میں رہوں میں

وہ اس لیے جو تیری طرف کرتے ہیں سبقت
میں ساتھ چلوں اُن کے یہ ہی میری ہو نیت

جانب جو تیری بڑھتے ہیں اُن لوگوں کے ہمراہ
تیزی سے قدم اپنے بڑھاؤں میں ہر ایک گاہ

وہ شوق ملاقات کا جو رکھتے ہیں تجھ سے
مشتاق رہوں میں بھی تیرا ان ہی کا جیسے

مخلص جو تیرے بندے ہیں بس ان ہی کا جیسا
نزدیک، تیرے میں بھی رہوں اے میرے مولا

جو تجھ پہ یقیں رکھتے ہیں ہر گام پہ محکم
اُن ہی کی طرح ڈرتا رہوں تجھ سے میں ہر دم

تیرے حضور جب کہ ہوں سب مومنیں جمع
میں بھی اُنہی کے ساتھ میں ہوں میرے کبریا

پروردگار! مجھ سے جو جیسی بدی کرے
مولا میرے تو ایسی ہی اس کو سزا بھی دے

معبود میرے مجھ سے جو دھوکہ دہی کرے
پروردگار! ایسی ہی پاداش اس کو دے

مجھ کو تُو اپنے بندوں میں ایسا قرار دے
تیرے یہاں سے اچھا سا حصہ جنہیں ملے

قربت تیری جناب کی جن کے نصیب ہوں
تجھ سے جو خاص طور پر زیادہ قریب ہوں

کیوں کہ یہ رُتبہ تیرے، کرم کے سوا کہیں
یارب! میرے کسی کو بھی ہرگز ملا نہیں

مجھ پر بھی اپنا خاص کرم کیجیو عطا
جو تیری شان ہی کے مطابق ہو اے خدا

رحمت سے اپنی میری حفاظت کا کام لے
یارب! میری زبان صدا تیرا نام لے

دے میرے دل کو اپنی محبت کی چاشنی
پروردگار! میرے تیری شان ہے بڑی

کرکے دعا قبول میری میرے کبریا
احسان مجھ پہ اور بھی کر اے میرے خدا

کر دے خطا معاف میری اپنے فیض سے
جو لغزشیں بھی مجھ سے ہوئیں ہیں وہ بخش دے

وہ اس لیے کہ اپنے ہی بندوں کے واسطے
کھولے ہیں تُونے اپنی عبادت کے راستے

تیرا ہی حکم اے میرے معبود میرے رب
ہر گاہ میں تجھ ہی سے دعائیں کروں طلب

کیوں کہ دعاؤں کا بھی تُو ہی پاسدار ہے
ان کی قبولیت کا بھی تُو ذمہ دار ہے

بس اس سبب سے اے میرے مالک میرے خدا
میں نے تیری ہی سمت کو رُخ اپنا کر لیا

تیری ہی سمت اب میرا دستِ طلب بھی ہے
داتا تُو ہی ہے کُل کا یہ اس کا سبب بھی ہے

میرے خدا تُو صدقے میں اپنے وقار کے
کرکے دعا قبول مجھے تُو قرار دے

پہنچا میرے خدا مجھے میری مراد کو
مایوس اپنے فضل وکرم سے نہ کیجیو

انسان اور جنوں میں سے دشمن جو میرا ہو
ان سب کے شر سے مولا تُو مجھ کو بچائیو

اے ربِّ دو جہاں میرے معبودِ کائنات
راضی جو جلد بندوں سے ہو وہ ہے تیری ذات

بندہ وہ اپنا بخش دے اے رَبِّ اُلعالمین
کچھ بھی تو جس کے پاس دعا کے سوا نہیں

قادر ہے تُو جو چاہے وہ میرے خدا کرے
ذرّے کو مہر مہر کو تُو بے ضیاء کرے

معبود ہر مرض کی دوا تیرا نام ہے
ہر ایک نام تیرا ذوی الاحترام ہے

بیماریوں کو ذکر سے جس کے شفاء ملے
اور برکتوں سے جس کی سروں سے بلا ٹلے

اے دو جہاں کے مالک و مختار کارساز
طاعت ہی تیری کرتی ہے ہر شے سے بے نیاز

کر اس پہ رحم اے میرے مالک میرے خدا
سرمایہ جس کا صرف ہے تیرا ہی آسرا

ہتھیار جس کے پاس یہ ہی کچھ ہیں یا خدا
فریاد و گریا آہ و فغاں نالہ و بُکا

اے نعمتوں کے بخشنے والے میرے خدا
اے کہ بلائیں ٹالنے والے میرے خُدا

تاریکیوں اندھیروں سے گھبرائے ہوؤں کی
مولا تیری ہی ذاتِ مُقدّس ہے روشنی

معبود میرے تُو ہی تو ایک ایسا ہے عالِم
جس کا کہ مدرّس ہے کوئی اور نہ معلّم

پروردگار! بھیج درود ان پہ اور سلام
آلِ رسولؐ اور رسولِؐ خدا کے نام

آلِ رسولؐ میں جو ولی اور امام ہوں
ان پر بھی مولا تیرے درود اور سلام ہوں

صدقے میں اس دعائے جنابِ کُمیل کے
گھائل کے والدین کو مولا تُو بخش دے

❄

اے ربِّ کعبہ خالقِ کُل میرے کبریا   اے لا شریک وحدہٗ اے ربِّ العلیٰ
جتنا بھی شکر تیرا کریں کم ہے اے خدا   ہم پر یہ تیرا لطف و کرم اور یہ عطا
ظلمت میں کفر کی نہ کہیں دے دیا ہمیں
ختم الرسلؐ کے دین میں پیدا کیا ہمیں

ختم الرسلؐ وہ کون جو سرتاجِ انبیاء   یعنی محمدِؐ عربی نورِ کبریا
جو کُلِّ عالمیں کے لیے رحمتِ خدا   جس سے ملا ہے عبد کو معبود کا پتہ
ہاں وہ نبیؐ جو شافعِ روزِ جزا بھی ہے
شقُّ القمر اس ہی کا تو ایک معجزہ بھی ہے

اللہ کا حبیب ہے یہ نورِ اوّلیں   یہ عرش پر مکیں ہو کہ برخطۂ زمیں
قرآن کہہ رہا ہے جہاں بھی ہو یہ کہیں   جب تک کہ حکمِ رب نہ ہو یہ بولتا نہیں
ارشادِ مصطفٰےؐ جو بروزِ غدیر ہے
واللہ وہ بھی حکمِ خداءِ قدیر ہے

اللہ کے حبیب نے جو بھی کیا بیاں   ہر لفظ اس کا مرضیِ داور کا ترجماں
وہ مُستند حدیث وہی بالیقیں قرآں   جائز نہیں کلامِ محمدؐ پر این و آں
من کُنتُ کی حدیث ہے اس بات کی سند
کافر ہے وہ جو یہ نہ کہے یا علیؑ مدد

جو کہہ دیا نبیؐ نے وہ حق کا کلام ہے   ذاتِ نبیؐ کچھ ایسی ذوالاحترام ہے
خود ذاتِ حق کا جس پہ درود و سلام ہے   حتّٰی کہ بے درود عبادت حرام ہے
وردِ زباں ہے یہ ہی ملائک کے رات دن
صلّے علیٰ محمدؐ وَ آلِ محمدؐ

صد شکر تیرا باری تعالیٰ ہزار شکر   معبود میرے اے میرے پروردگار شکر
کس کس عطا کا تیری کرے گناہ گار شکر   گھائل کا ہر عطا پہ تیری بے شمار شکر
لیکن خدایا نظرِ کرم اور ایک ذرا
کر اتحاد عالمِ اسلام کو عطا

❄

مصطفیٰؐ حق کے رہبر پہ لاکھوں سلام

مصطفیٰؐ ذاتِ اَطہر پہ لاکھوں سلام نورِ معبودِ اکبر پہ لاکھوں سلام
دینِ حقّا کے محور پہ لاکھوں سلام شافعِ روزِ محشر پہ لاکھوں سلام
آمنہ کے گُلِ تر پہ لاکھوں سلام
مصطفیٰؐ نور پیکر پہ لاکھوں سلام

جس کی معراج کا عرشِ اَعلیٰ مقام اور ملائک بصد عزّت و احترام
لایا کرتے ہیں ہر روز و شب صبح و شام رب کی جانب سے جس پر درود و سلام
اُس نبیؐ مُطہر پہ لاکھوں سلام
مصطفیٰؐ حق کے رہبر پہ لاکھوں سلام

عرش تک جس کی پروازِ ایمان ہے جو ابو طالبِ دینِ یزدان ہے
اِس کے ایماں پہ شک فکرِ شیطان ہے جو نبیؐ کا محافظ نگہبان ہے
اُس رفیقِ پیمبرؐ پہ لاکھوں سلام
اُس مُعظّم مُدبّر پہ لاکھوں سلام

یہ ابو طالبِ عکسِ صِدق و صِفا جو محمدؐ کا ہر دم نگہباں رہا
خاتم اُلانبیاء مُرسلِ کبریا جس کی آغوش میں ہی پلا اور بڑھا
اُس محمدؐ کے یاور پہ لاکھوں سلام
جاں نثارِ پیمبرؐ پہ لاکھوں سلام

بازوءِ مصطفیٰؐ اور خدا کا ولی ہے بلا فصل وہ ہی نبیؐ کا وصی
مرتضیٰؑ ضیغمِ خالقِ ایزدی جس سے منسوب ہے نعرۂ حیدری
اُس علیؑ شیرِ داور پہ لاکھوں سلام
فاتحِ بدر و خیبر پہ لاکھوں سلام

جس کی گھر میں خُدا کے ولادت ہوئی جس کی ایک ضرب کی اتنی عظمت ہوئی
جس سے کم دو جہاں کی عبادت ہوئی جس پہ قربان و صدقہ شجاعت ہوئی
اُس علیؑ مردِ صفدر پہ لاکھوں سلام
ساقیِ حوضِ کوثر پہ لاکھوں سلام

فاطمہؑ سیّدہ مرضیہؑ طاہرہؑ عابدہؑ ساجدہؑ شاکرہؑ صابرہؑ
ہے مجسّم جو معبودِ حق کی رضا جس کو خاتونِ جنّت کا رُتبہ ملا
اُس محمدؐ کی دُختر پہ لاکھوں سلام
فاطمہؑ صبر پیکر پہ لاکھوں سلام

ہیں یہ گیارہ ائمہ کی ماں فاطمہؑ ہیں مکمّل یہ تطہیر کا ترجمہ
ہیں یہ ہی معنیِ حل اَتٰی اِنّما جن کے حور و ملک خادم و خادمہ
اُن کی شانِ منوّر پہ لاکھوں سلام
سیّدہ ذاتِ اطہر پہ لاکھوں سلام

یہ جو سبطِ نبی ہیں حُسینؑ و حَسنؑ ہیں یہ زیرِ کِساء شاملِ پنجتن
جن کے خوں سے ہے سرسبز دیں کا چمن جن کے دم سے ہے کعبہ کا روشن صحن
حیدری لعل و گوہر پہ لاکھوں سلام
عزمِ شبیرؑ و شبّرؑ پہ لاکھوں سلام

یہ جوانانِ جنّت کے سردار ہیں سیّدہؑ کے بھی دونوں یہ دِلدار ہیں
یہ ہی دوشِ نبیؐ کے بھی اَسوار ہیں کُفر کے قلب و سر پر یہ تلوار ہیں
ان کے روئے منوّر پہ لاکھوں سلام
دونوں اَبناءِ حیدر پہ لاکھوں سلام

اپنے معبود سے تم بصد اِلتجا مانگو اُس کے وسیلے سے گھائل دُعا
جو وسیلہ ہے عبد اور معبود کا جس نے بندوں کو رب آشنا کردیا
اُس نبیؐ بندہ پرور پہ لاکھوں سلام
شافعِ روزِ محشر پہ لاکھوں سلام

☆

جہاں میں آئے ہیں سرتاجِ انبیاء بن کر
مُحمدِؐ عربی کون خاصۂ داور

اِنہی کے دم سے معطر ہے گلشنِ عالم
یہی ہیں باغِ مشیّت کا بہترین ثمر

اِنہی کے نور سے روشن ہے بزمِ کون و مکاں
اِنہی کے نور کے پرتو ہیں سب یہ شمس و قمر

انہی کے ہاتھ میں تقدیر ہے دو عالم کی
یہی ہیں قاضیِ الحاجات و شافعِ محشر

یہی ہیں قاسمِ باغِ جناں و خُلدِ بریں
یہی ہیں ہادیِ کونین و ساقیِ کوثر

مثالِ سورۂ واللّیل ان کے گیسو ہیں
جوابِ سورۂ والشمس ہے رُخِ انور

نظامِ ہستیِ عالم ہے بس اِنہی کے سبب
مدارِ ہستیِ عالم کا ہیں یہی محور

ہماری مسجدِ دل میں یہی ہیں پیش امام
یہی ہیں بزمِ تصور میں برسرِ منبر

یہی ہیں صاحبِ لولاک و صاحبِ معراج
اِنہی کی راہ کے ہیں فرش کہکشاں و قمر

اِنہی کا عرشِ معلّٰے نے خود شبِ معراج
بڑے تپاک سے چوما ہے ہر قدم بڑھ کر

اِنہی سے خالقِ اکبر ہے محوِ راز و نیاز
ہے جس پہ ناز خدا کو ہیں یہ وہ پیغمبر

یہی نگاہِ مشیّت یہی زبانِ خدا
یہی ہیں ذاتِ الٰہی کی شان کا مظہر

یہی تو رحمت پروردگارِ عالم ہیں
یہی ہیں بحرِ شفاعت کے بھی امیرِ بحر

اِنہی کا نور سرِ طور تھا خدا کی قسم
شعاعیں جس کی مُسلّط تھیں قلبِ موسیٰؑ پر

یہی جنابِ مسیحا کے درد کی ہیں دوا
یہی ہیں حضرتِ ایوبؑ کے بھی چارا گر

جنابِ نوحؑ کی کشتی کے ناخدا ہیں یہی
یہی سفینۂ اسلام کے بھی ہیں لنگر

کیا خلیلؑ نے جب یاد ان کو مشکل میں
تو پھول بن گئے اُن ہی کی یاد سے اَخگر

جدائی ان کی گوارا نہ کر سکا معبود
تو اپنے پاس رکھا ان کا سایۂ اطہر

اس ہی لیے تو گواہی دی سنگریزوں نے
سمجھ لیں وہ بھی کہ ہیں جن کی عقل میں پتھر

ہے کور چشم جسے ان کا شوقِ دید نہیں
جو ان کی یاد سے غافل ہے دل وہ ہے پتھر

یہ جس جگہ ہیں وہاں حسرتوں کی شام نہیں
یہ جس جگہ نہیں اس جا نہیں امیدِ سحر

انہی کے ذکر سے روشن دماغ ہوتا ہے
سکون پاتا ہے اِس ذکر سے دلِ مضطر

یہ ذاتِ پاکِ محمدؐ حبیبِ ربِّ علیٰ
عطاءِ ربِ دو عالم ہے اپنے بندوں پر

خدا کے آتے ہوں جس پر سلام اور درود
اور اِس کو بندہ یہ اپنا سا کہہ رہا ہے بشر

خدا کا شکر کہ ہم اس کے اُمتی ٹھہرے
کہ جس کا دونوں جہاں میں نہیں کوئی ہمسر

مگر ہم اُمتّی دل سے بھلائے بیٹھے ہیں — طلب میں دنیا کی درسِ رسولؐ کو یکسر
نہیں مدد کی طلب دستِ کبریائی سے — ہے سجدہ ریز مسلماں یہود کے در پر
نبیؐ کا درسِ اخوۃ ہے کلمہ گو کے لیے — جسے بھلا دیا اس نے ایک اُمتّی ہو کر
زبانی الفتِ ختم الرّسل کے ہیں دعوے — مسلماں آج عمل کے نہیں رہے خوگر
بھلائے بیٹھے ہیں حقُّ العباد کی باتیں — نہیں ہے قلبِ مسلماں پہ اس کا کوئی اثر
بہا رہا ہے مسلماں لہو مسلماں کا — نبیؐ پاک کا کلمہ زبان سے پڑھ کر
اتار دیتا ہے سینے میں اپنے بھائی کے — کہیں پہ گولیاں بندوق کی کہیں خنجر
یتیم کرتے ہیں آپس میں اپنے بچوں کو — اور اپنی بہنوں کو دیتے ہیں بیوگی کے ثمر
لگا کے نعرۂ تکبیر گھر جلاتے ہیں — نہ ان کو خوفِ خدا ہے نہ کچھ رسولؐ کا ڈر
بنامِ بُغض بھرے گھر اجاڑ دیتے ہیں — یہ اہلِ قلعۂ اسلام طیش میں آکر
نہ ان کے دل میں ہے کچھ پاسِ چار دیواری — نہ ان کو کچھ ہے خیالِ تحفظِ چادر
مفادِ دینِ محمدؐ میں ہیں تو خوب کرو — اے کلمہ گویو دھماکے بموں کے شام و سحر
اگر یہود کے حق میں ہے فائدہ اس کا — تو بھول جاؤ شفاعت کو تم سرِ محشر
تمھیں ہے ایسا ہی کچھ شوق قتل و غارت کا — تو چھینو قبلۂ اوّل یہود سے جاکر
چھڑاؤ بھارتی چنگل سے خطّہ کشمیر — دکھاؤ کتنے بہادر ہو تم وہاں چل کر
خداءِ پاک کے محبوب یا رسولؐ انام — ہمارے حال پہ لِللّٰہ کیجیے گا نظر

دعا قبول ہو گھائل کی یا حبیبِ خدا
رہیں جہاں کے مسلمان متحد ہوکر

❋

معدنِ تقویٰ و عرفان رسولِ عربیؐ　　چشمۂ رحمتِ یزدان رسولِ عربیؐ
مخزنِ صدق و صفا بحرِ کرم فیض مآب　　قبلۂ و کعبۂ ایمان رسولِ عربیؐ
زینتِ عرشِ بریں رونقِ بزمِ کونین　　معنیِ سورۂ رحمٰن رسولِ عربیؐ
محورِ دینِ خدا رحمتِ ہر دو عالم　　اے خوشا بولتے قرآن رسولِ عربیؐ
قاسمِ خُلدِ بریں مالکِ حوضِ کوثر　　نورِ حق خاصۂ سبحان رسولِ عربیؐ
حاصلِ مقصدِ کُن محرمِ رازِ وحدت　　بابِ تخلیق کا عنوان رسولِ عربیؐ
حق کا محبوب نبی نبیوں میں سب سے افضل　　ہادی و سرورِ ذیشان رسولِ عربیؐ
دردِ عیسیٰؑ کی دوا حضرتِ یعقوبؑ کی آس　　فخرِ موسیٰؑ و سلیمانؑ رسولِ عربیؐ
اس پہ اپنا سا بشر آپ کو وہ کہنے لگے　　ہے یہ کم ظرفی انسان رسولِ عربیؐ
کالی کملی کے کہیں اور کہیں گیسو کے بیاں　　ہائے یہ آپ کی پہچان رسولِ عربیؐ
اب ترستے ہیں مسلمان کی صورت کے لیے　　مسجد و منبر و قرآن رسولِ عربیؐ
کذب بردوش نئے جملے دیا کرتا ہے　　آج کل واعظِ نادان رسولِ عربیؐ
آپ کے درس سے حاصل ہوا جب کہ یہ شرف　　آدمی بن گیا انسان رسولِ عربیؐ
ٹینک اور توپ سے ٹکرا گیا حق کی خاطر　　جذبۂ ملتِ ایران رسولِ عربیؐ

اپنے گھائل کو بھی روضہ پہ طلب کرلیجیے
رہ نہ جائے کہیں ارمان رسولِ عربیؐ

❄

ماں باپ میرے اور میری جان یا رسولؐ   خاکِ قدم پہ آپ کے قربان یا رسولؐ
جبرئیلؑ جس جگہ کے ہیں دربان یا رسولؐ   وہ عرشِ حق ہے آپ کا ایوان یا رسولؐ
مدحت میں آپ کی یہ خدا کا کلامِ پاک   قدرت کی شاعری کا ہے دیوان یا رسولؐ
یہ آپ کی ہی خاکِ کفِ پا کا فیض ہے   جو آدمی سے بن گیا انسان یا رسولؐ
آکر کیا حضور نے خُلقِ عظیم سے   انسانیت کے درد کا درمان یا رسولؐ
نکلے جو دم میرا تو یہ وردِ زباں رہے   یٰسین و یا مزمل و رحمٰن یا رسولؐ

روضے پہ روشنی کرے آکر حضورؐ کے
گھائل کے دِل میں ہے یہ ہی ارمان یا رسولؐ

❄

آپ کی خاکِ کفِ پا کی یہ عظمت یا رسولؐ
بن گئی عرشِ بریں کے سر کی زینت یا رسولؐ
خود خداءِ پاک نے قرآں کی صورت یا رسولؐ
آپ کی سیرت کی کھل کر کی اشاعت یا رسولؐ
جسکے دل میں آپ کی پنہاں ہے الفت یا رسولؐ
اس کے گھر کی ہوگئیں فردوس و جنت یا رسولؐ
آپ کی یادیں عمل کی راہ کے روشن چراغ
آپ ہی کا ذکر ہے ایماں کی دولت یا رسولؐ
یا محمدؐ مصطفٰے صلّے علیٰ کہنے کے بعد
قلب کو مومن کے مل جاتی ہے راحت یا رسولؐ
ذہنِ انساں کو کیا انسانیت سے روشناس
آدمی کو آپ نے دی آدمیت یا رسولؐ
آج کل اس عصبیت کے دور میں ہر موڑ پر
آپ کے نعروں سے بڑھ جاتی ہے ہمت یا رسولؐ
اس پہ اپنا سا بشر کہنے لگوں میں آپ کو
میری کم ظرفی کی یہ ہوگی علامت یا رسولؐ
عصبیت کے نام پر اُمّت کے دل سے مٹ گیا
جو دیا تھا آپ نے درسِ اخوۃ یا رسولؐ
مسجدیں اپنے ہی شہروں کی ہوں جب آنکھوں میں خار
مسجدِ اقصیٰ کی کیا ان کو ضرورت یا رسولؐ
ظالم و مظلوم دونوں کا ہے اک صف میں مقام
ہے یہاں یہ رنگِ اسلامی عدالت یا رسولؐ
تیس پاروں کے سوا ہے اور دس پاروں کی بات
ہے خداءِ پاک کے قرآں پہ تہمت یا رسولؐ
کس طرح سے اس زمیں پر آئے اسلامی نظام
شہریاروں کو نہیں کرسی سے فُرصت یا رسولؐ
کاش یاد آجائے ان کو یہ بھی سُنّت آپ کی
سر کے بدلے دل پہ کی جائے حکومت یا رسولؐ
چاہیے ہے پیشگی اور وہ بھی منہ مانگی ہوئی
ذکرِ اہلِ بیت کی واعظ کو قیمت یا رسولؐ

نعت کہنے کا سلیقہ ہے نہ گھائل کو شعور
وہ تو بس لکھتا ہے احوالِ حقیقت یا رسولؐ

❄

محور ہو دینِ حق کے تم ہی تاج دار ہو　　یعنی تم ہی مشیّتِ پروردگار ہو
یا مصطفٰے حبیبِ خدا نورِ کبریا　　جس دل میں تم ہو اس کو نہ کیوں کر قرار ہو
حقا کہ بس تم ہی تو ہو فرماں رواءِ خُلد　　ہم عاصیوں کے روزِ جزا چارہ کار ہو
بزمِ خیالِ حق میں تم ہی تم ہو جلوہ گر　　وحدانیت کے ذہن کا نقش و نگار ہو
سایہ نہ جس کے جسمِ مطہر کا ہو سکا　　قدرت کا وہ حسین تم ہی شاہکار ہو
صلّے علٰی تم ہی تو ہو تقدیرِ کائنات　　نظمِ جہاں کا تم ہی تو دار و مدار ہو
جس کی مہک رہے گی ابد تک وہ گُل ہو تم　　جس کو خزاں نہیں ہے تم ہی وہ بہار ہو
جب تم ہی ناخداءِ سفینہ ہو یا رسولؐ　　پھر کس لیے سفینہ ہمارا نہ پار ہو

ملتا ہو جب سکون تمہارے خیال سے
گھائل غمِ جہان کا پھر کیوں شکار ہو

❋

ہر پھول کے شبنم کے شگوفوں کے صبا کے — نغمے ہیں زبانوں پہ محمدؐ کی ثناء کے
اُمّت میں محمدؐ کی کیا خلق جو تو نے — یارب میں تصدّق تیری اس شانِ عطا کے
حق دین سے اور دولتِ ایماں سے نوازا — یہ ہم پہ کرم کم نہیں محبوبِ خدا کے
بخشا ہے ہمیں آپ نے توحید کا سکّہ — ایک مُہرِ یقیں ختمِ نبوّت کی لگا کے
ہر لب پہ درود آج سرِ فرشِ زمیں ہے — نعرے ہیں سرِ عرشِ بریں صلّے علیٰ کے
اے صلّے علیٰ عظمتِ دربارِ محمدؐ — آتے ہیں ملائک بھی یہاں سر کو جھکا کے
ذرّے ہیں فلک پر وہ درخشندہ ستارے — اللہ کے محبوب کی خاکِ کفِ پا کے
کل تک بڑے گمبھیر اندھیروں کا تھا موسم — آپؐ آئے تو پُرنور ہوئے رنگ فضا کے
تھا جن کے لیے آپ کا فرمانِ اخوّۃ — بیٹھے ہیں مسلمان اُسے دل سے بھلا کے
اے کاش کہ وہ دل کے جھروکوں سے بھی گزرے — جو وصف زباں تک ہیں مدینہ کی ہوا کے
اس قلعۂ اسلام کا یہ حال ہے آقا — گولی ہے کلاشن کی کہیں بم کے دھماکے
مَس آنکھوں سے کرلے جو کوئی روضہ کی جالی — خدّام ہٹاتے ہیں اسے کوڑے لگا کے
اس شہر میں ماتم کی جگہ رقص نہ لے لے — نوحے تو پڑھے جانے لگے نغمہ بنا کے

گھائل کی تمناءِ دلی ہے میرے آقا
موت آئے چراغ آپؐ کے روضہ پہ سجا کے

❄

خوشی کا دن ہے ہر مومن ثنا خوانِ رِسالت ہے — زباں پر نغمۂ میلادِ سلطانِ رِسالت ہے

ادب سے سر جُھکا لیجے یہ ایوانِ رِسالت ہے — اٹھانا سر خلافِ شانِ شایانِ رِسالت ہے

لقب ہے ان کا تاجُ الانبیاء خادم ملائک ہیں — سراپا رحمتِ خالق ہیں یہ شانِ رِسالت ہے

خدا نے یہ شبِ معراج فرمایا محمدؐ سے — شفاعت کیا خدائی سب یہ قربانِ رِسالت ہے

ہے وجہہ اللہ اک اور دوسرا بھائی حبیب اللہ — امامت پر ہے اک فائض تو اک جانِ رِسالت ہے

چلی آتی ہے سیدھی اپنے پیمانے میں کوثر سے — تعجب ہیں ہے کیوں عالم یہ فیضانِ رِسالت ہے

نہ پائیں گے کبھی منزل جو ان کا ساتھ چھوڑیں گے — ہے رشتہ آل و قرآں کا یہ فرمانِ رِسالت ہے

علیؑ ہے جس کا مولا اس کا میں مولا ہوں یہ سُن لو — بھُلا دینا نہ تم اس کو یہ اعلانِ رِسالت ہے

تعصّی ان کی کیجئے یہ کلیدِ بابِ جنّت ہیں — ہر اک ارشادِ عطرت گویا فرمانِ رِسالت ہے

فقط ایک زلف و کملی میں اُلجھ کر رہ گئی دنیا — زمانے کی نظر میں بس یہ پہچانِ رِسالت ہے

تجھے کیوں فکر ہو گھائلؔ کہ کل محشر میں کیا ہوگا
تیرا دستِ عقیدت تابہ دامانِ رِسالت ہے

❄

محمدؐ کو ہر ایک مرسل کا ہم رہبر سمجھتے ہیں
مقامِ معرفت میں سب سے بالاتر سمجھتے ہیں

خدا کی شان کا لطف و کرم کا اور رحمت کا
حقیقت میں نظر والے اُنھیں مظہر سمجھتے ہیں

یہاں تک ہے بلندی اپنی پروازِ تصور کی
کہ ہم آقا کو حق کے نور کا جوہر سمجھتے ہیں

انہی کے دم سے قائم ہے نظامِ ہستیِ عالم
انہی کے دم کو ہم کونین کا محور سمجھتے ہیں

سنایا سنگریزوں نے بھی پڑھ کر کلمۂ طیب
نبیؐ حق کو انساں سے سوا پتھر سمجھتے ہیں

نبیؐ زادی کے گھر میں کر رہے ہیں مہد جنبانی
عبادت سے ملائک یہ عمل بہتر سمجھتے ہیں

محمدؐ شافعِ محشر محمدؐ مالکِ کوثر
محمدؐ کی رضا ہم مرضیِ داور سمجھتے ہیں

کرم کی بحرِ بے پایاں ہے ذاتِ احمدؐ مرسلؐ
سخا و جود کی کشتی کا ہم لنگر سمجھتے ہیں

محمدؐ اور علیؑ و فاطمہؑ شبیرؑ و شبرؑ کا
بڑا احسان ہم اسلام کے سر پر سمجھتے ہیں

علیؑ کی تیغ کی ضربت کو کیا انسان سمجھے گا
اسے تو حضرتِ جبرئیل کے شہہ پر سمجھتے ہیں

جو زیرِ سایۂ کملی تھے ہم نے ان کو پہچانا
جو باہر تھے بہر صورت اُنھیں باہر سمجھتے ہیں

سکوں ملتا ہے کیسا مرہمِ حُبّ محمدؐ سے
اِسے تو گھائلِ ناداں کے زخمِ تر سمجھتے ہیں

❋

محمدؐ کو ہر ایک مرسل کا ہم رہبر سمجھتے ہیں　　مقامِ معرفت میں سب سے بالاتر سمجھتے ہیں
خدا کی شان کا لطف و کرم کا اور رحمت کا　　حقیقت میں نظر والے انھیں مظہر سمجھتے ہیں
یہاں تک ہے بلندی اپنی پروازِ تصور کی　　کہ ہم آقا کو حق کے نور کا جوہر سمجھتے ہیں
اِنہی کے دم سے قائم ہے نظامِ ہستیِ عالم　　اِنہی کے دم کو ہم کونین کا محور سمجھتے ہیں
سنایا سنگریزوں نے بھی پڑھ کر کلمۂ طیب　　نبیؐ حق کو انساں سے سوا پتھر سمجھتے ہیں
نبیؐ زادی کے گھر میں کر رہے ہیں مہد جنبانی　　عبادت سے ملائک یہ عمل بہتر سمجھتے ہیں
محمدؐ شافعِ محشر محمدؐ مالکِ کوثر　　محمدؐ کی رضا ہم مرضیِ داور سمجھتے ہیں
کرم کی بحرِ بے پایاں ہے ذاتِ احمدؐ مرسلؐ　　سخا و جود کی کشتی کا ہم لنگر سمجھتے ہیں
محمدؐ اور علیؑ و فاطمہؑ شبیرؑ و شبرؑ کا　　بڑا احسان ہم اسلام کے سر پر سمجھتے ہیں
علیؑ کی تیغ کی ضربت کو کیا انسان سمجھے گا　　اسے تو حضرتِ جبرئیل کے شہپر سمجھتے ہیں
جو زیرِ سایۂ کملی تھے ہم نے ان کو پہچانا　　جو باہر تھے بہر صورت اُنھیں باہر سمجھتے ہیں

سکوں ملتا ہے کیسا مرہمِ حُبِّ محمدؐ سے
اِسے تو گھائلِ ناداں کے زخمِ تر سمجھتے ہیں

❄

خدا خود ہے مدّاحِ خوئے محمدؐ　　قرآنِ مکمّل ہے روئے محمدؐ
زہِ مرتبہ اور مقامِ تقدّس　　ہے خُلدِ بریں خاکِ کوئے محمدؐ
خدا کی طرف سے سلام آ رہے ہیں　　باعِزّت باُلفت بسوئے محمدؐ
بچائے گی محشر میں عِصیاں کے غم سے　　ضیاءِ رُخِ سُرخروئے محمدؐ
خدا کی قسم ہے یہ سب کچھ خدا کا　　لب و لہجہ و گفتگوئے محمدؐ
مہک جن کی دینِ خدا بن گئی ہے　　وہ ہیں گیسوءِ مُشک بوئے محمدؐ
ہے درپے ازل سے جہانِ تکبّر　　خدا نے رکھی آبروئے محمدؐ
گنوا کر مسلمان بیت المقدس　　ہے مائل بارِحم عدوئے محمدؐ
تعصّب ہو جس میں اخوّۃ کے بدلے　　اُسی دل سے پھر جستجوئے محمدؐ

دو عالم ہیں کیا چیز قربان گھائل
خدا کی خدائی بروئے محمدؐ

❄

نعت

اوّلیں ہے نورِ حق ذاتِ محمدؐ مصطفٰے
پیشتر اس نورِ اوّل کے کہیں کچھ بھی نہ تھا

تھا زمیں کا فرش یہ نہ سائبانِ آسماں
جز ملائک زندگی کا تھا نہیں کوئی نشاں

نکہتِ گُل تھی نہ گُل تھے نہ کہیں نامِ بہار
دشت نہ کوہسار کوئی اور نہ کوئی آبشار

روشنی تھی اور نہ تھا خورشیدِ دوراں جلوہ گر
نے خزاں نے ابرِ باراں نے بساطِ بحر و بر

تھا مہِ تاباں کہیں اور نہ ستاروں کا وجود
نہ فلک پر کہکشاں کا تھا کہیں نام و نمود

ہُو کا وہ عالم کہ ہے جس کا تصوّر بھی محال
تھا عیاں ماحول سے لیکن جلالِ ذوالجلال

تھی فقط وحدانیت اور کچھ نہ تھا اس کے سوا
تھا اگر کچھ تو فرشتوں کی زباں پر لاالٰہ

جب ہوا تنہائیوں کا ذاتِ وحدت کو خیال
جوش میں آ کر مشیّت نے دکھایا وہ کمال

خالقِ کُل نے بنا ڈالی وہ بے مثل و حسیں
نور سے اپنے ہی اک تصویرِ ختم المرسلیں

حکمِ یزداں سے ہوئی جب شکلِ نورانی عیاں
نورِ احمدؐ ضوفشاں تھا عرش سے تا لامکاں

دیکھ کر خود ربِّ اکبر نے کہا کیا خوب ہے
کیوں نہ ہو شیدا ہے میرا یہ میرا محبوب ہے

جب محمدؐ نے یہ دیکھی رحمت و شانِ ودود
ربِّ اُلعالٰی کہا اور ہوگئے سر بہ سجود

ایک سجدے میں نہ جانے کتنے پنہاں راز ہیں
اس کو یہ سمجھیں یا وہ جانے یہ جس کے ناز ہیں

تب کیا خلاق نے تخلیقِ کُلِّ کائنات
عالمِ فانی کو بخشی روزِ آخر تک حیات

چاند اور سورج سے روشن کر دیا پھر کُل جہاں
اور مزیّن کر دیے تاروں سے ساتوں آسماں

آسماں کو زیب دی اس نے بنا کر کہکشاں
اور زمیں کو بخشے رنگیں اور معطر گلستاں

گُلستاں کو گُل دیے اور گُل کو نکہت عطر بار
وہ دیا سبزہ کہ جس پہ موتی شبنم کے نثار

تب کہا ربِّ تعالٰی نے بصد لطف و کرم
اب مخاطب ہوں گے احمدؐ ہم سے تم اور تم سے ہم

ہے زمیں کی گُل کی گلشن کی بہاروں کی قسم
دشت کی دریا کی اس کے آبشاروں کی قسم

موج کی طوفاں کی کشتی کی کناروں کی قسم
عرش کی کرسی کی سورج کی ستاروں کی قسم

قادرِ کُل میں ہوں تُو محبوب میرا ہے رسولؐ
قبضۂ قدرت میں جو بھی کچھ ہے تیرا ہے رسولؐ

ہے دعا گھائلؔ کی یارب اب بحقِّ مصطفٰےؐ
صدقۂ آلِ نبیؐ میں خُلد ہو مجھ کو عطا

❄

اوّلیں نورِ حق وہ عیاں ہو گیا   جس کی ضو سے منور جہاں ہوگیا
رونق افروز اب عرش سے فرش تک   مقصد و معنیِ کُن فکاں ہوگیا
گلشنِ دینِ حق سینچا جانے لگا   چشمۂ فیضِ رحمت رواں ہوگیا
پھول ایماں کے ہر سو مہکنے لگے   مثلِ خلدِ بریں گلستاں ہوگیا
نکہتِ علم غنچوں کی زینت ہوئی   موسمِ جہل نذرِ خزاں ہوگیا
آشنا حُرّیت سے ہوا آدمی   گُم غلامی کا نام و نشاں ہوگیا
وحی کی شکل میں تھا کلامِ خدا   لب پہ آکے نبیؐ کے قرآں ہوگیا
آپ آئے تو قبضہ سے اصنام کے   پاک حق لامکاں کا مکاں ہوگیا
عزم باطل کا سب خاک میں مل گیا   زعمِ کفر و ذلالت دھواں ہوگیا
آپ کے خُلق اور حُسنِ اخلاص سے   ختم ظلمت کا نام و نشاں ہوگیا
زیرِ پا جس کے عرشِ معلیٰ رہا   فرش جس کے لیے آسماں ہوگیا
ہائے اس نورِ اوّل پہ انسان کو   اپنے جیسے بشر کا گماں ہوگیا
اُس کے ایماں پہ شک جس کی آغوش میں   پرورش رہبرِ مرسلاں ہوگیا
سیدۂ مل تو جاتے تمہارے حقوق   بغضِ حیدرؓ مگر درمیاں ہوگیا
اپنے ہاتھوں مسلمان اس دور کا   اپنا ہی دشمنِ جسم و جاں ہوگیا
بھائی پر بھائی گولی چلانے لگا   گُم اخوّۃ کا نام و نشاں ہوگیا
ہے چراغاں بموں سے ہر ایک موڑ پر   دور شہروں سے امن و اماں ہوگیا
کھاد دیتا ہے گلشن کو بارود کی   کیا کرے گا جو گلشن دھواں ہوگیا
ہے اخوۃ سے پیاری کلاشن اُسے   اب مسلماں کا بیٹا جواں ہوگیا
جب کبھی شہریاروں کی کرسی ہلی   نعرہ اسلام کا بر زباں ہوگیا

جشنِ میلاد میں پڑھ کے نعتِ نبیؐ
گھائل حق دارِ باغِ جناں ہوگیا

❄

نعت

حبیبِ ذاتِ ربُّ العالمیں ہے — بذاتِ خود وہ نورِ اوّلیں ہے
بجز حکمِ خدا کہتا نہیں کچھ — جو یہ کہہ دے وہ قرآنِ مبیں ہے
محمدؐ تاج دارِ ہر دو عالم — محمدؐ رحمت للعالمیں ہے
نبوّت جس کی قائم ہے ابد تک — محمدؐ وہ امام المرسلیں ہے
سراپا مرضیِ معبودِ برحق — محمدؐ کعبۂ ایمان و دیں ہے
جہاں بنتی ہے تقدیرِ دو عالم — وہ اس کے زیرِپا عرشِ بریں ہے
یہ سب نبیوں سے ہے اعلیٰ و افضل — کہ جس کا گلشنِ ایماں جانشیں ہے
مدینہ سے نہیں کچھ کم وہ دل بھی — نبیؐ کی ذات جس دل میں مکیں ہے
درِ آلِ محمدؐ ہی وہ در ہے — جہاں پر خم فرشتوں کی جبیں ہے
محمدؐ سے محبت کا ہے دعویٰ — عمل دینِ محمدؐ پر نہیں ہے
ہے بس اسلام کا نعرہ زباں تک — شعارِ مغربیّت دل نشیں ہے
سرِ کشمیر اور بوسینیا میں — مسلمانوں پہ تنگ اپنی زمیں ہے

صلہ گھائل محمدؐ کی ثناء کا
بفضلِ وحدہٗ خلدِ بریں ہے

❄

گئے عرشِ اعظم پہ معراج کی شب ہے یہ اللہ اللہ مقامِ محمدؐ
خدا کی طرف سے سلام آرہے ہیں باعزت باالفت بنامِ محمدؐ

خدا کا ہے فرمان قرآن شاہد جو میں کہہ رہا ہوں وہی ان کا کہنا
کلامِ محمدؐ کلامِ خدا ہے کلامِ خدا ہے کلامِ محمدؐ

یہاں کے بھی مالک وہاں کے بھی مالک، ہیں دونوں جہانوں کے ہادی و رہبر
زہِ مرتبہ ان کا اوجِ تقدس ہیں اعلیٰ ملائک غلامِ محمدؐ

فرشتے ہوں جن ہوں کہ انساں سوالی پھرے ان کے در سے نہ کوئی بھی خالی
نواسے رہن رکھ کے حاجت روا کی یہ تھا خَلق پر فیضِ عامِ محمدؐ

نہ محشر کا غم ہے نہ کچھ خوفِ دنیا ہے سر میں انہی کی محبت کا سودا
جو دیکھیں گے دشوار ہم راہِ عقبیٰ گزر جائیں گے لے کے نامِ محمدؐ

ہیں کملی کے قصے کہیں وصفِ گیسو ہیں عارض کی باتیں کہیں ذکرِ ابرو
نہ اس کے سوا کچھ زمانے نے سمجھا ہے اتنا ہی بس احترامِ محمدؐ

یہ گھائل ہمارا ہے کیا کر رہے ہو نہ چھیڑو اسے جاؤ ہم آ رہے ہیں
لحد میں میری وقتِ پُرسش فرشتے فرشتوں کو دیں گے پیامِ محمدؐ

نعت

مونس ہماری قبر کی تنہائیوں میں ہے
حُبِّ نبیؐ جو قلب کی گہرائیوں میں ہے

ہے نورِ اوّلیں کا سرِ فرش جو نزول
مصروف بوءِ گُل چمن آرائیوں میں ہے

آنکھیں بہ شکلِ غنچہ و گل ہیں بچھی ہوئی
رنگِ زمیں یہ ان کی پذیرائیوں میں ہے

صلّے علیٰ محمدؐ و آلِ محمدِ
نغمہ یہ فرش و عرش کی شہنائیوں میں ہے

ضو نورِ شہرِ علم کی پھیلی تو دیکھ کر
طوفاں سیاہ جہل کا پسپائیوں میں ہے

موسم خزاں غلامیٔ انساں کے ہوگئے
اب حریّت بہار کی رعنائیوں میں ہے

خلد و بہشت و جنت و کوثر کا راستہ
دہلیزِ مصطفٰے پہ جُبہ سائیوں میں ہے

لاحق ہو کس لیے سفرِ آخرت کا غم
زہراؑ کی جب دُعا میرے ہمرائیوں میں ہے

خیرالبشر وہ ختم الرّسل نورِ کبریا
جس کا ہر ایک سانس حق آگاہیوں میں ہے

اس کا سبق بھلا کے مسلمان آج کل
محصور اپنی ذات کی پرچھائیوں میں ہے

رُخ موڑ کر حدیثِ اخوّۃ سے یارسولؐ
جانوں کا لین دین یہاں بھائیوں میں ہے

اسلام کے قلعے میں مسلمان کا لہو
دن رات مسجدوں کی اب انگنائیوں میں ہے

بارش ہے گولیوں کی دھماکے بموں کے ہیں
بارود کی مہک یہاں پُروائیوں میں ہے

خوں اہلِ حق کا آج ہے دنیا میں چار سُو
اسلام کا جہان تماشائیوں میں ہے

بوری میں لاش ڈال کے سڑکوں پہ پھینکنا
یہ رسم نہ یہود نہ عیسائیوں میں ہے

میلاد پر حضورؐ کے پتھراؤ میں شریک
مسجد کا اک اِمام بھی بلوائیوں میں ہے

آقا کہیں گے حشر میں گھائل کو دیکھ کر
پروردگارا! یہ میرے شیدائیوں میں ہے

❊

اوّلیں نورِ خداءِ ازلی آیا ہے آج عالم میں دو عالم کا نبیؐ آیا ہے
لے کے حق سے یہ رسالت ابدی آیا ہے جس کی نبیوں کو تھی خواہش وہ نبیؐ آیا ہے
آج آیا ہے زمانے میں زمانے والا
بختِ خوابیدہ کو انساں کے جگانے والا
منتظر جس کے تھے موسیٰ و مسیحؑ وہ رسولؐ ہے براہیم کی جو روحِ تمنا وہ رسولؐ
سارے نبیوں سے شرف جسکے ہیں اعلیٰ وہ رسولؐ جسم کا جس کے نہ تھا کوئی بھی سایہ وہ رسولؐ
عبد و معبود کے مابین وسیلہ بن کر
وہ نبی آیا اندھیروں میں اُجالا بن کر
جس پہ نازل ہوا اللہ کا قرآں وہ نبیؐ جس کی انگلی سے ہوا دو مہ تاباں وہ نبیؐ
جس کا مداح ہے خود خالقِ یزداں وہ نبیؐ آدمی جس کے سبب بن گیا انساں وہ نبیؐ
خود حبیب اپنا خدا نے جسے فرمایا ہے
فرش پر آج وہی عرش نشیں آیا ہے
عیدِ میلادِ محمدؐ کے منانے والو جذبۂ صدق سے اس جشن میں آنے والو
گُل عقیدت کے رہِ حق میں بچھانے والو خوش رہو نعرے رسالت کے لگانے والو
ہو مبارک تمہیں یہ رحمتوں والا دن ہے
آج کا دن یہ بڑی عظمتوں والا دن ہے
جشن یہ نور کا ایوان نظر آتا ہے رخ پہ اس بزم کے ایمان نظر آتا ہے
ہر طرف خیر کا سامان نظر آتا ہے خوش محمدؐ کا مسلمان نظر آتا ہے
عیدِ میلادِ نبیؐ جان ہے ایمانوں کی
اس سے جاں جاتی ہے بے دین مسلمانوں کی
اپنا محبوب کہے فخر سے خود جس کو خدا اور خدا جس کے توسط سے مسلماں کو ملا
جس نے کی دولتِ اسلام مسلماں کو عطا جس کے صدقہ سے مسلمان مسلمان بنا
اور مسلماں بڑے شیطان کو سر کہتا ہے
حق کے محبوب کو اپنا سا بشر کہتا ہے

بن کے عالم میں یہ اللہ کی رحمت آئے مظہرِ ذاتِ خدا نورِ ہدایت آئے
سرِ اقدس پہ رکھے تاجِ شفاعت آئے لے کے ہمراہ خدا کی یہ شریعت آئے
ان کو اللہ نے خود بھیجے درود اور سلام
اس پہ اپنا سا یہ کہتے ہیں یہودی کے غلام
کلمہ پڑھتے ہیں شفاعت کے طلب گار بھی ہیں دشمنِ دینِ محمدؐ کے وفادار بھی ہیں
حق سے باطل کے لیے برسرِ پیکار بھی ہیں خادمِ کعبہ بھی ہیں خیر سے مے خوار بھی ہیں
حکمِ طاغوت یہ اس طرح بجا لاتے ہیں
قتلِ حجاج کا مکہّ میں یہ فرماتے ہیں
تم مسلماں ہو تو پھر حق کے پرستار بنو جس کو حیرت سے جہاں دیکھے وہ دین دار بنو
صورتِ عزم بنو پیکرِ ایثار بنو سر پہ باطل کے لٹکتی ہوئی تلوار بنو
حق کے کام آؤ غلامانِ حسینی کی طرح
حق پہ ڈٹ جاؤ زمانے میں خمینی کی طرح
ہر طرف خونِ مسلمان کی تشہیر ہے آج آگ اور خون کا طوفاں سرِ کشمیر ہے آج
ارضِ بوسینیا غرقِ لہو تصویر ہے آج اور زمیں قبلۂ اوّل کی گلوگیر ہے آج
اس پہ جو عالمِ اسلام کی خاموشی ہے
یہ مسلمانوں کی اسلام فراموشی ہے
حق کے طالب ہو تو پھر حق بھی نبھانا سیکھو وقت کی آنکھوں سے اب آنکھیں ملانا سیکھو
نصرتِ حق میں قدم اپنے بڑھانا سیکھو کس طرح جھکتا ہے قدموں پہ زمانہ سیکھو
جس میں تحقیر ہو ملت کی وہ بات اچھی نہیں
موت اچھی ہے یہ ذلت کی حیات اچھی نہیں
حق کی پہچان فقط کرب و بلا ہے گھائل کربلا جلوہ گہہِ دینِ خدا ہے گھائل
جس کے ہر ذرّے میں حق دیں کی بقا ہے گھائل خاک بھی جس کی کہ اب خاکِ شفا ہے گھائل
حق کے محبوب رسولؐ دوسرا تک پہنچا
کربلا پہنچا جو وہ اپنے خدا تک پہنچا

❄

فخرِ عیسیٰؑ ہیں رشکِ سلیمانؑ ہیں   سارے نبیوں میں افضل ہیں ذیشان ہیں
دیکھ کر ان کو یوسفؑ بھی حیران ہیں   وحدتِ ذاتِ حقاً کی پہچان ہیں
خاتم المرسلیں حق کے پیارے نبیؐ
آج عالم میں آئے ہمارے نبیؐ

آپؐ آئے تو روشن جہاں ہوگیا   جلوۂ طور جس میں نہاں ہوگیا
ذرّۂ خاک رشکِ جناں ہوگیا   سارا ماحول ہی گُل فشاں ہوگیا
رنگ گُل کو ملا اور کلی کو مہک
چاند کو چاندنی چاندنی کو چمک

آسمانوں کو روشن ستارے ملے   گمشدہ کشتیوں کو کنارے ملے
بے سہاروں کو ان سے سہارے ملے   ان کے در سے ہی ایماں کے دھارے ملے
ان سے انساں کو ذہنِ رسا مل گیا
یہ ملے تو جہاں کو خدا مل گیا

ان کے قدموں سے رنگِ بہار آگیا   موسمِ زندگی پر نکھار آگیا
قلبِ مظلومیت کو قرار آگیا   ظلم کے جسم و جاں کو بخار آگیا
قسمتِ زعمِ باطل کی شام ہوگئی
رحمتِ حق زمانے میں عام ہوگئی

کفر کا سانس رک رک چلنے لگا   دم منات و حبل کا نکلنے لگا
کروٹیں وقت اپنی بدلنے لگا   دور ظلمت کا تیزی سے ڈھلنے لگا
ان کی جانب سے دشمن کو الفت ملی
دوستوں کو اخوۃ کی دولت ملی

عبد و معبود کا رابطہ کر دیا   ختم دوری کا اک سلسلہ کردیا
دینِ اسلام کو راستہ کردیا   طے محمدؐ نے یہ مرحلہ کردیا
اس پہ چل کے خدا تک پہنچ جاؤ گے
ورنہ محشر میں تم لوگ پچھتاؤ گے

یا نبیؐ رحمتِ کبریا آپؐ ہیں   سب کی مشکل میں مشکل کشا آپؐ ہیں
قلبِ مضطر کی بے شک دوا آپؐ ہیں   اپنے گھائل کا بھی آسرا آپؐ ہیں
حال رہتا ہے اس کا عجب یا نبیؐ
اپنے روضہ پہ کریں طلب یا نبیؐ

نعت

اے شہِ کون و مکاں اے تاج دارِ بحر و بر   اے سراپا رحمتِ پرورگارِ خشک و تر
اے حبیبِ کبریا اُمّی لقب خیرالبشر   کیجیے امت پہ آقا پھر کرم کی ایک نظر
جوشِ ایمانی ہوا رخصت حمیّت مر چکی
جو ملی تھی اس کو ورثہ میں وہ غیرت مر چکی

نورِ حق اے خاصۂ رب اے شہنشاہِ اُمم   شافعِ محشر حبیب اللہ اے بحرِ کرم
آج جس شمشیر کے قبضہ پہ کلمہ ہے رقم   سر اسی شمشیر سے اب کلمہ گو کا ہے قلم
عزمِ مسلم کُش بھی ہے اور نعرۂ تکبیر بھی
کُلِ مومن اخوۃ'' بھی بُغض دامن گیر بھی

ہے حسد دل میں خلوص و خُلق و الفت کی جگہ   ہے مسلمانوں میں اب نفرت محبت کی جگہ
بے حیائی کی طرف مائل ہیں غیرت کی جگہ   عصبیت رکھتے ہیں یہ ایماں کی دولت کی جگہ
پاس ہے ان کو شریعت کا نہ کچھ اسلام کا
اب مسلماں رہ گیا ہے بس مسلماں نام کا

کون سا جذبہ ہے آخر کارفرما آج کل   خوں بہا کر اپنے بھائی کا مسلماں آج کل
ساتھ ہی گھر کے جلا دیتے ہیں قرآں آج کل   کر رہے ہیں اس طرح وہ دیں پہ احساں آج کل
اس عمل کا یا نبیؐ پھر جانے کیا انجام ہو
جب مسلمانوں میں یہ باطل کی سُنّت عام ہو

کلمہ گو اب ہو گئے ہیں اپنے ایماں کے خلاف   دین کے ملت کے اور احکامِ قرآن کے خلاف
جس گُلستاں میں رہائش اُس گُلستاں کے خلاف   ان کا اپنا ہاتھ ہے اپنے گریباں کے خلاف
سر میں ان کے کچھ نہیں ہے اب دماغوں کی جگہ
روشنی کرتے ہیں یہ بم سے چراغوں کی جگہ

دافعِ الآفات یا خیرالبشر حاجت روا   تاج دارِ ہر دو عالم یا محمدؐ مصطفٰے
آپ کی خدمت میں ہے گھائل کی ایک یہ التجا   ملتِ بے حِس کو حِس کی کیجیے دولت عطا
آپ کی نظروں کا ادنیٰ سا اشارہ چاہیے
ڈوبنے والے کو تنکے کا سہارا چاہیے

یارب تیرے کرم کی کوئی حد نہ انتہا   کیوں کر ادا ہو شکر تیرا میرے کبریا
ہم پر بہت عظیم یہ احسان ہے تیرا   ہم کو نہ خلق تونے کہیں کفر میں کیا
امت میں اُس رسولؐ کی پیدا کیا ہمیں
جو ہے تیرا حبیب نبیؐ وہ دیا ہمیں

ثانی ہے جس کا کوئی نہ ہمسر ہے وہ رسولؐ   اللہ کی جو شان کا مظہر ہے وہ رسولؐ
جس کا وجود شافعِ محشر ہے وہ رسولؐ   مدّاح جس کا خالقِ اکبر ہے وہ رسولؐ
دونوں جہاں کی آنکھوں کا تارا رسولؐ ہے
سرتاج انبیاء کا ہمارا رسولؐ ہے

جو کُلِ عالمین پہ رحمت ہے وہ نبیؐ   جس کی قرآنِ پاک میں مدحت ہے وہ نبیؐ
جس پہ کہ اختتامِ نبوت ہے وہ نبیؐ   جس پر درود عین عبادت ہے وہ نبیؐ
انسانیت کے درد مٹانے جہان سے
آیا ہے وہ زمیں کی طرف آسمان سے

گھر گھر چراغاں کیجئے فضا جگمگایئے   شہروں کو روشنیوں کی دلہن بنایئے
خوشبو یقیں کے پھولوں کی دل میں بسایئے   پھولوں کے ساتھ راہ میں آنکھیں بچھایئے
خوش رنگ اس جہاں کا گلستان کیجیے
خوش آمدید کہنے کے سامان کیجیے

جشنِ ولادتِ شہِ دنیا و دیں ہے آج   مہماں زمیں کا ساکنِ عرشِ بریں ہے آج
رُتبے سے آسماں کے سوا یہ زمیں ہے آج   سرکار کا مدینہ دلِ مومنیں ہے آج
پڑھ کر درود غنچۂ ایماں کھلایئے
پھر یارسولؐ پاک کا نعرہ لگایئے

نعرہ لگا کے ذہن ضیاء بار کیجیے   اس روشنی سے دل کو پُرانوار کیجیے
درسِ نبیؐ سے فکر کو سرشار کیجیے   جو باعمل ہو اپنا وہ کردار کیجیے
نعرہ یہ ہی بتاتا ہے مقصد حیات کا
یہ نعرۂ رسولؐ سبب ہے نجات کا

تحفہ میں پیش کیجئے رسولِ انام کو   نعروں کے سر پہ رکھ کے درود و سلام کو
اس کے سوا نبی ذوالاحترام کو   کیا پیش ہم کریں شہِ سدرہ مقام کو
گھائل سلام مرسلِ عالی مقام پر
پڑھتے رہو درود محمدؐ کے نام پر

نعت

نعت کو مقصدِ نعت حاصل نہ ہو — مدحتِ آل جب تک کہ شامل نہ ہو
کوُر ہے آنکھ وہ چشمِ بینا نہیں — جس میں چھوٹا سا ایک نور کا تل نہ ہو
نامکمل ہے وہ قیس کی داستاں — جس میں لیلیٰ تو ہو ذکرِ محمل نہ ہو
میرِ محفل ہوں جب رحمت العالمیں — کس لیے شادماں پھر یہ محفل نہ ہو
دِل وہ کعبہ بھی ہے اور مدینہ بھی ہے — دل جو یادِ محمدؐ سے غافل نہ ہو
جب ہیں رہبر ہمارے حبیبِ خدا — کیا وجہ پھر قدم بوسِ منزل نہ ہو
پھر شفاعت بھی اس کا مقدر نہیں — یا محمدؐ جو کہنے کے قابل نہ ہو
وہ مقامِ مدینہ کو سمجھے گا کیا — کربلا کی طرف دل جو مائل نہ ہو
مَس ہو جس کی جبیں سے بھی خاکِ شفا — اس کو حق کے سمجھنے میں مشکل نہ ہو
یا علیؑ میں کہوں پھر یہ ممکن نہیں — دوشِ طوفان پر کوئی ساحل نہ ہو
ہو خلافت کی کیوں کر اُسے پھر طلب — جس کو بنتا خدا کوئی مشکل نہ ہو
وہی مشرک سے کرتا ہے نصرت طلب — جس مسلماں کا ایمان کامل نہ ہو
پنجتنؑ کو وسیلہ بناؤ تو تم — دیکھیں کشمیر پھر کیسے حاصل نہ ہو
اس کو گھر کا سمجھیے نہ پھر گھاٹ کا — جس کو پہچانِ حق اور باطل نہ ہو
قبر تک بھی نہیں ہوتی اس کو نصیب — حاکمِ وقت گر کوئی عادل نہ ہو

قبر میں اُلفتِ حیدری کے سبب
کس لیے پُرسکوں ان کا گھائل نہ ہو

❋

بنامِ حرمتِ محبوبِ وَحدہٗ آئے جو آئے جشنِ ولادت میں باوضو آئے
درود پڑھتا ہوا آئے جو بنامِ نبیؐ وہ پائے خلد بھی بر اس کی آرزو آئے
یہ اور بات کہ دیکھا نہیں اُنھیں لیکن نظر وہ بزمِ خیالات میں ہر سو آئے
لکھوں میں نعت میں جب یا محمدؐ عربی میرے قلم سے گلابوں کی سی خوشبو آئے
جبیں زمیں کی کفِ پا سے ان کے مَس جو ہوئی تو فرشِ خاک کو آدابِ رنگ و بو آئے
نبیؐ کے دستِ مبارک پہ پہنچ جائیں اگر تو سنگ ریزوں سے آوازِ گفتگو آئے
علیؑ کے حق میں درود اور حیدری نعرہ زبانِ فتح مبیں پر یہ کُوبکُو آئے
بُجز اِک علیؑ نہ ہوئے کامیاب خیبر میں گنوا گنوا کے وہ سب اپنی آبرو آئے
ہو جنگ کوئی کہ غزواۃ کی مہم کوئی علیؑ جہاں بھی گئے ہو کے سرخرو آئے
یہ طالبان ہیں بے دین اصل میں گھاتی
یہ بن کے مذہب اسلام کے عدُو آئے

❋

جنابِ فاطمہؑ صدیقہؑ طاہراؑ زہراؑ

بیاں ہوں کیا شرفِ دخترِ رسولؐ خدا　　نہ عاصیہ نے نہ مریم نے یہ شرف پایا
اِنہی کی شان میں آیا ہے یعلم البحرا　　یہ ہی ہیں معنی و تفسیر عروۃ الوثقیٰ
یہ ہی تو ہیں جنہیں خالق نے یہ شرف بخشے　　جنابِ فاطمہؑ صدیقہؑ طاہراؑ زہراؑ
زہِ وقار کہ شہزادیٔ بہشت ہیں یہ　　علیؑ نہ ہوتے تو پھر ان کا کوئی کُفو نہ تھا
یہ ملکہ خلد کیٔ شوہر ہیں ساقیٔ کوثر　　عدیل ان کا ہے کوئی نہ کوئی مثل ان کا
جنابِ سیدہؑ سرچشمۂ امامت ہیں　　اِنہی سے سلسلہ قائم ہے اب امامت کا
اِنہی کے واسطے آئی ہے چادرِ تطہیر　　اِنہی کے واسطے قرآں میں اِنّما آیا
خود آپ فاقے کیے سائلوں کے پیٹ بھرے　　خدا نے دہر کے سورہ میں کی ہے ان کی ثناء
اِنہی کی ذاتِ مقدّس ہے واجب التعظیم　　اِنہی کے ذکرِ مبارک پہ پڑھیے صلّے علیٰ
اِنہی کی شادی کے لُوٹے ہیں پھول حوروں نے　　خدا نے عرشِ علیٰ پر اِنہی کا عقد پڑھا
حبیب ابنِ مظاہر ہی پر نہیں موقوف　　ہیں آپ بھی تو لبِ سیدّہ کی وہ ہی دعا
زبانی پھولوں کی چادر چڑھاؤ گے کب تک　　عمل کے پھولوں سے مہکاؤ تربتِ زہراؑ
ہمارے دور کا واعظ نقد رقم لے کر　　اِنہی کو دیتا ہے بے کس حُسینؑ کا پُرسا
بہت کتابوں میں ڈھونڈا کسی جگہ نہ ملا　　جنابِ حضرت واعظ کا ہر نیا جملہ
تڑپ کے رہ گئی ہوں گی بہشت میں زہراؑ　　سنا جو ہوگا وہ نوحہ بہ صورت نغمہ

جنابِ سیدّہؑ گھائل کی اب دعا ہے یہی
شبانہ روز بڑھے میرا شوقِ حمد و ثناء

❋

درِ فاطمہؑ پر ہے دستِ تعدّی　　شقاوت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے
ہے مقصد نہ پائے سکوں آلِ احمدؐ　　عداوت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے
ہے وارث ہی زہراؑ یہ سب جانتے تھے　　مگر اس کے حق پر حکومت کا قبضہ
ہے بنتِ نبیؐ سے گواہی کی طلبی　　خیانت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے
حدیث اس کی شاہد ہے تاریخ گویا　　کہا تھا محمدؐ نے من کنت مولا
رسالت کا فرماں امامت کے حق میں　　وضاحت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے
خدا کہہ رہا ہے ہے فرمان میرا　　محمدؐ کے لب پر جو الفاظ آئیں
محمدؐ کے ارشاد سے پھرنے والو　　بغاوت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے
فرشتے ہوں جن ہوں کہ انساں سوالی　　درِ فاطمہؑ سے ملا وہ جو مانگا
رہن رکھ کے بیٹوں کو حاجت روا کی　　سخاوت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے
نہاں دستِ حیدرؑ میں تھی ایسی طاقت　　اُکھاڑا وہ خیبر کا در جس نے یوں ہی
کیا قتل مرحب سا وہ دیو پیکر　　شجاعت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے
گلِ تر سے بہتر تیرے زخم گھائل　　ہر ایک زخم پر مرہم حُبِّ حیدرؑ
خدا کی قسم ان کی حکمت کے صدقہ　　جراحت نہیں یہ تو پھر اور کیا ہے

❄

دل میں ہو حُبِّ علیؑ لب پر ہو نامِ فاطمہؑ

اپنے لب پر جب بھی آجاتا ہے نامِ فاطمہؑ　　آپ خم ہوتا ہے سر بہرِ سلامِ فاطمہؑ
جب شرف پر سیدّہ بی بیؑ کے جاتی ہے نظر　　خود بہ خود پڑھتا ہے دل تسبیحِ نامِ فاطمہؑ
خود پئے تعظیم اٹھ جاتے تھے استقبال کو　　تھا نظر میں یہ نبیؐ کے احترامِ فاطمہؑ
خود محمدؐ بھیجتے تھے بابِ اقدس پر سلام　　کتنی عظمت ریز تھی وہ صبح و شامِ فاطمہؑ
آج اس جشنِ ولادت پر ملائک لائے ہیں　　عرش سے صلواۃ کے تحفہ بنامِ فاطمہؑ
بخشوائیں گے محمدؐ حشر میں اس شرط پر　　دل میں ہو حُبّ علیؑ لب پر ہو نامِ فاطمہؑ
مسترد صدیقۂ عالم کا کر بیٹھے سوال　　یہ نہ سمجھے ہے کلامِ حق کلامِ فاطمہؑ
چشم جس کی تر ہوئی بزمِ غمِ شبیرؑ میں　　لے کے آتے ہیں ملک اس کو سلامِ فاطمہؑ
تذکرے ہوتے ہیں جب انکے مصائب کے کہیں　　خود بہ خود روتا ہے دل سُن سُن کے نامِ فاطمہؑ

بعدِ ختمِ المرسلیں گھائل بصد آہ و بُکا
اشک آلودہ رہی ہیں صُبح و شامِ فاطمہؑ

❋

یہ ہے ربِّ براہیمؑ سے فریادِ ابو طالبؑ   محمدؐ ہو حبیبِ حق اے جوادِ ابو طالبؑ
یقین و عظمت و شفقت اور اطوارِ براہیمؑ   تھی اس پر قبل از اسلام بنیادِ ابو طالبؑ
حسب بھی اعلیٰ و افضل نسب بھی برتر و اعلیٰ   ہیں ابراہیمؑ و اسمٰعیلؑ اَجدادِ ابو طالبؑ
یہ فتحِ خیبر و بدر و اُحد صِفّین اور خندق   وسیلے سے علیؑ کے ہے یہ اِمدادِ ابو طالبؑ
حرا سے کربلا تک کربلا سے آج کے دن تک   خدا کے دیں کے کام آئی ہے اولادِ ابو طالبؑ
خدا کے چودہ معصومیں کے جو جشنِ وِلادَت ہیں   حقیقت میں یہ سب ہیں جشنِ میلادِ ابو طالبؑ
نکاح کرنا تو بالِایمان ہے سُنّت محمدؐ کی   مگر سُنّت بھی یہ بے شک ہے ایجادِ ابو طالبؑ
محمدؐ پیش کرتے تھے نمازِ فجر سے پہلے   سلام اور بعد میں پڑھتے تھے وہ نادِ ابو طالبؑ
محمدؐ مصطفٰے صلے علیٰ کے دِل میں رہتی تھی   بشکلِ مرتضٰے مولا علیؑ یادِ ابو طالبؑ
نہیں رہنے دیا مکہّ میں محبوب الٰہی کو   موافق بھی مُخالِف ہوگئے بعدِ ابو طالبؑ
روانہ نعرۂ صلوٰاۃ کیجیے یا علیؑ کہہ کر   جو جاکر خُلد میں بن جائے دل شادِ ابو طالبؑ
علیؑ غافل نہ رہنا تم محمدؐ کی حِفاظت سے   نزع کے وقت میں بھی تھا یہ ارشادِ ابو طالبؑ

سنائے گا قصیدہ حشر میں بارہ اِماموں کا
ملے گی خوب تر گھائلؔ کو واں دادِ ابو طالبؑ

❄

ابو طالبؑ

بعد از خدا نبی کے ہیں یہ پاسبان بھی
ہیں بزم ذوالعشیرہ کے یہ میزبان بھی
اُس بزم میں نبیؐ کے رہے ترجمان بھی
گھر ان کا دینِ حق کا ہے دارالامان بھی
ایمان مجسّم ہے وجود ابو طالبؑ
ہے حفظِ محمدؐ ہی درودِ ابو طالبؑ

پھر کیوں ابو طالبؑ پہ ہے یہ کُفر کی تہمت
یہ فکر مسلماں کی حقیقت میں ہے بدعت
محبوبِ الٰہی جو ہیں اللہ کی رحمت
گھر میں ابو طالبؑ کے ہوئی ان کی ولادت
ان کو صلہ خدا نے اس احسان کا دیا
پیدا ابو طالب کا پسر اپنے گھر کیا

عرشِ علیٰ پہ جس کے ہے ایمان کا مقام
جس کا نظر میں ختم الرسل کی یہ احترام
کرتے تھے پیش جس کو رسول خدا سلام
وہ ذات ہاں وہی ابو طالبؑ ہے جس کا نام
سُن لے وہ جس کے دل میں ہے الفت رسولؐ کی
ان کو سلام کرنا ہے سُنّت رسولؐ کی

جس نے نبیؐ کو گود میں پالا یہ ہی تو ہیں
جدِّ بناء لاالٰہ والا یہ ہی تو ہیں
بچوں نے جس کے دیں کو اُجالا یہ ہی تو ہیں
سادات کے بھی مورثِ اعلیٰ یہ ہی تو ہیں
اللہ کا رسول کرے جس کا احترام
گھائل تم اُسکو کیوں نہ کرو باادب سلام

قبلہ و کعبۂ دیں حق کا ولی عُقدہ کُشا   کُلِ ایمان محمدؐ کا وصی شیرِ خدا
جس کے بارے میں محمدؐ نے یہ کھل کر ہے کہا   جس کا میں مولا ہوں اُس کا ہے علیؑ بھی مولا

وہ علیؑ آیا ہے دنیا میں ہدایت کے لیے
دینِ اسلام کی تا حشر حفاظت کے لیے

یہ علیؑ دستِ خدا ضیغم یزداں بھی ہے   یہ معنٰی بھی ہے تفسیر بھی قرآن بھی ہے
پیکرِ تقویٰ بھی ہے چشمۂ عرفان بھی ہے   یہ ہی غزواۃ میں سرکردۂ میدان بھی ہے

نورِ اللہ و محمدؐ کی یہ تنویر بھی ہے
فضلِ خالق سے علیؑ صاحبِ شمشیر بھی ہے

جس کی شمشیر کے قائل ہیں شجاعانِ عرب   جس کی شمشیر ہے اسلام کی عظمت کا سبب
جس کی شمشیر سرِ کفر پہ ڈھاتی ہے غضب   جس کی شمشیر مسلماں کے لیے رحمتِ رب

وہ علیؑ حق نے جسے تیغِ دو پیکر بخشی
حق کے محبوب نے اپنی جسے دُختر بخشی

جس کو اللہ کی جانب سے ملے ہیں یہ خطاب   دستِ حق بحرِ سخا حق کا ولی علم کا باب
مظہرِ شانِ خدا ابرِ کرم فیض مآب   قاسمِ خُلدِ بریں نفسِ نبیؐ حق کی کتاب

وہ علیؑ جس کی قدم بوسی کو تارا آیا
آج دنیا میں وہ بے کس کا سہارا آیا

خانۂ حق میں ہوئی جس کی ولادت وہ علیؑ   جس کا ہر ایک عمل کُلِ شریعت وہ علیؑ
لب پہ قرآن کے ہے جس کی سخاوت وہ علیؑ   جس پہ نازاں ہے ہر ایک گام شجاعت وہ علیؑ

جس نے حق پر کیے ہر دُشمنِ دیں کے ٹکڑے
جس کی دنیا تھی فقط نان جویں کے ٹکڑے

جس کی ہر دور میں قائم ہے امامت وہ امام   جس کی معراج کا ہے مُہرِ نبوت پہ مقام
نصرتِ دین میں جس کی ہوئی کُل عمر تمام   وہ علیؑ جس کا کہا کرتے ہیں ہم خود کو غلام

حق غلامیٔ علیؑ کا تو جتایا ہم نے
جس کو ٹھکرایا علیؑ نے اسے چاہا ہم نے

بستیٔ گردشِ ایّام میں رہنے والو   ظلم باطل کے ہر ایک دور میں سہنے والو
رات دن جوش کے دریاؤں میں بہنے والو   تم نے سوچا بھی کبھی یا علیؑ کہنے والو

حیدری ایسا ہے تم میں کوئی قنبر کی طرح
روبرو جبر کے حق کہہ سکے بوذر کی طرح

خادمِ حضرتِ عمار ہے تم میں کوئی پیروِ میثمِ تمار ہے تم میں کوئی
رہروِ شارعِ مختار ہے تم میں کوئی مثلِ حرؑ صاحبِ کردار ہے تم میں کوئی
تم ہی بتلاؤ کہ حق دین کے ناصر جیسا
عزم کس کا ہے جواں ابنِ مظاہر جیسا

غور سے سنتے ہو تم غیر کے گھر کی باتیں ماؤ کی ورتھ کی اور شیکسپیئر کی باتیں
نغمہ و ساز ہیں اب شام و سحر کی باتیں دل نشیں تم نے نہ کیں علم کے در کی باتیں
سوچو تم اس کو ذرا بیٹھ کے ٹھنڈے دل سے
منسلک حق سے ہو کہ دائرۂ باطل سے

پہلے ہوتا تھا مجالس میں جہاں حق کا بیاں لوگ ہر مکتبۂ فکر کے جاتے تھے وہاں
جب سے لاعلموں نے منبر پہ سجائی ہے دکاں شہر میں ہوگئیں اشیاءِ عداوت ارزاں
اِن کی جس وقت سے منبر پہ عمل داری ہے
جب سے ہر سمت تعصب کا عمل جاری ہے

تم سرِ راہ جلوسوں میں جو پڑھتے ہو نماز آج اس امر پہ گھائل ہیں یہ تمہارے دم ساز
جذبۂ حق کے ادا کرنے پہ اب ہیں ناراض جب کہ تبلیغِ حسینی کا یہ ہی ایک ہے راز
سجدہ بروقت ادا کرنے سے بے زاری ہے
کون سا حق ہے یہ کس حق کی طرف داری ہے

❄

یوں آج چل رہی ہیں گلشن میں پھر ہوائیں　　پھولوں میں تُل رہی ہیں نسرین کی ادائیں
جوہی و نسترن نے ڈالیں گلے میں بانہیں　　ہر غنچہ لے رہا ہے کلیوں کی اب بلائیں
سبزے پہ چھا رہی ہے اس طرح سے جوانی
فرطِ حیا سے شبنم خود ہو رہی ہے پانی

کس شان سے چمن میں چمپا مہک رہا ہے　　ایک آگ سی لگی ہے لالہ دہک رہا ہے
غنچہ خوشی سے کوئی جس جا چٹک رہا ہے　　اُس شاخِ گل پہ جا کر بلبل چہک رہا ہے
نرگس کی آنکھ کب سے اِک سمت لگ رہی ہے
ہے انتظار کس کا یہ کس کو تک رہی ہے

اُتری ہوئی چمن میں تاروں کی انجمن ہے　　بزمِ خیالِ شاعر جس سے کہ ضو فگن ہے
افراطِ گُل سے گُل کی شاخوں پہ بانکپن ہے　　ہر شاخ یوں سجی ہے جیسے کوئی دُلہن ہے
مُنہ چوم کر گلوں کا نکہت لٹا رہی ہے
بادِ صبا یہ اپنے جلوے دکھا رہی ہے

ہر سمت چھا رہا ہے ایک کیفِ شادمانی　　سوسن یہ کر رہی ہے سُنبل سے لنترانی
زلفیں سنوارنے میں تیرا نہیں ہے ثانی　　دیکھے گھٹا جو تجھ کو بھر لائے منہ میں پانی
قربان حسنِ یوسف گلشن کی اس پھبن پر
صدقہ ہوئی زلیخا شاید اسی چمن پر

پانی میں گُل کنول کا کیا گُل کھلا رہا ہے　　سارس سے چپکے چپکے باتیں بنا رہا ہے
بلقیس کا زمانہ پھر یاد آرہا ہے　　افسانۂ سلیماں ہدہد سنا رہا ہے
یوں طائرانِ گلشن خوشیاں منا رہے ہیں
صلّے علیٰ کے نغمے سب مل کے گا رہے ہیں

کُو کُو کی لے پہ کوئل کیا گنگنا رہی ہے　　حق سِرّ ہو کی دھن سے دل کو لُبھا رہی ہے
کانوں میں اس طرح سے امرت گھلا رہی ہے　　جیسے کوئی سہاگن ملہار گا رہی ہے
کعبہ سے اٹھ کے آئی دیکھو گھٹا سہانی
دامن میں لا رہی ہے بحرِ کرم کا پانی

پلوا دے آج ساقی پھر وہ ہی ارغوانی جو اِنّما میں کھینچی اور حل اتٰی میں چھانی
پی کر حبیب آئے تو آگئی جوانی سلمانِ فارسی تھے جس مے کی ترجمانی

حُرؑ نے ذرا سی پی تھی نقشہ بدل گیا تھا
سر تا قدم کرم کے سانچہ میں ڈھل گیا تھا

جس کی مہک سے قنبر دیں دار ہوگئے تھے مالک نشے سے جس کے سرشار ہوگئے تھے
خوشبو سے جس کی بے پر پردار ہوگئے تھے مجبور جس کو پی کر مختار ہوگئے تھے

صدق و صفا سے دل کے شیشے کو جگمگا کر
جس کو ظہیر و بوزر پیتے تھے غٹ غٹاکر

یاسر نے اپنے دل سے جس کو لگا کے پی ہے مسلم بن عوسجہ نے عقبیٰ سجا کے پی ہے
میثم نے بے خودی میں دنیا لٹا کے پی ہے ہر اہلِ حق نے حق کو اپنا جتا کے پی ہے

پی سب نے بغض و شر سے دامن بچا بچا کر
اغیار کے دلوں پر بجلی گرا گرا کر

افواجِ اشقیا کا سینوں میں دل ہلا کر رووداد تشنگی کی اس طرح سے سنا کر
ایک بے زباں نے اپنی سوکھی زباں دکھا کر جو پی تھی کربلا میں اصغرؑ نے مسکرا کر

گنوا دیے ہیں تجھ کو ایک ایک نام ساقی
اس بزم کو عطا ہوں بس وہ ہی جام ساقی

چودہ ہیں اپنے ساقی ان سب کو یہ خبر ہے یہ کون کہہ رہا ہے دو تین پر نظر ہے
جامِ ولاءِ عطرت پینے کا یہ اثر ہے دنیا میں پی رہے ہیں جنت میں اپنا گھر ہے

ہم بوترابیوں کی قسمت میں برتری ہے
ساقی بھی ہے نجف کا محفل بھی حیدری ہے

میخانہ کی فضا بھی مے خوار بھی وہی ہیں جلوے بھی سب وہی ہیں انوار بھی وہی ہیں
ہے خلد کی سی خوشبو آثار بھی وہی ہیں وعدے بھی سب وہی ہیں اقرار بھی وہی ہیں

مے خانہ محمدؐ پہلو بدل رہا ہے
جامِ شرابِ وحدت کعبہ میں چل رہا ہے

احمدؐ خدا کے گھر سے یہ کس کو لا رہے ہیں   ہاتھوں پہ لے کے کس کو دل سے لگا رہے ہیں
کیا مل گیا ہے ایسا کیوں مسکرا رہے ہیں   محبوبِ کبریا کے نقشے بتا رہے ہیں
تھی منتظر نبوت شمشیر اب ملی ہے
تنہا کتابِ حق تھی تفسیر اب ملی ہے
رحم و کرم کا مرکز شمشیرِ حق کا جوہر   جور و جفا کا دشمن جود و سخا کا پیکر
ثانی ہے جس کا کوئی جس کا نہ کوئی ہمسر   ہے مظہر العجائب بنتِ اسد کا دل بر
اس کے ہی دم قدم سے ہے تقویت نبیؐ کو
پھر کیوں نہ ہم پکاریں مشکل کشا علیؑ کو
یہ وہ علیؑ ہے جس نے اژدر کیا دو پارہ   انتر کو ابنِ ود کو مرحب کو جس نے مارا
حکمِ خدا سے گھر پر اترا ہے جس کے تارا   اُس رات کا فسانہ کچھ یاد کر خدارا
شمشیریں تل رہی تھیں سر پر یہ سو رہے تھے
واں سر پہ تھی نبوت اور پھر بھی رو رہے تھے
سورج تھا کس کے طابع اعجاز ہیں یہ کس کے   حق سے ملی ولایت اعزاز ہیں یہ کس کے
بخِّن لکا علیؑ الفاظ ہیں یہ کس کے   پھر ان سے بے رخی کے انداز ہیں یہ کس کے
باغِ فدک کا قصہ کیا اتنا مختصر ہے
کس کس کا ہاتھ کہیے محسن کے خوں میں تر ہے
ہمراز بھی علیؑ ہیں عم زاد بھی علیؑ ہیں   محبوبِ کبریا کے داماد بھی علیؑ ہیں
دینِ محمدیؐ کی بنیاد بھی علیؑ ہیں   جبریلؑ کے حقیقی اُستاد بھی علیؑ ہیں
یہ ہی علیؑ ہمارے ہیں چارہ کار گھائل
ظاہر ہے ان پہ اپنا سب حالِ زار گھائل

❋

ذاتِ حیدر کو مرتضےٰ کہیے

واقفِ سرِ لا اللہ کہیے ‏ ‏ ‏ دستِ حق نطقِ کبریا کہیے
عینِ پروردگار و وجہُ اللہ ‏ ‏ ‏ قوتِ ربّ دوسرا کہیے
ایک مکمل قرآن کی صورت ‏ ‏ ‏ جس کو رخسارِ مرتضےٰ کہیے
کُلِّ ایمان و ضیغمِ داور ‏ ‏ ‏ مرکزِ دینِ مصطفےٰ کہیے
قاسمِ خلد و ساقیِ کوثر ‏ ‏ ‏ بعدِ محبوبِ کبریا کہیے
چشمِ بد دُور خاکِ پائے علیؑ ‏ ‏ ‏ گلشنِ علم کی ضیاء کہیے
خانۂ لم یلد میں پیدائش ‏ ‏ ‏ اس کو عظمت کی انتہا کہیے
جاءِ پیدائشِ علیؑ کعبہ ‏ ‏ ‏ کہیے کعبہ کو بھی برا کہیے
حیدری نعرہ وقتِ مشکل میں ‏ ‏ ‏ قلبِ مومن کا آسرا کہیے
سو غموں سے نجات دیتا ہے ‏ ‏ ‏ یا علیؑ دل سے تو ذرا کہیے
فاتحِ بدر و خیبر و خندق ‏ ‏ ‏ کس کو حیدر کے ماسوا کہیے
دینِ اللہ اور محمدؐ کا ‏ ‏ ‏ ذاتِ حیدر کو مرتضےٰ کہیے
کلِّ ایمان جس کے دل میں ہو ‏ ‏ ‏ اس کا دل کعبۂ خدا کہیے
کلِّ ایمان و کلِّ دیں ہیں علیؑ ‏ ‏ ‏ اس کو اللہ کی عطا کہیے

نعرۂ حیدری وہ ہے گھائل
جس کو بے دین کی قضا کہیے

❋

صحنِ گلشن میں نمایاں ہوئے آثارِ سحر   شب کی تاریکی پہ غالب ہوئے انوارِ سحر
کھِل کھِلا کر کیا ہر پھول نے اظہارِ سحر   چہچہا کر کیا پرداروں نے دیدارِ سحر
ذکرِ الحمد طیورانِ چمن کرنے لگے
مل کے اعلانِ سحر سرو و سمن کرنے لگے

عندلیبانِ خوش الحاں ہیں چمن میں شاداں   لب پہ ہر ایک کے ہے حمد و ثناءِ یزداں
بُلبُلیں پڑھتی ہیں یٰسین پئے حفظ و اماں   خوش لحن قمری کی ہے سرو کی چوٹی پہ اذاں
نغمۂ حیّ علیٰ خیرالعمل کو سُن کر
ہیں طیورانِ چمن وجد میں اس کی دُھن پر

ہو کے خوش جھوم رہے ہیں سرِ گلشن اشجار   صحنِ گلشن میں بغل گیر گلوں سے ہے بہار
سبز اور سرخ گلوں سے ہے چمن لالہ زار   بیل بوٹوں پہ نسیمِ سحری سے ہے نکھار
مست و مسرور و معطّر ہے بہارِ گلشن
آج کچھ اور ہی ہیں نقش و نگارِ گلشن

آج گلشن میں عجب رنگ سے آئی ہے بہار   جیسے پریوں نے کیا ہے چمنستاں کا سنگھار
غسل غنچوں کا ادا کرتی ہے شبنم کی پھوار   ہر روش پر ہے ہر اِک سمت گلوں کی مہکار
مست بلبل ہے شگوفوں کی بسی خوشبو سے
اپنی منقار سے لیتی ہے گلوں کے بوسے

ہر ایک پھول پہ بلبل کا ہے یہ حسنِ نظر   اتارتی ہے وہ نظروں سے اپنی گُل کی نظر
نگاہِ بد سے بچانے کے واسطے گُلِ تر   چھپا کے رکھتی ہے وہ گُل کو زیرِ دامنِ پر
لگا کے پھولوں کو وہ دل سے پیار کرتی ہے
ادا وہ یوں حقِ جشنِ بہار کرتی ہے

ہیں رنگ و بو میں یہ بے مثل ارغوانی پھول   کہیں پہ جامنی ہیں اور کہیں ہیں دھانی پھول
ہیں سبز و سُرخ مہکتے ہوئے نورانی پھول   مہک سے جن کی کھلا کرتے ہیں ایمانی پھول
یہ پھول دیکھ کے کچھ خار دل ملول ہوئے
بہار پھولوں سے مہکی خزاں کے پھول ہوئے

گُلہاء جوہی و لالہ و نسترن ہیں مگن   ہے حسنِ چمپا چنبیلی سے زینتِ گلشن
گُلوں پہ صحنِ چمن میں غضب کا ہے جوبن   ہیں شاد رنگِ چمن دیکھ کر سب اہلِ چمن
یہ رنگ و روپ گُلستاں پہ یہ رعنائی ہے
کہ جیسے آج دلہن بن کے بہار آئی ہے

صبا چلی ہے بصد ناز لے کے انگڑائی   چلی وہ جھوم کے گہ مست ہو کے لہرائی
روش روش پہ یہ بخشی ہے اس نے زیبائی   جدھر گئی وہ شگوفوں کو گل بنا آئی
ادائوں سے وہ ہر ایک گُل نکھار آئی ہے
گُلوں کے رُخ پہ غضب کی بہار آئی ہے

ہے آج پھولوں کے ہم رقص صباءِ گلشن   مہک سے گُل کی ہے مسحور فضاء گلشن
ہے رنگ و نور سے رنگین اداءِ گلشن   ہے عطر ریزی میں مصروف ہواءِ گلشن
یہ رنگ و نور سے تزئینِ چمن جاری ہے
کہ جیسے آج کسی جشن کی تیاری ہے

شاد ہیں حُسنِ چمن دیکھ کے اربابِ چمن   شان اور زینت و زیبائش و آدابِ چمن
آج ایسی ہے چمن میں یہ تب و تابِ چمن   جیسے دیکھا ہے زلیخا نے کوئی خوابِ چمن
صحنِ گلشن میں ہیں ہر سمت گُلوں کے انبار
ہر روش پر ہے سوا نکہتِ گُل کی بوچھار

دیکھ کر رنگِ چمن جوش میں موسم آیا   صحنِ گلشن پہ ہوا ابرِ کرم کا سایہ
ابر کوثر سے اُٹھا اور سرِ گُلشن چھایا   اپنے دامن میں وہ بھر کے مئے رحمت لایا
آج موقع بھی ہے موسم بھی سہانا ساقی
اپنے مے خواروں کو جی بھر کے پلانا ساقی

ابر بھی سر پہ ہے ٹھنڈی ہے ہوا بھی ساقی   اور مے خوار بھی یاں سب ہیں ترابی ساقی
نجفی بادہ میں دے بھر کے شہابی ساقی   وہ ہی فردوسِ بریں والی گلابی ساقی
آج رندوں میں وہ دورِ مئے سرجوش رہے
جس کے پینے سے نہ پھر حشر تلک ہوش رہے

وہ پلا ساقیا جو اہلِ یقیں نے پی ہے   عرش سے آکے جو جبریلِ امیں نے پی ہے
لیلِیٰ اسرا میں جو عرشِ بریں نے پی ہے   کہہ کے ابناؤنا قرآنِ مبیں نے پی ہے
علم کے شہر کے اعلیٰ درِ اطہر والی
وہ ہی دے ساقیا ان رندوں کو کوثر والی

جس کو پیتے تھے اولوالعزم پیمبر وہ شراب   جس کو پیتے تھے ائمہ سرِ منبر وہ شراب
مسجدیں جس کی مہک سے ہیں معطر وہ شراب   جو کہ پی جاتی ہے محراب کے اندر وہ شراب
مے چھلکتی ہوئی کوثر کے کناروں والی
ہاں وہی ساقیا دے حیدری نعروں والی

چودہ میخانوں کی جس میں کہ ہو لذّت وہ جام — جس کی مدہوشی کا انعام ہے جنّت وہ جام
خیر سے جس کا نشہ کُلّیِ شریعت وہ جام — جس کی خوشبو ہے سرِ حشر شفاعت وہ جام
جس کو سلمان نے پی دل سے لگا کر وہ شراب
جس نے بے زر کو بنایا ہے ابوزر وہ شراب

چوم کر جام کو مختارِ دلاور نے پی — جھوم کر جس کو حبیب اور حرِ صفدر نے پی
مسلم بن عوسجہ اور مالکِ اشتر نے پی — خیر سے ڈٹ کے جسے یاسر و قنبر نے پی
خواجۂ ہند نے تو حد سے گزر کر پی ہے
جامِ بنیادِ لاالٰہ میں بھر کر پی ہے

آج مے خانے میں پُرکیف سماں ہے ساقی — جام گھائل کو بھی دے وہ بھی یہاں ہے ساقی
سن رسیدہ ہے بجا تیرا گماں ہے ساقی — ذوقِ مے نوشی میں پیری بھی جواں ہے ساقی
سچ ہے پہلی سی وہ قوت ہے نہ کس باقی ہے
اب تو بس رندوں میں شرکت کو ہوس باقی ہے

بادہ خواروں میں جو مے کش کا بھرم ہے ساقی — شک نہیں اس میں یہ سب تیرا کرم ہے ساقی
کون سی شے ہے ترے پاس جو کم ہے ساقی — مجھ کو بس گزرے ہوئے وقت کا غم ہے ساقی
وہ پلا جس سے طبیعت میں روانی آجائے
پھر نئے سر سے ضعیفی میں جوانی آجائے

ساقی تُو چاہے تو بر آئے یہ رندوں کی مراد — تیرے مے خوار کریں جنتِ ارضی آباد
غالب اسلام ہو مغلوب ہوں سب اہلِ عناد — پردۂ غیب سے ظاہر ہو کچھ ایسی امداد
فتح اس مملکتِ پاک کی تقدیر میں ہو
سالِ آئندہ ہمیں جشن یہ کشمیر میں ہو

آؤ سب مل کے چلیں جشنِ بہاراں دیکھیں — صحنِ گلشن میں مسرت کے چراغاں دیکھیں
شوخ پھولوں کی پھبن شانِ گلستاں دیکھیں — چل کے آراستہ غنچوں کے شبستاں دیکھیں
فق ہوا رنگِ ارم خلد کو شرم آئی ہے
چشمِ بد دور گلستاں پہ وہ رعنائی ہے

حسنِ یوسفؑ بھی وہاں آج ہے حیراں دیکھیں — ابنِ مریمؑ کو بھی انگشت بدنداں دیکھیں
اپنی آنکھوں سے ذرا صنعتِ یزداں دیکھیں — دستِ احمدؐ پہ چلو بولتا قرآں دیکھیں
آج دنیا کی ہر اک شے پہ خوشی غالب ہے
جشنِ میلادِ علیؑ ابنِ ابی طالبؑ ہے

عین کعبہ میں مشیّت کا کرشمہ دیکھیں عبد و معبود کی قربت کا نظارہ دیکھیں
گھر میں اللہ کے پیدا ہوا بیٹا دیکھیں رتبۂ بنتِ اسد مریم و حوّا دیکھیں
مرتبہ دیکھ لیں کیا حق کا ولی رکھتا ہے
حقِ پیدائشی کعبہ پر علیؑ رکھتا ہے

یہ علیؑ وہ ہے جسے عقدہ کشا کہتے ہیں دستِ حق بازوِ شاہِ دوسرا کہتے ہیں
قلزمِ جود و کرم بحرِ سخا کہتے ہیں کچھ وہ بندے بھی ہیں جو ان کو خدا کہتے ہیں
ان کی تقلید میں جنت کا صلہ ملتا ہے
مل گیا جس کو علیؑ اس کو خدا ملتا ہے

وہ علیؑ جس کی شجاعت سے جہاں ہے آگاہ وہ علیؑ جس سے نہ جانبر ہوا کوئی گمراہ
وہ علیؑ جس سے اجنّاء نے بھی مانگی ہے پناہ وہ علیؑ جس نے کیا کفر کی بستی کو تباہ
جس نے انتر سے پہلوان کو مارا وہ علیؑ
جس نے مرحب کیا اک پل میں دو پارا وہ علیؑ

ان کو اللہ کی جانب سے ملے ہیں وہ خطاب حاملِ نادِ علیؑ ابرِ کرم فیض مآب
شیرِ حق سطوتِ دیں دستِ خدا عرش جناب مظہرِ ذاتِ خدا نفسِ نبیؐ علم کا باب
نور سے جس کے ہوئی جلوہ نمائی وہ علیؑ
مان لی جس کی نصیری نے خدائی وہ علیؑ

ناسخِ الکفر علیؑ راسخ الاسلام علیؑ شرع کی راہ علیؑ دین کے احکام علیؑ
حاملِ سیف علیؑ صاحبِ صمصام علیؑ دن علیؑ رات علیؑ صبح علیؑ شام علیؑ
جس کے دم سے ہوئی تکمیلِ رسالت وہ علیؑ
عین کعبہ میں ہوئی جس کی ولادت وہ علیؑ

ہر مسلمان پہ ہے ان کی تولا واجب نام لیجے تو درود ان پہ ہے پڑھنا واجب
حق نے اُن کے لیے ہم پر کیا کیا واجب کر دیا ان کے زچہ خانہ کو سجدہ واجب
جب تلک آئے نہ یہ کفر کا کاشانہ تھا
کعبہ کہتے ہیں جسے ایک صنم خانہ تھا

حق کی مخلوق ہی میں حق کے ولی بھی ہیں یہ ہی سیّد و ہاشمی و مُطلّبی بھی ہیں یہ ہی
خلق میں خویشِ رسولِ عربیؐ بھی ہیں یہ ہی اور محمدؐ کے بلا فصل وصی بھی ہیں یہ ہی
بے دھڑک فرشِ نبیؐ پر جو ہو سونے والا
اُس کے ہم پلّہ ہو کیوں خوف سے رونے والا

نعرۂ حیدری ایماں کو جلا دیتا ہے یہ ہی وہ نعرہ ہے جو حق سے ملا دیتا ہے
گُل امیدوں کے یہ ہی نعرہ کھلا دیتا ہے نعرہ یہ وقت کی بنیاد ہلا دیتا ہے
زُعم کے سر کو جھکایا ہے اسی نعرے نے
ظلم کے قصر کو ڈھایا ہے اسی نعرے نے

حیدری نعروں سے اسلام کی عظمت ہے عیاں حیدری نعرہ ہے تفسیرِ شجاعت کا بیاں
حیدری نعرہ محبت کا اُخوّۃ کا نشاں حیدری نعرہ ہے اسلام کے دشمن پہ گراں
نعرۂ حیدری نعرہ ہے وفاداروں کا
دل جلا دیتا ہے یہ دین کے غدّاروں کا

نعرۂ حیدری ہمّت کو جواں کرتا ہے عزمِ مومن کو یہ ہی کوہِ گراں کرتا ہے
خیر سے نعرہ یہ ہی شر کو دھواں کرتا ہے فرق مومن کا منافق کا عیاں کرتا ہے
یا علیؑ کہنے سے مومن تو سنبھل جاتا ہے
سُن کے یہ نعرہ منافق وہیں جل جاتا ہے

حیدری نعرہ ہے گھر کے لیے خیر و برکت قریوں اور گلیوں میں یہ نعرہ نشانِ محنت
شہر والوں کے لیے نیک عمل کی دعوت ملک کے واسطے یہ نعرہ خدا کی نصرت
بزم میں امن کا پیغام دیا کرتا ہے
جنگ میں فتح سے یہ کام لیا کرتا ہے

شیر سے حضرتِ سلمانؑ کو بچایا اس نے کشتیٔ نوحؑ کو طوفاں میں ترایا اس نے
باپ سے یوسفِؑ کنعاں کو ملایا اس نے قہرِ نمرود کو گلزار بنایا اس نے
تختِ شاہی کیا تاراج اسی نعرے نے
اور خمینی کو دیا راج اسی نعرے نے

جب کبھی بھی ہوا حق کے کہیں در پے باطل حق کو نصرت اسی نعرے سے ہوئی ہے حاصل
یہ ہی نعرہ تو بڑھاتا ہے مسلمان کا دل یہ ہی ایک نعرہ ہے طوفانوں میں اپنا ساحل
مار کھا کر سرِ تہران اسی نعرے سے
ڈر کے بھاگا بڑا شیطان اسی نعرے سے

غزوۂ بدر ہو کہ ہو وہ اُحد کا غزوہ جنگ خندق کی ہو یا معرکہ ہو خیبر کا
شبِ ہجرت ہو کہ ہو بُت شکنیِ کعبہ ہر جگہ لب پہ رسولِ عربیؐ کے یہ رہا
لب پہ کیوں اپنے نہ ہو حق کے ولیؑ کا نعرہ
جب کہ سنّت ہے نبیؐ کی یہ علیؑ کا نعرہ

حیدری نعروں سے تھرّاتا ہے قلبِ باطل — تقویت پاتا ہے ان نعروں سے مظلوم کا دل
یا علیؑ ہم نے بھی پچھلے دنوں وقتِ مشکل — حیدری نعرے لگائے تھے بعزمِ کامل
نہ سنی آپ نے فریاد قرآں جلتے رہے
مسجدیں لٹتی رہیں اپنے مکاں جلتے رہے
چھین کر ڈال دیے قفل عزا خانوں میں — اور عزاداروں کو رکھا گیا زندانوں میں
مائیں بچوں کے لیے بیٹھی رہیں تھانوں میں — گھر تھے اس قوم کے بدلے ہوئے ویرانوں میں
اور اس وقت یہ علامہ بھی جاں کے ڈر سے
یا چھپے بیٹھے تھے یا بھاگ گئے تھے گھر سے
کوئی مونس نہ تھا اس وقت ہمارا آقا — جو تھے خود ساختہ ملت کا سہارا آقا
کر گئے ہم سے وہ اس وقت کنارا آقا — ہم کو اپنوں ہی نے مل بانٹ کے مارا آقا
سودے بازی یہ کی ان منبری فن کاروں نے
قوم کو بیچ دیا قوم کے غداروں نے
وقت نے زخم جو بخشے ہیں دکھائیں کس کو — اپنے اپنے نہ رہے اپنا بنائیں کس کو
پیئے امداد بھلا اور بلائیں کس کو — ماسوا آپ کے فریاد سنائیں کس کو
آپ کے در کے سوا اور کدھر جائیں گے
نہ سنی آپ نے فریاد تو مر جائیں گے
جب سنی شاہِ نجف نے یہ غلاموں کی صدا — آپ نے حضرتِ قنبر کو بلا کر یہ کہا
کہہ دے تو ملتِ خوابیدہ سے جاکر یہ ذرا — ہم سے بے جا ہے شکایت یہ تمہاری یہ گلا
باخبر خوب ہیں ہم دین کے بے گانوں سے
میری جانب سے یہ کہنا ذرا نادانوں سے
مرحبا! حیدری نعروں کے لگانے والو — نام لے کر میرا احسان جتانے والو
زر پرستاروں کو منبر پہ بٹھانے والو — جس کو چاہو اسے علامہ بنانے والو
میری نصرت نہ ہو کب مجھ کو گوارا ہوتا
کاش مومن نے میرے، مجھ کو پکارا ہوتا
تم ہی بتلاؤ عمل کس کا ہے قنبر جیسا — تم میں ایک شخص بھی ہے کوئی ابوذر جیسا
جس کا کردار ہو گفتار کے ہمسر جیسا — جس کے سینے میں ہو ایماں حرِ صفدر جیسا
تم تو گرویدہ ہو ان منبری فن کاروں کے
کھیلا کرتے ہیں جو جذبوں سے عزاداروں کے

پیشگی لے کے رقم مجلسیں پڑھنے والے   قوم کے چندوں سے آفاق پہ چڑھنے والے
یہ قُل آعوذیے آپس میں جھگڑنے والے   یہ لڑاتے ہیں تمہیں خود نہیں لڑنے والے

عظمتِ منبرِ مرسلؐ نہیں پہچانتے ہیں
یہ تو بس جملہ فروشی کے ہنر جانتے ہیں

حق پرستی سے بہت دور ہے ان کی منزل   حق کی راہوں پہ یہ چلنے کے نہیں ہیں قائل
زر کو یہ لوگ سمجھتے ہیں امامِ کامل   تُو بھی تو سر پہ بٹھاتا ہے انہیں اے گھائل

جن کا مقصد ہے فقط اپنی ہی شہرت کرنا
خونِ شبیرؑ کی دن رات تجارت کرنا

پھر بھی تم ان کے لیے جیب میں زر رکھتے ہو   ان کو منبر پہ بٹھانے کا ہنر رکھتے ہو
ان کو سننے کے لیے پیروں پہ سر رکھتے ہو   ان کا ہر گام پہ تم حلق بھی تر رکھتے ہو

فکر ان کی تو ہر اک شام و سحر ہے تم کو
کچھ ائمۂ مساجد کی خبر ہے تم کو

یوں تو ہر وقت لگایا ہے یہ نعرہ تم نے   اپنی خواہش کو دیا اس کا سہارا تم نے
صرف یہ نعرہ زبانی ہی سنوارا تم نے   دل میں اس نعرے کو لیکن نہ اتارا تم نے

وقتِ مشکل میں یہاں تم نے جو مارے نعرے
جوشِ ایماں سے تھے خالی وہ تمہارے نعرے

صدقِ دل سے جو یہ لگتے تو اثر بھی کرتے   ظلمتِ شب کو یہ پھر نورِ سحر بھی کرتے
پل میں دشوار مراحل کو یہ سر بھی کرتے   اور یہ نعرے ہمیں مقصد کی خبر بھی کرتے

سن کے ان نعروں کو سلمان و ابوذر آتے
قبل ہم سے پئے امداد بہتّر آتے

متحد ہو کے تو تم خود کو دکھاؤ پہلے   اختلافات کو آپس کے مٹاؤ پہلے
پردۂ ظاہر و باطن کو ہٹاؤ پہلے   اپنا منہ نعروں کے قابل تو بناؤ پہلے

حیدری نعروں کی پھر شانِ رسائی دیکھو
کیسے پھر کرتے ہیں ہم عقدہ کشائی دیکھو

مجلسیں کرتے ہو تم اپنی انا کی خاطر   اپنے ہی ناموں کی تم نشو نما کی خاطر
تم کو ملحوظ ہے کب آلِ عبا کی خاطر   کیا کیا تم نے شہِ کرب و بلا کی خاطر

بات ہوتی ہے نمازوں کی تو کتراتے ہو
خمس کے نام پہ تم جاں سے گزر جاتے ہو

تم نظر ڈالو ذرا اپنے گریبانوں پر   رنگِ مغرب کا اثر کتنا ہے ایمانوں پر
اتنا رجحان جو ہوتا کبھی آذانوں پر   جتنے مائل باکرم آج ہو تم گانوں پر
کسمپرسی کی سی کب آج یہ حالت ہوتی
گر عمل پیرا شریعت پہ یہ ملت ہوتی

دین بے زاری ہو جس قوم کے دین داروں میں   فرق ہو ظاہر و باطن کا بھی کرداروں میں
بے حیائی کا ہو پرچار حیا داروں میں   ننگے سر دُخترِ اسلام ہو بازاروں میں
تم ہی سوچو کہ وہاں میرا گزر کیسے ہو
حیدری نعروں کا ایسے میں اثر کیسے ہو

رہروِ راہِ ابوزر بنو سلمان بنو   کربلا والوں کی تحریر کا عنوان بنو
جان ہو نعروں میں جس جان سے وہ جان بنو   جس سے پہچان ہو ملت کی وہ پہچان بنو
وقت سے آنکھ ملانے کا قرینہ سیکھو
زندہ قوموں کی طرح تم بھی تو جینا سیکھو

وقت سے آگے قدم اپنے بڑھا کر نکلو   عزمِ حُر سینوں میں تم اپنے بسا کر نکلو
دوش پر پرچمِ عباسؑ سجا کر نکلو   پیروِ شرع مگر خود بنا کر نکلو
تم پہ پھر سایۂ دامانِ حسینی ہوگا
ہر جواں قوم کا پھر ایک خمینی ہوگا

حیدری نعرہ ہے اک ایسی حقیقت گھائل   باعمل قوم کی کرتا ہے جو نصرت گھائل
حیدری نعرہ ہے دنیا میں وہ قوت گھائل   سامنے جس کے نہیں کچھ بڑی طاقت گھائل
پاش کر دیتا ہے یہ ایٹمی ہتھیاروں کو
نعرۂ حیدری ٹکراتا ہے طیاروں کو

سروں پہ فضلِ داوری، دلوں میں عزمِ یاسری
ذہن میں فکرِ بوزری نظر میں راہِ قنبری
ہے راہبر حُرِ جری ہمارا نعرہ حیدری
علیؑ علیؑ علیؑ علیؑ، علیؑ علیؑ علیؑ علیؑ

بنامِ حق یہ ہر جگہ نبیؐ کے بر زباں رہا
یہ نعرہ یا علیؑ مدد ہو جنگِ خندق و اُحد
کہ جنگِ بدر و خیبری ہمارا نعرہ حیدری
علیؑ علیؑ علیؑ علیؑ، علیؑ علیؑ علیؑ علیؑ

نبیؐ کہے تو شُکر ہے جو ہم کہیں تو کُفر ہے
بوقتِ جنگ بارہا نبیؐ نے یا علیؑ کہا
ہے سُنّتِ پیمبریؐ ہمارا نعرہ حیدری
علیؑ علیؑ علیؑ علیؑ، علیؑ علیؑ علیؑ علیؑ

یہ سُنّتِ رسولؐ ہے خدا کو بھی قبول ہے
اسی سے قلبِ کفر پر گلی گلی نگر نگر
نفس نفس ہے تھرتھری ہمارا نعرہ حیدری
علیؑ علیؑ علیؑ علیؑ، علیؑ علیؑ علیؑ علیؑ

جو کاشمیر چاہیے تو نعرہ یہ لگایئے
علیؑ خدا کا ہاتھ ہے علیؑ کے ساتھ ساتھ ہے
رضاءِ ربِّ اکبری ہمارا نعرہ حیدری
علیؑ علیؑ علیؑ علیؑ، علیؑ علیؑ علیؑ علیؑ

ہمارا وحدہٗ خدا نبیؐ حبیبِ کبریا
قرآن پہ یقین ہے یہی ہمارا دین ہے
اور آل کی ہے رہبری ہمارا نعرہ حیدری
علیؑ علیؑ علیؑ علیؑ، علیؑ علیؑ علیؑ علیؑ

ہیں اس سے ہمتیں جواں یہ حق نما یقیں نشان
یہ ہی پیامِ خیر ہے دِل عدو پہ قہر ہے
یہ ہی نجاتِ محشری ہمارا نعرہ حیدری
علیؑ علیؑ علیؑ علیؑ، علیؑ علیؑ علیؑ علیؑ

یہ جنگ میں فتح مبیں یہ بزمِ امن کا امیں
یہ نعرہ خیر کا عمل یہاں یہ مشکلوں کا حل
وہاں یہ جامِ کوثری ہمارا نعرہ حیدری
علیؑ علیؑ علیؑ علیؑ، علیؑ علیؑ علیؑ علیؑ

یہ نعرہ فیضِ عام ہے مگر یہ اس کا کام ہے
یہ ہر جگہ زمین پر دِل منافقین پر
ہے مثلِ ضربِ حیدری ہمارا نعرہ حیدری
علیؑ علیؑ علیؑ علیؑ، علیؑ علیؑ علیؑ علیؑ

جب تک بھی یہ جہاں رہے یہ نعرہ بر زباں رہے
یہ بات ہے یقین کی کرے گا حق کے دین کی
یہ کھیتیاں ہری بھری ہمارا نعرہ حیدری
علیؑ علیؑ علیؑ علیؑ، علیؑ علیؑ علیؑ علیؑ

حدیث ہیں رسولؐ کی دعا ہیں ہم بتولؑ کی
ہمیں بس اتنی ہے خبر نہیں ہمیں کسی کا ڈر
سواءِ ربِّ اکبری ہمارا نعرہ حیدری
علیؑ علیؑ علیؑ علیؑ، علیؑ علیؑ علیؑ علیؑ

عمل کے ساتھ ہے اگر تو پھر یہ نعرہ پُر اثر
وگرنہ گھائی حزیں پھر اس میں کوئی شک نہیں
یہ نعرہ صرف ظاہری ہمارا نعرہ حیدری
علیؑ علیؑ علیؑ علیؑ، علیؑ علیؑ علیؑ علیؑ

علی حیدرؑ علی حیدرؑ

خدا کی شان کا مظہر جری و ضیغمِ داور　　امینِ تیغِ دو پیکر ولیِ خالقِ اکبر
وصیِ ذاتِ پیغمبر علیؑ حیدر علیؑ حیدر

امامِ اوّلِ برحق یہی غزوات کی رونق　　رُجل میدانِ صفیں کا امیرِ بدر اور خندق
یہی ہے فاتحِ خیبر علیؑ حیدر علیؑ حیدر

یہ کُلِ دین و ایماں ہے علیؑ تفسیرِ قرآں ہے　　میں شہرِ علم ہوں لوگو نبیؐ حق کا فرماں ہے
علیؑ اس شہر کا ہے در علیؑ حیدر علیؑ حیدر

لِسان اُللہؑ ویدُاللہ یہ عین اُللہ و صدرُاللہ　　ہے وجہُ الااللہ بھی یہ ہی یہ ہی مولودِ بیت اُللہ
یہ ہی ہے نفسِ پیغمبر علیؑ حیدر علیؑ حیدر

یہی حلاّل ہر مشکل یہی طوفانوں میں ساحل　　جہاں میں کامرانی کی سند اس کو ہی ہے حاصل
جپو نادِ علیؑ پڑھ کر علیؑ حیدر علیؑ حیدر

علیؑ ابنِ ابو طالبؑ اسد الااللہ اَلغالِب　　حبیبِ ربِّ اکبر کا بغیرِ فصل ہے نائب
نہیں اس کا کوئی ہمسر علیؑ حیدر علیؑ حیدر

خدا نے اپنی قدرت سے نوازا اس کو عظمت سے　　فزوں ہے جسکی ایک ضربت دو عالم کی عبادت سے
یہ ہی ہے ساقیِ کوثر علیؑ حیدر علیؑ حیدر

ہیں تلواریں بصد کثرت عیاں ہے قتل کی نیت　　پئے حفظِ نبیؐ لیکن سرِ بستر شبِ ہجرت
یہ سویا تان کر چادر علیؑ حیدر علیؑ حیدر

علیؑ ہادیٔ کامل ہے علی عامل ہے عادل ہے　　علیؑ ہے بولتا قرآں علیؑ قرآں کا حاصل ہے
علیؑ ہے صاحبِ منبر علیؑ حیدر علیؑ حیدر

شریکِ مصطفےٰ بھی ہے کفوِ سیدہؑ بھی ہے　　علیؑ حسنینؑ کا بابا نصیری کا خدا بھی ہے
علیؑ مولاءِ خشک و تر علیؑ حیدر علیؑ حیدر

علیؑ جو کُلِ ایماں ہے نبیؐ جو فخرِ قرآں ہے　　اِنہی دونوں کے بچوں کی یہ اُمّت دشمنِ جاں ہے
ازل سے آج تک کیوں کر علیؑ حیدر علیؑ حیدر

سِناں سینے سے اکبرؑ کے گلے سے تیر اصغرؑ کے　　لرزتے ہاتھ سے شہ نے نجف کی سمت رُخ کر کے
نکالے یا علیؑ کہہ کر علیؑ حیدر علیؑ حیدر

سرِ شام غریباں ہے اِک آگ و خوں کا طوفاں ہے   نبیؐ کی بیٹیوں پر آج وقتِ حشر ساماں ہے
ہر اِک بی بی ہے بے چادر علیؑ حیدر علیؑ حیدر

وہ جو محبوبِ یزداں ہے یہ اس کی آلِ ذیشاں ہے   کھڑی ہیں جو رسن بستہ سفر اب سوئے زنداں ہے
ستم امت کے یہ ان پر علیؑ حیدر علیؑ حیدر

ولی و ہادیِ دوراں امینِ کعبہ و قرآں   بدن ہے شدتِ تپ سے امامِ وقت کا لرزاں
گلے میں طوقِ اہلِ شر علیؑ حیدر علیؑ حیدر

نہیں سر پر میرا والی ہوئی اب گود بھی خالی   میرے کنبہ کی لاشوں کی ہوئی گھوڑوں سے پامالی
پکاری بانوءِ مضطر علیؑ حیدر علیؑ حیدر

دیارِ شام میں خطبہ جنابِ بنتِ زہراؑ کا   وہی انداز حیدرؑ کے وہی لہجہ علیؑ جیسا
عیاں رُخ سے وہی تیور علیؑ حیدر علیؑ حیدر

سکینہ روتی تھی گھائل ہر اک دکھ سہتی تھی گھائل   شبانہ روز زنداں میں یہی بس کہتی تھی گھائل
میرے دادا علیؑ حیدر میرے مولا علیؑ حیدر

میری راہ راہِ ابوزری

میرا عزمِ قنبری ہمسفر میری راہ راہِ ابوزری　　مجھے مل گئیں میری منزلیں بطفیلِ اُلفتِ حیدری
میرے بختِ عرش مقام سے کیوں سوا ہو بختِ سکندری　　میرے بخت میں تو ازل سے ہے درِ پنجتن کی گداگری
یہ علیؑ کی یاد کا فیض ہے کہ نفس نفس ہے سکوں مجھے　　نہ یہاں ہے خوف جہان کا نہ وہاں کا کچھ غمِ محشری
مجھے کیوں ہو خطرۂ گمرہی درِ حیدریؑ کی ہے روشنی　　میری قبر سے تاسرِ اِرم اور اِرم سے تا لبِ کوثری
رہے زیرِ پائے علیؑ صدا بارضاءِ خاتم الانبیاء　　پرِ جبرئیلِ امیں کبھی کبھی مُہرِ ختمِ پیمبریؐ
تھا محال نانِ شعیر کا جسے اپنے واسطے توڑنا　　کیے پاش اس نے برائے حق سرِ زُعمِ مرحب وانتری
درِ خیبری پہ عجب ہے کیا ہے زمانہ اب تو شباب کا　　انہی انگلیوں نے کیا ہے دو سرِ مہد کلّۂ اژدری
کہاں نورِ حق کہاں آب و گِل کہاں ان سے انکا مقابلہ　　کہاں باب العلم کی وسعتیں کہاں بغض و جہل کی سہ دری

یہ غریب گھائلِ ماتمی ہے غلام آپ کا یاعلیؑ
اسے خُلد میں وہ جگہ ملے جو ہو نزدِ قصرِ حُرجریؑ

❄

حاصلِ صد نجات ہے ہم کو ولاء حیدری
باعثِ فخرِ دو جہاں اپنا یقینِ قنبری

دیدۂ کور سے نہ پوچھ کیا ہے مقامِ برتری
دیتی ہے دعوتِ عمل تجھ کو نگاہِ بوذری

صلّے علیٰ یہ مرتبہ اور یہ کمالِ صفدری
قدموں میں جبرئیل ہیں ہاتھوں میں بابِ خیبری

دستِ خداءِ لم یزل بازوِ ختم المرسلیں
یعنی علیؑ ولیِ حق مظہرِ شانِ داوری

دیکھیں وقارِ مادری کعبہ میں حضرتِ مسیحؑ
کہتی ہے اے خوش آمدی کس کو جدارِ یکدری

ہوگا نزولِ اختری جب یہ سنا بحکمِ رب
مجھ سے نہ پوچھیے کہ اب برقِ تپاں کہاں گری

سورۂ کہف میں ثناء کرتا ہے جن کی خود خدا
کون کرے گا پھر بھلا ان کی جہاں میں ہمسری

دار و مدارِ دلبری طبعِ رواں پہ منحصر
ہم کو اداءِ حق پسند آپ کو زلفِ عنبری

سہل نہ کیوں ہوں منزلیں ہم کو عمل کی راہ میں
جب ہے نظر کے سامنے سیدھی صراطِ یاسری

نانِ جویں پہ منحصر جس کی حیات کا نظام
پست ہے اس کے سامنے زورِ کمالِ انتری

ہوتی نہ آج یوں بیاں کرب و بلا کی داستاں
دیں کی بناء بنا گیا خونِ گلوئے اصغری

دی ہے اذاں ہزار بار یوں تو بلالؓ نے مگر
اس کو حیات دے گئی صرف اذانِ اکبری

واعظِ خوش بیان سن فرق جو تجھ میں مجھ میں ہے
خوگرِ حرص تیرا دل میری وضع قلندری

خونِ حسینؑ بیچ دے جو سرِ منبرِ رسولؐ
اس پہ رکھے وہ عبد زر خواہشِ جامِ کوثری

گھائلِ خستہ جاں کو کیوں حشر کا غم ہو یا علیؑ
جب کہ ہو اس کے حال پر آپ کی بندہ پروری

❋

نائبِ ختمِ رُسل دین کا دستور علیؑ

نائبِ ختمِ رُسل دین کا دستور علیؑ   کُل کا مختار اور اپنے لیے مجبور علیؑ
رہ کے دنیا میں تھا دنیا سے بہت دور علیؑ   جس کے محتاج شہنشاہ وہ مزدور علیؑ
جس کی مزدوری کی اُجرت سے یتیم و مسکیں
بھوک کے کرب سے پاتے تھے ہمیشہ تسکیں

ایسا مزدور توکل پہ بسر ہے جس کی   اپنے بازو کی کمائی پہ گزر ہے جس کی
محو سجدوں میں جبیں شام و سحر ہے جس کی   اپنے معبود پہ دن رات نظر ہے جس کی
جس سے اللہ کا دنیا میں بڑا نام ہوا
پرورش جس کے سبب مذہب اسلام ہوا

ہاں وہ مزدور علیؑ جس کے دو عالم محتاج   جس کے قدموں پہ ہے خم صبر و سکوں کی معراج
مفلسی لاکھ پہ رکھتا ہے سخاوت کا مزاج   حق کی ہر گام مدد جس کے گھرانے کا رواج
وہ علی جس نے کہ فاقوں میں مشقت کی ہے
زر سے زردار سے ہر حال میں نفرت کی ہے

کون زردار جسے اپنی امارت پہ غرور   گرم ہے جس کے سبب جلوہ گہہِ رقص و سرور
جام ہیں جس کے غریبوں کے لہو سے بھرپور   عام ہے جس کے یہاں دل شکنی کا دستور
جو سیاہ راتوں کو سوتا ہے فروزاں کرکے
خونِ مزدور سے محلوں میں چراغاں کرکے

جس کے طابع ہیں یہ دونوں ہی بزرگانِ عوام   رہبرِ قوم ہے ایک وقت کا تاجرِ غلام
دوسرا واعظِ تاریک نظر حرص مقام   اس کے ہاتھوں میں ہے ان دونوں کی مضبوط لگام
پھر بھی تیور جو کبھی ان کے بگڑ جاتے ہیں
لگتے ہی چابکِ زر دونوں سنبھل جاتے ہیں

کون واعظ کہ جسے دین سے رغبت ہی نہیں   دل میں ایک زر کے سوا جس کے محبت ہی نہیں
دعوتِ مرغ سے اک پل جسے فرصت ہی نہیں   جس کی نظروں میں شریعت کی حقیقت ہی نہیں
خوں رلاتی ہے ہمیں فتنہ بیانی جس کی
قابلِ رشک ہے ہاں چرب زبانی جس کی

عمر جس کی کہ گزرتی ہے جہاں سازی میں　　اپنا ثانی نہیں رکھتا ہے وہ غمازی مین
حاتمِ وقت ہے وہ جملوں کی فیاضی میں　　جس کا سر سجدے میں ہے پشت دغا بازی میں
دین کی آڑ میں دنیا کو سراہا اس نے
جس کو ٹھکرایا علیؑ نے، اُسے چاہا اس نے

دل میں کم جس کے ہے زردار سے حیدرؑ کا مقام　　جامِ کوثر سے سوا جس کے لیے چائے کا جام
جس کا زردار رسول اور ہے زر جس کا امام　　جس کے مذہب میں محبت ہے غریبوں سے حرام
جس کو مقصود ہے خود اپنی ہی شہرت کرنا
خونِ شبیرؑ کی دن رات تجارت کرنا

خونِ شبیرؑ جسے حق کی رضا ہے حاصل　　جس کے نانا کی ہے قوسین سے آگے منزل
فاطمہؑ طاہرہ صدیقہ کا وہ پارۂ دل　　باپ ہے جس کا علیؑ علم کا مہرِ کامل
اس ہی مظلوم کا یہ خونِ جگر ہوتا ہے
لقمہ واعظ کا ہر اک جس سے کہ تر ہوتا ہے

شمعِ حرص و ہوس دل میں جلی رکھتا ہے　　ظاہراً عشقِ رسولِ عربیؐ رکھتا ہے
اس پہ دعویٔ غلامیٔ علیؑ رکھتا ہے　　جب کہ دل دولتِ دنیا سے غنی رکھتا ہے
سامنے زر کے جبیں جس کی جھکی جاتی ہے
یا علیؑ کہتے اُسے شرم نہیں آتی ہے

❄

علم کا باب شجاعت کے کلیجے کا قرار

دوستو آؤ چنو گلشنِ ایمان کے پھول　　صحنِ کعبہ میں کھلے رحمتِ یزدان کے پھول
خلق و اخلاص و ادب عظمتِ انسان کے پھول　　صحنِ گلشن میں ہیں مہکے ہوئے قرآن کے پھول
پھول یہ دل سے لگاؤ کہ خوشی کا دن ہے
آج میلادِ علیؑ حق کے ولی کا دن ہے

یا علیؑ کہہ کے پیو جامِ محبت پیارو　　یا علیؑ نعرہ ہے پیغامِ اخوۃ پیارو
یہ ہی نعرہ ہے مسلمان کی قوّت پیارو　　ہے اسی نعرے سے وابستہ شجاعت پیارو
آؤ اس حیدری پرچم کے تلے مل جاؤ
عید کا دن ہے چلو آج گلے مل جاؤ

متحد ہو کے بڑھو حیدری ساحل کی طرف　　ہمت و جرأت و ایثار کی منزل کی طرف
دین و ایمان و مساوات کی محفل کی طرف　　حیدری عزم کے اس جذبۂ کامل کی طرف
جس کا ناصر ہے علیؑ فتح مبیں کا آقا
فتح کیا یہ تو ہے جبرئیل امیں کا آقا

یہ علیؑ وہ ہے جسے حق نے ولایت بخشی　　تحفہ کوثر کا عطا کرکے سخاوت بخشی
خانۂ کعبہ میں پھر ان کو ولادت بخشی　　جب یہ دیکھا تو محمدؐ نے امامت بخشی
حق کے محبوب نے بامرضیٔ داور بخشی
اور کیا اس کے سوا دیتے کہ دختر بخشی

علم کا باب شجاعت کے کلیجے کا قرار　　جس کی ضربت پہ عبادت ہے دو عالم کی نثار
جس کا شیوہ نہیں غزواۃ میں دشمن سے فرار　　تیغ نے جس کی کیا مرحب و انتر کو شکار
لیٹ کر بسترِ مرسل پہ خوش ہونے والا
بے خطر کفر کی تیغوں تلے سونے والا

دوست مجبور کا نادار کا غم خوار علیؑ　　ہر طلب گار کا ہر وقت مددگار علیؑ
کفر کے سر کے لیے دین کی تلوار علیؑ　　ہوتا ہر جنگ میں خود برسرِ پیکار علیؑ
یوں زبوں حال نہ پھر آج ہمارا ہوتا
صدقِ دل سے جو علیؑ کہہ کے پکارا ہوتا

خدائے عزّ و جل کے ماننے والے مسلمانوں　　محمدؐ مصطفےٰ کے ہاتھ کی تسبیح کے دانوں
خدارا مذہب اسلام کی عظمت کو پہچانو　　حدیثِ کُلِّ مومن اخوۃ'' کو سمجھو نادانوں

مسلماں ہو تو تم کیوں خوں مسلماں کا بہاتے ہو
نبیؐ کا کلمہ پڑھ کر گھر مسلماں کے جلاتے ہو

بتاؤ تو سہی اسلام کا وہ کیسا عاشق ہے　　مخالف دشمنانِ دیں ہے کہ ان کے موافق ہے
ہے ناممکن مسلماں کا کوئی ہمدرد فاسق ہے　　حدیثِ اُخوۃ'' کو بھولنے والا منافق ہے

نہ جھک پائے جو فرمانِ رسولؐ حق پہ پیشانی
یقیں جانو وہ ہوتی ہے دکھاوے کی مسلمانی

مسلماں ہو تو تم سب پرچمِ حق کے تلے آؤ　　جہانِ کفر کے سر پر علیؑ کی تیغ بن جاؤ
تم اپنے بھائیوں کا اس عمل میں ہاتھ بٹواؤ　　ستم کے ہاتھ سے کشمیر کو آزاد کرواؤ

جِدال و جنگ ہی مقصود ہے تم کو تو پھر چل کر
یہودی ہاتھ سے بیت المقدس چھین لو بڑھ کر

❄

شیرِ حق دو جہانوں کا مشکل کُشا

ہے فضاؤں میں رنگِ یقیں دوستو　　آج موسم ہے کتنا حسیں دوستو
جشنِ مولودِ کعبہ میں مسرور ہیں　　اہلِ حق اہلِ دل اہلِ دیں دوستو
ہو مبارک تمہیں بخشا اللہ نے　　اپنے محبوب کا جانشیں دوستو
حقِ پیدائشی دے کے معبود نے　　اپنے گھر کا بنایا مکیں دوستو
ساتھ ہیں مرسلِ حق کے اس جشن میں　　خیر سے جبرائیلِ امیں دوستو
قبر بارہ دری کے سوا کچھ نہیں　　حبِّ حیدرؓ ہے گر دل نشیں دوستو
لب پہ مومن کے ہے نعرۂ حیدری　　دل منافق کا ہے آتشیں دوستو
دیکھو صدّیقِ اکبرؓ کا فرمان ہے　　روءِ حیدر قرآنِ مبیں دوستو
شیرِ حق دو جہانوں کا مشکل کُشا　　جز علیؑ کوئی بھی تو نہیں دوستو
اُس کی ٹھوکر پہ ہیں سب بڑی طاقتیں　　ان کے در پر ہے جس کی جبیں دوستو
فیصلہ کیجیے کُلِ غزواۃ میں　　کس کی لونڈی ہے فتحِ مبیں دوستو

جائیں گے خُلد میں لیکے نام علیؑ
ہے یہ گھائل کا پُختہ یقیں دوستو

❄

حافظ و ناصر مددگار و معین و سازگار ہادی و مشکل کشا دین دار اور طاعت گزار
نفسِ پیغمبرؐ خدا کا ہاتھ شیرِ کردگار جز علیؑ کے ہے کوئی قدرت کا ایسا شاہکار
بن گیا ہو جس کی جرأت کا فسانہ یادگار
لافتیٰ الّا علیؑ لاسیف الّا ذوالفقار

فاتحِ بیر العلم مرحب شکن خیبر شکن بت شکن اور صف شکن زُعمِ سرِ اَنتر شکن
یہ جوانی کی ہیں باتیں مہد میں اژدر شکن ہمسری کیوں کر کرے اس کی کوئی منبر شکن
جس کی ضربت پر عبادت دو جہاں کی ہو نثار
لافتیٰ الّا علیؑ لا سیف الّا ذوالفقار

عقدِ زہراؑ کے لیے تجویزِ ربِّ اکبری جل اٹھی سن کر خبر یہ آرزوءِ ہمسری
مرتضےٰ کے گھر ہوا جس دم نزولِ اختری برق اس گھر پر گری پھر اٹھ کے اُس گھر پر گری
ساکنانِ عرش نے نعرے لگائے بار بار
لافتیٰ الّا علی لاسیف الّا ذوالفقار

قضیۂ کشمیر کا حل چاہتے ہو تم اگر خون آپس کا بہانا چھوڑ دو تم پیشتر
ایک ہو جاؤ بس ایسے جیسے کہ شیر و شکر پھر بڑھو کشمیر کی جانب بنا خوف و خطر
ہے علیؑ سا شیرِ حق ہر دم تمہارا پاسدار
لافتیٰ الّا علیؑ لا سیف الّا ذوالفقار

❄

وصیِ احمدِؐ مرسل ابوتراب ہوا

سرِ غدیر جو نائب کا انتخاب ہوا — قسم خدا و پیمبرؐ کی لاجواب ہوا
عیاں وہ آج امامت کا ماہتاب ہوا — ضیاء سے جس کی زمانہ یہ فیضیاب ہوا
اِدھر عوام سے احمدؐ کا جب خطاب ہوا — اُدھر خواص کے سینوں میں اضطراب ہوا
خدا کے حکم سے تجویز سے پیمبرؐ کی — وصی احمدِؐ مرسل ابوترابؑ ہوا
نبیؐ خدا کا رُسل اور کتاب کا حامل — علیؑ نبیؐ کا وصی حاصلِ کتاب ہوا
غروب ہو کے پلٹ آیا اک اشارے پر — علیؑ کی ذات کا محکوم آفتاب ہوا
رہِ نجات کا اب غم نہیں خدا کی قسم — علیؑ سا راہنما جب کہ دستیاب ہوا
اُحد میں بدر میں خیبر میں اور خندق میں — بجز اِک علیؑ کے نہ کوئی بھی فتح یاب ہوا
وہاں وہاں یہ گئے وہ جہاں جہاں پہنچے — علیؑ سا کوئی نہ احمدؐ کا ہم رکاب ہوا
نبیؐ سے آگے تھے یہ کس طرح کہوں لیکن — دراز پردے سے دستِ ابوترابؑ ہوا
ہزار کہنے کو بَخٍّ بَخٍّ تو کہہ گئی دنیا — حسد کی آگ سے لیکن جگر کباب ہوا
یہ کیسی دوستی بیٹی سے پھیر لیں آنکھیں — نبیؐ کے بعد یہ سب کیسا انقلاب ہوا
نہ کیوں ہو عید سے بڑھ کر ہمیں غدیر کا دن — کہ آج سایہ فگن فیض کا سحاب ہوا

ہر ایک زخم سے آئی صداءِ نادِ علیؑ
لحد میں حضرتِ گھائل سے جب حساب ہوا

❄

مدحِ آلِ مصطفےٰؐ سے یہ ہوا حاصل ہمیں
مل گیا بیٹھے بٹھائے جادۂ منزل ہمین

کہہ رہی ہے یہ نگاہِ ساقیِ محفل ہمیں
لے گا ساقی ہم سے دل دینا پڑے گا دل ہمیں

ہے علیؑ مرتضےٰ کی تاج پوشی کا یہ دن
راس آئی ہے غدیرِ خُم کی یہ محفل ہمیں

شک نہیں اس میں کہ مشکل تھی بہت راہِ صراط
مل گیا لیکن علیؑ سا رہبرِ کامل ہمیں

ہم کہاں یہ نور کی محفل کہاں منبر کہاں
مدحِ حیدرؑ نے کیا ہے آج اس قابل ہمیں

دل میں اپنے فطرتاً ہے الفتِ آلِ عباؑ
کیوں نہ ہو ان کی ولا ہے اعتبارِ دل ہمیں

کر دیا حق نے مطہر اور فخرِ کائنات
اِنّما والو تمہاری یاد ہے محفل ہمیں

آگئے مشکل کشاء مشکل کشائی کے لیے
مرحلہ درپیش آیا جب کوئی مشکل ہمیں

گر طلاطم روزِ محشر بحرِ عصیاں میں ہوا
کھینچ لے گا الفتِ حیدر کا خود ساحل ہمیں

پی رہے ہیں دستِ ساقی سے مئے خُمِ غدیر
جامِ کوثر دے رہا ہے ساقیِ محفل ہمیں

تھی ستم آمیز بَخٍ بَخٍ کی صدا روزِ غدیر
آپ کی اس تہنیت کا ہے یقیں کامل ہمیں

جس میں تجویزی گئی بربادیٔ آلِ رسولؐ
خوں رلاتی ہے سقیفہ وہ تیری محفل ہمیں

یاعلیؑ مرتضےٰ روضہ پر کرلیجے طلب
سجدے کرنے ہیں بچھا کر جانمازِ دل ہمیں

یا حسینا کہہ کے جب اپنا بہائیں گے لہو
دیکھ کر وہ خُلد میں لے جائیں گے گھائل ہمیں

کریں گے کیا وہ کہ جن کا کوئی امام نہیں

درود آل پہ جس میں نہیں سلام نہیں
پھر اس نماز کا عرشِ علٰی مقام نہیں

ہر ایک دانا مطیعِ امام ہوتا ہے
ہماری کوئی بھی تسبیح بے امام نہیں

امام بارہ ہیں اپنے شفیعِ روزِ جزا
کریں گے کیا وہ کہ جن کا کوئی امام نہیں

رہِ نجات میں حیدرؑ سے رہنما کے سبب
سحر کی فکر نہیں ہم کو فکرِ شام نہیں

ذواتِ پنجتنِ پاک بحرِ جود و کرم
کہاں کہاں پہ بھلا ان کا فیضِ عام نہیں

ہے جس کو آل سے الفت اس ہی کی جنت ہے
یقیں یہ پختہ ہے اپنا خیالِ خام نہیں

کہا یہ فتح نے ناکامیوں پہ خیبر کی
کہ بجز علیؓ یہ کسی کے بھی بس کا کام نہیں

خمار جس کا نہ اترے کسی بھی ترشی سے
حلال ہوتی ہے واعظ وہ مے حرام نہیں

ذرا سی پی کے تو تُو دیکھ آج اے واعظ
جو آئے ہوش ابد تک تو میرا نام نہیں

تیری نظر کی ہے پرواز زلفِ مشکیں تک
میری نظر کے تجسّس کا یہ مقام نہیں

وہ رہ گزر تُو جسے رہ گزر سمجھتا ہے
رہِ فریب ہے جس کا کہ اختتام نہیں

ہم ان کے نام پہ مرتے تو ہیں مگر گھائل
مرے وہ جس کے لیے اس کا احترام نہیں

❋

محفلِ منقبتِ فاتحِ خیبر ہے آج فرق پر سایہ فگن رحمتِ داور ہے آج
مے کشو اوج پہ یوں اپنا مقدر ہے آج ہاں پیمبرؐ کا وصی ساقیِ کوثر ہے آج
آج کا جشن ہر اک جشن پہ یوں غالب ہے
تاج پوشیِ علیؑ ابنِ ابی طالبؑ ہے
ساقی دن عید کا ہے اہلِ ولا ہیں مسرور عنبری مے سے چھلکتے ہوئے دے ساغرِ نور
تیرے مداح کی ہے عرض یہ اب تیرے حضور ہو ہر ایک شعر میرا ساغر صہباءِ طہور
ذہن میں آج وہ مضمونِ شراب آ جائے
پیرِ صد سالہ بھی پی لے تو شباب آ جائے
بخشے اللہ نے کیا کیا ہمیں اعلیٰ ساقی ان میں اپنا ہے ہر ایک چاہنے والا ساقی
کربلا والا ہے ان سب میں نرالا ساقی پردۂ غیب میں ہے سامرا والا ساقی
سب سے پہلا ہے وہ معراج پہ جانے والا
بارھواں ساقی ہے مے خانے میں آنے والا
لاج رکھنا میری ہوں جہل بہ داماں ساقی لطف ہو تیرا تو مشکل ہو یہ آساں ساقی
آج محفل میں ہوں اس طرح ثناء خواں ساقی کہیں سب ہو کے یہ انگشت بدنداں ساقی
کرمِ ساقیِ خوش ذات اسے کہتے ہیں
چھوٹا منہ اور بڑی بات اسے کہتے ہیں
غیر کے آگے کبھی ہاتھ بڑھاتا ہی نہیں مجھ تیرے کوئی نگاہوں میں سماتا ہی نہیں
کہنے میں پیرِ مغاں کے کبھی آتا ہی نہیں مئے سہ آتشہ کو منہ سے لگاتا ہی نہیں
اُس کے بارے میں سہ حرفی لب مے نوش پہ ہے
اُس کا مے خانہ تو ساقی میری پاپوش پہ ہے
ساقی محشر میں بھی میں تیرے ہی گن گاؤں گا چھوڑ کر میں تیرے دامن کو کہاں جاؤں گا
یاں بھی تیرا ہوں وہاں بھی تیرا کہلاؤں گا اس ثناء کا تو صلہ تجھ سے وہاں پاؤں گا
فردِ عصیاں کو جو دھو دے وہ سعادت لوں گا
مدح گو تیرا ہوں انعام میں جنت لوں گا
جاذبِ تارِ نظر آج ہے میدانِ غدیر جلوہ فرماں ہیں رسولؐ دوسرا عرش سریر
ساتھ ہے آپ کے حجاج کا ایک جمِ غفیر آئی ہے آپ کو اک وحیِ خدا وندِ قدیر
غور سے دیکھ لیں یہ آج زمانے والے
جانشیں کس کو محمدؐ ہیں بنانے والے

ہم سے پوچھے کوئی کیا شے ہے مئے خُمِ غدیر　　ہے یہ ہی آیۂ اَکملتُ لکُم کی تفسیر
اس کا ساقی ہے محمدؐ کا بلا فصل وزیر　　اس کا اک گھونٹ بنا دیتا ہے بگڑی تقدیر

دُور سب نامۂ اعمال سے سختی ہو جائے
دوزخی بھی اسے پی لے تو بہشتی ہو جائے

نشہ اپنا یہی مے آٹھ پہر رکھتی ہے　　کیف آمیز ہے بوءِ گُلِ تر رکھتی ہے
دوست پر اپنے محبت کی نظر رکھتی ہے　　حق میں دشمن کے یہ سیفی کا اثر رکھتی ہے

جس کے پینے سے ملے خلد وہ جام اس کا ہے
الفتِ آلِ نبیؐ دوسرا نام اس کا ہے

صاف کہتا ہے یہ ذی الحجہ کا مہینہ ساقی　　نجفی مے کا ثواب اس میں ہے پینا ساقی
کتنا مے خانے کا دل کش ہے قرینہ ساقی　　خود چھلکتا ہے ہر ایک ساغر و مینا ساقی

آج جی بھر کے پیئے جو بھی تولاّئی ہے
مُژدہ لے کر یہ ہمیں عیدِ غدیر آئی ہے

بھول سکتے نہیں ساقی تیرے قدموں کی قسم　　ہیں تیرے عالمِ ارواح میں ممنونِ کرم
ہم نے دنیا میں تو آج آن کے رکھا ہے قدم　　ساقیا روزِ ازل سے تیرے مے نوش ہیں ہم

باخدا ہم نہیں دو تین کے پینے والے
جمع مے کش ہیں یہاں بارہ مہینے والے

بادہ کش آکے ذرا دیکھیں میری بادہ کشی　　خُم کے خُم پی گیا پھر بھی نہیں ہوتی سیری
اور دیے جاتا ہے اللہ رے عطاءِ ساقی　　ظرف کی بات ہے اس میں نہ کرے رشک کوئی

خالی مے خانے میں خُم چھوڑ دیے ہیں میں نے
ساقی نامہ میں قلم توڑ دیے ہیں میں نے

تنگیِ وقت سے واقف جو تھا قدرت کا مزاج　　ہوا ارشاد کہ اس حکم کی تعمیل ہو آج
اے نبیؐ بخش یداللہ کو اسلام کا تاج　　کی عطا ہم نے وصایت کی علی کو معراج

کارنامے وہ کیے زندۂ جاوید ہوئے
اہل تھے جب تو محمدؐ کے ولیِ عہد ہوئے

کوئی اس منصبِ اعلیٰ کا امیں بن نہ سکا ایک بھی مُہرِ نبوت کا نگیں بن نہ سکا
مسندِ احمدِ مرسلؐ کا مکیں بن نہ سکا جز علیؑ اور کوئی تخت نشیں بن نہ سکا

مدعی لاکھ برا چاہے تو کیا ہوتا ہے
وہ ہی ہوتا ہے جو منظورِ خدا ہوتا ہے

جو عطا ان کو ہوئے جاہ و حشم لے نہ سکے کرسیِ عرشِ بریں لوح و قلم لے نہ سکے
لے لیا باغِ فدک باغِ ارم لے نہ سکے بوالہوس خانۂ خالق میں جنم لے نہ سکے

ان سے برگشتہ ہیں قسمت کی یہی شومی ہے
کعبہ کہتے ہیں جسے ان کی جنم بھومی ہے

یوں تو حجاج بہت تھے سرِ میدانِ غدیر لیکن اللہ کو منظور تھی کس کی توقیر
آئی ہے کس کے لیے وحیِ خداوندِ قدیر کس کو مجمع میں بنایا ہے محمدؐ نے وزیر

پھر وصایت کو اخذ کرتے ہو تم کس کے لیے
آیا قرآں میں ہے اَکملتُ لکُم کس کے لیے

نخلِ اسلام کو پروان چڑھایا کس نے دین کا ڈنکا زمانے میں بجایا کس نے
خلق میں شمعِ وحدت کو جلایا کس نے کفر کو کلمۂ توحید پڑھایا کس نے

اپنے دامن میں شریعت کو اماں کس نے دی
کعبہ میں پہلے پہل بڑھ کے اذاں کس نے دی

مطلعِ صُحفۂ یزداں رخِ روشن ان کا فتحِ غزواۃ میں معبود ہے جوشن ان کا
یہ سمجھ لو کہ خطا پوش ہے دامن ان کا خلد میں جا نہ سکے گا کوئی دشمن ان کا

بحرِ عصیاں میں ہوئے غرق وہی بہہ بہہ کر
پھر گئے ان سے جو بَخِن لکَ بَخِن کہہ کر

جان خندق کی لڑائی میں لڑائی نہ گئی واں شجاعت کی جھلک تک بھی دکھائی نہ گئی
عمرو کی رن میں کڑی ضرب اٹھائی نہ گئی جم کے میدان میں تلوار چلائی نہ گئی

جنگجو تھے تو نہ کیوں لڑنے کو پہنچے آگے
رن سے جو بھاگا اسے مارنے پیچھے بھاگے

مرتبہ یہ کسی نااہل کو کب ملتا ہے   رب کو خوشنود جو رکھے اسے رب ملتا ہے
ساقیِ کوثر و تسنیم لقب ملتا ہے   چاہیے ظرف یہ پھر غیر طلب ملتا ہے
سہل جس بات کو تم سمجھے ہو وہ سہل نہیں
جانشیں بننا پیمبرؐ کا ہنسی کھیل نہیں

معجزے سے کسی مردے کو جلایا ہوتا   پرچمِ لشکرِ اسلام بھی پایا ہوتا
خونِ مرحب سرِ میدان بہایا ہوتا   انگلیوں پر درِ خیبر کو اٹھایا ہوتا
جھلملاتی ہوئی شمشیرِ شرر بار آتی
جانشیں جب تھے کہ جب عرش سے تلوار آتی

ہیں علیؑ حق کی رضا حق کی رضا شاہد ہے   جان دیتے تھے محمدؐ پہ وفا شاہد ہے
شبِ ہجرت میں وہ سونے کی ادا شاہد ہے   ذکرِ حیدرؑ بھی عبادت ہے خدا شاہد ہے
جاءِ تولیدِ علیؑ ہے اُسے پوجا نہ کرو
ہم تو جب جانیں کہ تم کعبہ کو سجدہ نہ کرو

❄

ہمارا عزم عزمِ بوزری ہے عمل پیہم بہ نقشِ قنبری ہے
یقیں محکم وہی سلمان والا کہ جس کی اوّلیں منزل علیؑ ہے
حسنؑ کا آج ہے جشنِ ولادت منوّر بارگاہِ حیدری ہے
ہماری قبر سے باغِ ارم تک ضیاءِ پنجتن کی روشنی ہے
جہاں سے جائیں گے جنت ملے گی بہتّر رہبروں سے دوستی ہے
اُسے حاصل ہے دولت دو جہاں کی غمِ شبیرؑ جس کی زندگی ہے
حیاتِ جاویداں دینِ خدا کو خدا شاہد ہے اس در سے ملی ہے
بغیرِ آل اور دستورِ قرآں نبیؐ کا حکم ہے یہ گمرہی ہے
نہ کیوں ہوں شاد حورانِ بہشتی علیؑ کے گھر میں یہ پہلی خوشی ہے
جہاں میں دوسری شمعِ امامت خدا کے نور سے روشن ہوئی ہے
خدا رکھّے یہ باغِ پنجتن کی معطر خُلق سے چوتھی کلی ہے
طلب سے بھی سوا ملتی ہے مجھ کو میرا ساقی سخی ابنِ سخی ہے
اُدھر واعظ کے دل پر حُور قابض اِدھر بس کربلا دل میں بسی ہے
نہاں ہو آدمیت جس میں گھائل
زمانے میں وہی بس آدمی ہے

❄

علیؑ کی طرح حسنؑ بھی تھے مُصلحِ عالم

ہزار وقت کی کوشش رہی مٹانے کی
مگر نظر ہے وہیں آج تک زمانے کی

نگاہِ قہر رہی ہم پہ ہر زمانے کی
ہم ہی پہ روئی ہے تاریخ قید خانے کی

جفائیں وقت کی بے داد قید خانے کی
سہی کڑی سے کڑی ہم نے ہر زمانے کی

ہزار اس کو چھپائے جہاں تو کیا حاصل
پیامِ صلح میں سازش تھی سَم پلانے کی

خبر کے سنتے ہی مولا حسنؑ کے آنے کی
ہوئی سقیفہ میں تجویز سَم کھلانے کی

علیؑ کی طرح حسنؑ بھی تھے مُصلحِ عالم
بتا رہی ہے یہ تاریخ ہر زمانے کی

مزاجِ برقِ جہندہ ہزار برہم ہو
یہاں بھی رحمتیں نگراں ہیں آشیانے کی

ہے ناخدا پہ ہمیں ناز بادباں پہ یقیں
ہوائیں لاکھ مخالف رہیں زمانے کی

نظر میں کچھ نہیں اپنے مقامِ تختِ شہی
ہے ٹھوکروں پہ حکومت ہر ایک زمانے کی

ہمارے نام سے لرزاں ہیں حادثوں کے جگر
ہم ہی سے کانپتی ہیں گردشیں زمانے کی

ہے وہ ہی عزمِ حسینی ہمارے سینوں میں
یزیدیت کرے جرأت نہ سر اٹھانے کی

ہر ایک دور میں بڑھ کر بقاءِ دیں کے لیے
ہم ہی نے رسم نبھائی ہے سر کٹانے کی

حضورؐ روضۂ اقدس پہ اپنے گھائل کو
نہ کیجیے گا ذرا دیر اب بلانے کی

❋

پُر آج رنگ و نور سے دامن ہے فضا کا — گلشن میں ہر ایک پھول ہے ہم رقص صبا کا
پہلی ہے خوشی آج سرِ خانۂ زہراؑ — گھر جلوہ گہہ نور بنا شیرِ خدا کا
اُس بی بی کی آغوش میں ہے کُلِ شریعت — ہم لوگ مُجَسّم ہیں اثر جس کی دعا کا
اُستاد کے فرزند کا ہے جشنِ ولادت — نعرہ لبِ جبرئیل پہ ہے صلّے علیؑ کا
وہ نامہ جو مشہور ہوا صلحِ حسنؑ کا — ضامن ہوا تا حشر وہی دیں کی بقا کا
تاحشر نہ اب ہوگا کوئی طالبِ بیعت — ایک معجزہ یہ بھی ہے شہیدانِ جفا کا
اس بات پہ محکم ہے یقیں اہلِ عزا کا — اسلام کا آئین ہے قرآن خدا کا
باہر نہیں نکلا وہ کبھی گیارہ برس میں — ایوان میں بیٹھا رہا اسلام ضیاء کا
وہ دن بھی کوئی دور نہیں جب یہ کہو گے — اسلام تو اسلام ہے بس کرب و بلا کا
شاگردوں کی فقہ کا شریعت پہ دباؤ — استاد کی فقہ سے ہے برتاؤ کِنہ کا
منبر سے جو معصوموں پہ بہتان تراشے — اس واعظِ بے علم پہ ہو قہر خدا کا
اِس دور میں ایک اہلِ یقیں نے سرِ ایران — رُخ موڑ دیا ہے بڑی منہ زور ہوا کا

ہر حال میں آنا ہے اُسے آئے گی گھاتّل
پھر کس لیے حق گوئی پہ ہو خوف قضا کا

❄

سلماں سے سیکھ طرزِ حیاتِ دوام کا

مرضیِ حق رضاءِ رسالت کی بات کر
جس سے ہوں خوش علیؑ وہ مسرت کی بات کر

زہراؑ ہوں شاد آج وہ مِدحَت کی بات کر
مولا حسنؑ کے جشنِ ولادت کی بات کر

حوروں کے لب پہ خانۂ زہراؑ میں ہے درود
رمضاں کی چودھویں ہے عبادت کی بات کر

جبرئیل کے لبوں پہ ہے دم دم علیؑ علیؑ
مولا علیؑ کی شانِ شجاعت کی بات کر

ہم کر بلائی ہیں ہمیں دنیا سے کیا غرض
ہم سے تو بس حسنؑ سے محبت کی بات کر

قرآن کیا ہے اس کو سمجھنے کے واسطے
پہلے تُو اہلِ بیتِ نبوت کی بات کر

سلماں سے سیکھ طرزِ حیاتِ دوام کا
بوزر کی طرح حق و صداقت کی بات کر

مت بات کر کسی کی خلافت کے نام پر
گھائلؔ سے بس حسنؑ کی امامت کی بات کر

❄

یوں اُدا حقِ ولاءِ پنجتن ہوتا رہے ۔۔۔ یا علیؑ کہہ کر جو مومن نعرہ زن ہوتا رہے
یا الٰہی حشر میں مدح و ثناءِ پنجتنؑ ۔۔۔ میرا تکیہ اور میرا پیرہن ہوتا رہے
سبز پتے سُرخ پھولوں کی طرح مہکا ہوا ۔۔۔ مدحِ اہلِ بیت میں رنگِ سخن ہوتا رہے
حکمِ رضواں ہے کہ ہے زہراؑ کے گھر پہلی خوشی ۔۔۔ خُلد میں بھی کیوں نہ ذکرِ پنجتن ہوتا رہے
نعرۂ صلّے علیٰ اور حیدری نعروں کے ساتھ ۔۔۔ دل مُنوّر بزم کا روشن ذہن ہوتا رہے
بوزر و سلمان کا کوثر پہ یہ اعلان ہے ۔۔۔ آج جی بھر کے پیو کہ دل مگن ہوتا رہے
بے خطر راہِ حسینیت ہے راہِ مستقیم ۔۔۔ لاکھ گرد اس کے ہجومِ راہزن ہوتا رہے
سُنّتِ محبوبِ حق حیّ علی خیر العمل ۔۔۔ اب کوئی ہوتا ہے تو سُنّت شکن ہوتا رہے
ماتمِ شبیرؑ میں مولا ہر ایک سینے کا داغ ۔۔۔ قبر کی تاریکیوں میں ضو فگن ہوتا رہے
گندگیِ طالبانِ بد عمل بے دین سے ۔۔۔ میرے مولا پاک یہ میرا وطن ہوتا رہے

ہے دُعا گھائل کی مولا جشنِ میلادِ حسنؑ
زیرِ سایہ صاحبِ عصر و زمنؑ ہوتا رہے

❄

خُلد میں بھی کیوں نہ ذکرِ پنجتنؑ ہوتا رہے

اے لا شریک وَحدہٗ اے ربِّ العلیٰ   معبود میرے میرے خُدا میرے کبریا
رحمٰن تیری ذات' مہرباں ہے تُو بڑا   یارب مجھے بھی نعمتِ حق گوئی ہو عطا
جُرات میری زباں کو بھی پروردگار دے
جو حق کی بات جا کے سردار کہہ سکے

پھر تو غلامیِ حقِ شبیرؑ ہو اَدا   حُرؑ کی طرح سے حق کہوں بے خوف' برملا
بوزر نے مشکلات میں جس طرح سے کہا   بے شک وہ اِس پہ شہر بدر کر دیا گیا
میثم کے مِثل درد کے دریا میں بہہ سکوں
حق میں بھی مُنہ پہ ظالم و جابر کے کہہ سکوں

وابستہ کربلا سے ہے جب کہ میری حیات   پھر یہ تو حق نہیں ہے کہ دن کو کہوں میں رات
اس دور کے لعین یہ بے دین و بدصفات   صیہونی سازشوں میں ملوث ہے ان کی ذات
اسلام کی قبا میں ہیں یہ مارِ آستیں
کافر ہے اِن کا کلمہ یہ ہیں کُفر کے اَمیں

ان ہی منافقیں کے بزرگوں نے یہ کیا   جس سے رسولؐ آتے تھے وہ بابِ سیدہؑ
جس در سے بھیک پاتے تھے آ کر ملائکہ   اُس در کو ظالموں نے جلا کر گرا دیا
مضروب پسلیاں ہوئیں بی بی بتولؑ کی
جاں بر نہ جس سے ہو سکی بیٹی رسولؐ کی

انکارِ بیعتِ بد عمل کے سوال پر   ان ہی لعین زادوں نے گھر سے نکال کر
کھینچا علیؑ کو رسّیاں گردن میں ڈال کر   اور آج بھی ہے ظلم محمدؐ کی آل پر
بُغضِ علیؑ میں کوششیں کرتے رہے مزید
سجدے میں تھا نبیؐ کا وصی جب گیا شہید

بعد از شہادتِ وصیِ خاتم اُلنبیؐ   مولا حَسنؑ امامِ دوئم سیّد و سخی
معصوم کُلِّ دیں کُلِ ایمان و متقی   وہ ورثہ دارِ کعبۂ معبودِ ایزدی
کی اُس سے صُلح دین و شریعت کے نام پر
لیکن دلِ لعیں تھا مُصر انتقام پر

صلحِ حسنؑ نہ ہوتی جو اس وقت باخدا   ہم دیکھتے نہ آج کہیں دینِ مُصطفٰے
ہم دیکھتے تو مسجدیں بے شک جگہ جگہ   لیکن وہ ہوتیں مسجدِ ضرّار کی طرح

اِن مسجدوں میں ہوتا بصد عزّ و احترام
معبودِ پاک کی جگہ ذکرِ امیرِ شام

صلحِ حسنؑ تھی سُنّتِ محبوبِ کبریا   صلحِ حسنؑ بھی صلح تھی مثلِ حدیبیہ
مولا نے صلح نامہ پہ تحریر یہ کیا   حق کے خلاف ہوگا نہ ہرگز معاویہ

صلحِ حسؑن تو دافعِ فتنہ فساد تھی
یہ بالقلم امامِ حسنؑ کا جہاد تھی

ظالم کی سمت سے یہ شقاوت کی بات تھی   ظاہر میں صلح دل میں عداوت کی بات تھی
اس کی بنامِ اَمن سیاست کی بات تھی   مولا حسؑن سے ترکِ خلافت کی بات تھی

مولا ہی کا یہ ترکِ خلافت کا ہے اثر
اس دن سے آج تک جو خلافت ہے دربدر

مولا حسنؑ کے گرد تھا اِک سازشوں کا جال   تھے لشکرِ حسنؑ میں بھی کثرت سے بد فعال
لالچ میں تھا یہ دولتِ دنیا کی اُن کا حال   موقع ملے تو قتل کریں وہ علیؑ کا لعل

تھے وہ منافقین زن وزر کی چاہ میں
سب بک چکے تھے حق سے بغاوت کی راہ میں

اور بعدِ صلح بھی وہ فریبی و پُر دغا   تھا جس کا قلب بُغضِ علیؑ سے بھرا ہوا
جاری رکھا یہ اس نے جفاؤں کا سلسلہ   سازش سے اُس کی زہر حسؑن کو دیا گیا

بعدِ شہادت اور ستم اُس نے یہ کیا
تابوت چھلنی تیروں سے شبرؑ کا کر دیا

تھی صُلح یہ جہادِ حُسینی کی ابتداء   یہ ہی امیرِ شام کا تھا اصل مُدّعا
ظالم نے جبر و ظلم و تشدّد کا مسودہ   اپنے ہی دورِ زیست میں تیار کر لیا

مقصد تھا اُس کا دین کا کچھ بھی ہو حال زار
اولادِ معاویہ ہو خلافت کی ورثہ دار

اُس کی ہی تربیّت کا یہ حاصل ہے سانحہ　　جو بر بناءِ دُشمنیِ دینِ حق ہوا
وہ اُس کے ظلم کی تھی مدینہ میں ابتدا　　جو بی بی سیدہؑ و علیؑ پر کیا گیا
تھا ظلم تو وہاں بھی مگریاں مزید ہے
وہ دورِ معاویہ تھا یہ دورِ یزید ہے

واں ابتداء ظلم تھی یاں اس کی انتہا　　واں ظلم سازشوں کے تحت یاں کھلا ہوا
واں روضۂ رسولؐ تھا یاں دشتِ پُر جفا　　یاں نرغۂ ستم میں ہے مظلومِ کربلا
اُس سمت نازاں کثرتِ شر پر لعین ہے
یاں سیّدہؑ کے لعل کو حق پر یقین ہے

وہ بے حیا وہ ابنِ شقی وہ سیاہ رو　　خواہاں تھا جس کا ابنِ علیؑ سے وہ کینہ خو
پوری نہ اپنی کرسکا بیعت کی آرزو　　یاں تک کہ شیر خوار کا اس نے کیا لہو
سر ناصرانِ دیں کے بدن سے جُدا کیے
اور اہلبیتِ پاک کے خیمہ جلا دیئے

سر دے کے دینِ حق کو بچایا حُسینؑ نے　　گھر راہِ حق میں اپنا لٹایا حُسینؑ نے
پیغامِ حق جہاں کو سنایا حُسینؑ نے　　باطل کو زیر کر کے دکھایا حُسینؑ نے
تھا جب کہ فوجِ شر کا سہارا یزید کو
بے تیغ کے حُسینؑ نے مارا یزید کو

یہ فیصلہ ہوا حق و باطل کی جنگ کا　　حق کا نشان بن گئی اس دن سے کربلا
[illegible] پائی ہے اسلام نے بقا　　ہے کربلا علاجِ غمِ دو جہان کا
قرآں کا جو تصورِ فتحِ مُبین ہے
یہ وہ ہی کربلا تو پناہ گاہِ دین ہے

جو اپنے دل میں رکھتے ہیں کرب و بلا کا غم　　اُن حاجیوں پہ ہوتا ہے یہ آج بھی ستم
سر سولہ حاجیوں کے ہوئے ہیں وہاں قلم　　اِس دور میں بھی ظلمِ یزیدی نہیں ہے کم
حق دشمنی پہ آج بھی اہلِ حسود ہیں
نصرت کو اِن کی ہر جگہ حاضر یہود ہیں

کہتے ہیں خود کو خادمِ حرمین بد خصال   جن کو نہیں ہے قبلۂ اوّل کا کچھ خیال
جو کر رہے ہیں عظمتِ مکّہ کو پائمال   کرتے ہیں شہرِ امن مسلماں کے خوں سے لال
چیونٹی کو مار دینا بھی جس جا حرام ہے
ہر گام کلمہ گو کا وہاں قتل عام ہے

اے اہلِ حق جو حق ہے اُس ہی کو ادا کرو   جملے نہ اپنی سمت سے ایسے دیا کرو
بہتاں تراشیوں سے خدارا بچا کرو   تشہیر یوں نہ بنتِ علیؑ کی ردا کرو
اس طرح کرکے چادرِ زینبؑ کا تذکرہ
للکاریئے نہ غیرتِ عباسؑ باوفا

تابوت یہ علم یہ ضریح اور یہ تعزیہ   یہ مجلسیں جلوس یہ ماتم شبِ عزا
اور ذوالجناح کی یہ شبیہہِ مقدسہ   اور آبِ سرد کی یہ سبیلیں ہیں جا بجا
یہ سب ہیں کربلا کے شہیدوں کی یادگار
گھائل ہم ان شہیدوں کے غم میں ہیں سوگوار

حسینؑ دینِ محمدؐ کی دینیات کا نام

حسینؑ نیرِّ تقدیرِ کائنات کا نام　　حسینؑ سجدۂ معبود کی حیات کا نام
حسینؑ دینِ محمدؐ کی دینیات کا نام　　حسینؑ آیۂ قرآن کی صفات کا نام
حسینؑ نام ہے محشر کے دن شفاعت کا
حسینؑ نام سے اونچا ہے سر عبادت کا

حسینؑ نام ہے ایثار کا شجاعت کا　　حسینؑ نام ہے صبر و رضا صداقت کا
حسینؑ نام یقین و عمل کی عظمت کا　　حسینؑ نام ہے حق کے لیے حمایت کا
حسینؑ عظمتِ توحید کی تنویر کا نام
حسینؑ ختمِ نبوّت کی ہے تفسیر کا نام

حسینؑ عزم کا منہ بولتا کردار بھی ہے　　حسینؑ حق کے لیے برسرِ پیکار بھی ہے
حسینؑ حق بھی ہے حق گو بھی ہے حق دار بھی ہے　　حسینؑ بیعتِ فاسق کا ایک انکار بھی ہے
حسینؑ کون محمدؐ کے گھر کا چشم و چراغ
کہ جس کے ذکر سے روشن ہیں اہلِ حق کے دماغ

غمِ حسینؑ غمِ دو جہان کی ہے دوا　　وہ خوش نصیب ہے جس کو غمِ حسینؑ ملا
یہ غم حسینؑ کا ہے سنّتِ رسولِ خدا　　غمِ حسینؑ اندھیروں میں بخشتا ہے ضیاء
سیاہ بختیِ حُرؑ کو وہ روشنی بخشی
کہ جس نے حُرؑ کو ابد تک کی زندگی بخشی

❋

حسینؑ ابنِ علیؑ نے ذہنِ انساں کو جلا بخشی — دیا درسِ اُخوّت اِس طرح حُرؑ کی خطا بخشی
حق و باطل کے سمجھانے کی خاطر رہتی دنیا تک — جہانِ آدمیت کے لیے اِک کربلا بخشی
عمل سے اپنے روشن کر دیا اسلام کا چہرہ — ابد تک کے لیے دینِ محمدؐ کو بقا بخشی
اندھیرے چھا رہے تھے ہر طرف دورِ ذلالت کے — حسینؑ ابنِ علیؑ نے اُن اندھیروں میں ضیاء بخشی
سرِ میدان چھینا وقت کے ناپاک ہاتھوں سے — شریعت تھی لبِ دم اس کو جینے کی ادا بخشی
بنامِ حق جو ایک انساں کا حق بنتا ہے دُنیا میں — سِکھایا اُس نے وہ جینا وہ مرنے کی ادا بخشی
نقابِ اُس نے پکڑ کر کھینچ لی ظالم کے چہرے سے — یزیدِ بدصفت کو اُس نے مرگِ بے حیا بخشی
حسینیت نے ہر اک دور اور ہر وقت کے منہ پر — زبانِ آدمی کو جراٴتِ صدق و صفا بخشی
اُدھر ظالم کی مٹی کو ابد تک خوار کر ڈالا — اِدھر مظلوم کی خاکِ کفِ پا میں شفا بخشی
حسینیت نے منہ کالا کیا تہران میں اس کا — بڑے شیطان کو لبنان میں ذلتِ سوا بخشی
مسلماں کر رہا ہے آج کس تحریک کی باتیں — حسینیت نے بنیادِ نظامِ مصطفیٰؐ بخشی
کمالِ عبدیت معبود نے جب عبد کا دیکھا — تو پھر معبود نے اس عبد کو اپنی رضا بخشی
تحفظ دخترِ اسلام کے پردے کا لاحق تھا — جنابِ حضرتِ زینبؑ نے یوں اپنی رِدا بخشی

غمِ دنیا کا اُس دل پر اثر ہو کس لیے گھائل
جسے شبیرؑ نے ایک اپنے غم والی دوا بخشی

❄

مبارک ہو امامِ دو جہاں بن کر حسینؑ آیا

مبارک اہلِ حق تم کو کہ حق کا پاسباں آیا   علیؑ کا نورِ عین اور سیّدہ زہراؑ کی جاں آیا
بناءِ لاالٰہ آیا یہ وجہ کُن فکاں آیا   ابد تک کے لیے مومن کے دل کا حکمراں آیا

محمدؐ مصطفے صلّے علیٰ کے دل کا چین آیا
مبارک ہو امامِ دو جہاں بن کر حسینؑ آیا

مناؤ جشنِ میلادِ حسینؑ ابنِ علیؑ آؤ   یہاں آئے تو پاؤ گے سرِ محشر خوشی آؤ
ہیں شامل آج اس محفل میں اللہ و نبیؐ آؤ   یہاں سے آکے لے جاؤ نجاتِ دائمی آؤ

سخی ابنِ سخی ہے اِس سے جو چاہو مدد لے لو
بزرگوں کا کہا مانو غلامی کی سند لے لو

حسینؑ ابنِ علیؑ نے دے کے سر حق کی رضا لی ہے   جہاں میں حق کی خاطر اپنے سر پر ہر بلا لی ہے
بہتّر سر دیئے ایک دِن میں جب اِک کربلا لی ہے   لُٹا کر اپنا گھر اسلام کی عزّت بچالی ہے

قیامِ دو جہاں تو ہے نبیؐ کی آل کا صدقہ
مگر اسلام ہے بس فاطمہؑ کے لعل کا صدقہ

یہاں جو آگیا اِس نے اُسے ہر شے سِوا بخشی   نوازا بال و پر سے اس نے فطرُس کی خطا بخشی
خدا کی معرفت بخشی محمدؐ کی وِلا بخشی   جنابِ سیّدہ زہراؑ کی اِس نے یہ دُعا بخشی

الٰہی جو میرے بیٹے کے غم میں آکے شامل ہو
خوشی دنیا و دیں کی میرے مالک اس کو حاصل ہو

لباس اس کے لیے فردوس سے رضوان لائے ہیں   بحکمِ رب اِسے جبرئیل نے جھولے جھلائے ہیں
بیاں کیا کیجیے اُن کا شرف جو اس نے پائے ہیں   خدا نے اس کی خاطر طول سجدے میں کرائے ہیں

خدا نے اس کے رُتبہ کو بلند اس طرح فرمایا
چڑھا کر دوشِ احمدؐ پر زمانے بھر کو دکھلایا

اِسے پہچان لو یہ راکبِ دوشِ پیمبرؐ ہے   اسی کے ہاتھ میں دینِ محمدؐ کا مقدّر ہے
مسلمانوں یہ بچّہ ہی نجاتِ روزِ محشر ہے   حسینؑ ابنِ علیؑ کی شکل میں مرضیِ داور ہے

اس ہی باعث محمدؐ نے اسے نازوں سے پالا ہے
اس ہی کے دم سے گھائل دینِ حق کا بول بالا ہے

❄

بہاروں نے کمر باندھی ہے گلشن کے سجانے میں نسیمِ صبح ہے مصروف رنگیں گل کھلانے میں
صدا ہے صاف بالکل صاف قُمری کے ترانے میں حسینؑ ابنِ علیؑ کی آج آمد ہے زمانے میں
ہے مجمع حور و غلماں کا علیؑ کے آستانے میں ولادت کی مسرّت ہے پیمبرؐ کے گھرانے میں
ملائک ساتھ ہیں سب ہاتھ قنبر کا بٹانے میں مگن ہیں بوزر و سلماں گلے ملنے ملانے میں
وہ آیا تیسرا نایاب گوہر منتقل ہوکر مشیّت کے خزانے سے امامت کے خزانے میں
وہی انداز ہیں حیدرؑ کے بالکل آج سب وہ ہی جو تھے تیرا رجب پر مصطفٰیؐ کے مسکرانے میں
سقیفہ جن کے پھل ڈھلتے تھے تیرے کارخانے میں انہی تیروں کا ترکش تھا یزیدیت کے شانے میں
وحی کے دل سے قائل تھے تو پھر ہزیان کیا معنی کیا کُچھ دوستوں نے حکمِ رب ضم اس بہانے میں
نہ پیغمبر سہی کچھ دوستی کی لاج رکھ لیتے بڑی شے ہوتی ہے یارو جہاں داری زمانے میں
ہمارے خون سے ہر عہد میں کھیلی گئی ہولی کفن باندھے ہوئے سر سے رہے ہم ہر زمانے میں
محض ایک حُبِّ حیدرؑ کے سبب حکمِ جلا وطنی حکومت کا یہی مقصد تھا بوزر کو ستانے میں
جو کل تک وقت کے ہمراہ دل جوئی میں شامل تھے وہی سب ہاتھ ہیں بنتِ نبیؐ کا گھر جلانے میں
تھا مقصد اپنی مظلومی سے کل کا فائدہ کرنا وگرنہ آل یوں مر جائے گھٹ کر قید خانے میں
وہ سِن اور تشنہ لب پھر تیر کھا کر مسکرا دینا عجب کردارِ اصغرؑ ہے شجاعت کے فسانے میں

حرم میں سجدے کرنے ہیں بچھا کر جانمازِ دل
نہ کیجئے دیر اب گھائل کو روضہ پر بلانے میں

❄

تیغوں میں کیے سجدے نیزوں پہ تلاوت کی

میدانِ وغا میں یوں کس کس نے عبادت کی — تیغوں میں کیے سجدے نیزوں پہ تلاوت کی
یہ حُسنِ ضیاء باری خورشیدِ امامت کی — سر تا پا تجلّی ہے انوارِ رسالت کی
اُس دورِ یزیدی کی ظلمت کو مٹا ڈالا — وہ روشنی پھیلی ہے اِس شمعِ امامت کی
صلواۃ کے نعرے ہوں اولادِ محمدؐ پر — یہ جشنِ مسّرت ہے محفل ہے ولادت کی
کوثر کے چھلکنے کی پھر آئی ہیں آوازیں — پھر ساقیِ کوثر نے رندوں کی ضیافت کی
پھر گھر سے محمدؐ کے وہ نور ہوا طالع — جس نور سے روشن ہے ہر راہ ہدایت کی
دنیا میں حسینؑ آئے لی دین نے انگڑائی — اب فکر نہیں دیں کو کچھ اپنی حفاظت کی
کی آسیہ گردانی جھولے بھی جھلائے ہیں — اس گھر کی ملائک نے ہر طرح سے خدمت کی
خود فاقے کیے پیہم سائل کو دیا کھانا — ہے دہر کے سورے میں تعریف سخاوت کی
احسان بشر پر ہی موقوف نہیں ان کے — زعفر کو شرف بخشا فِطرُس پہ عنایت کی
وہ سجدۂ طولانی کہتا ہے رسالت کا — افضل ہے عبادت سے توقیر امامت کی

روضہ پہ بُلا لیجے صدقہ سے بہترؑ کے
توفیق عطا کیجے گھائل کو زیارت کی

❄

گود میں زہراؑ کی خنداں آج وہ گلفام ہے   مٹھیوں میں بند جس کی قسمتِ اسلام ہے
یہ حسینیت کا ہر انسان کو پیغام ہے   موت عزّت کی حیاتِ جاویداں کا نام ہے
لافتیٰ اِلاّ علیؑ عالم میں طشت ازبام ہے   نعرۂ یاحیدری ہی فتح کا پیغام ہے
یامحمدؐ یاعلیؑ مولا حسنؑ اور یاحسینؑ   آج ہر قومی ترانے میں انہی کا نام ہے
عکسِ تیغِ حیدری تھا آسماں پر جلوہ گر   جنگِ سنہ ۶۵ء میں شاہد چرخِ نیلی فام ہے
محوِ حیرت کیوں ہے کریا پہ کے بیٹے ہم سے پوچھ   یہ علیؑ کا یاحسینؑ ابنِ علیؑ کا کام ہے
جذبہ و شوقِ شہادت جن کی مٹی کا خمیر   اُن سے ٹکرانے کا ایک دن موت ہی انجام ہے
ہے حسینؑ ابنِ علیؑ قدرت کا ایسا شاہکار   ایک رُخ قرآن جس کا دوسرا اسلام ہے
جس جگہ ذکرِ حسینی ہے وہاں صبحِ اُمید   جس جگہ پر یہ نہیں واں حسرتوں کی شام ہے

ہر لحہ اب لب پہ گھائل کے برائے طالبان
بدُعاءِ مرگ ہے اور لعن ہے دشنام ہے

❄

مدح محشر تک کرے گی کربلا عباسؑ کی

ہے وفا ضرب المثل نامِ خدا عباسؑ کی — مدح محشر تک کرے گی کربلا عباسؑ کی
ہے شجاعت کے لبوں پر اور رہے گی حشر تک — روز و شب شام و سحر مدح و ثنا عباسؑ کی
ہے شجاعت کا زمانے میں جہاں پر خاتمہ — ہے شجاعت کی وہاں سے ابتدا عباسؑ کی
کلمۂ عباسؑ پڑھتی ہے شجاعت رات دن — ہے وفا کے لب پہ تسبیحِ وفا عباسؑ کی
ایک ایک غازی کو لاکھوں سے لڑایا پیاس میں — لکھ گئی تاریخ تعلیمِ وَغا عباسؑ کی
خیر سے یہ ورثہ دارِ حیدر کرّار ہیں — ہے شجاعت تو فقط اک خاکِ پا عباسؑ کی
روزِ اول سے ہیں اقلیمِ ادب کے تاجدار — ہے ازل ہی سے کنیزی میں وفا عباسؑ کی
ہے جہان جاہ و جلالِ ابنِ شیر ذوالجلال — عکس صبر و ضبط بھی ہے کربلا عباسؑ کی
سیرت و اطوار میں کردار میں مثلِ علیؑ — تھی ابو طالبؑ کی سی نشوونما عباسؑ کی
بولنا سیکھا تو اپنے بھائی کو آقا کہا — تھی اداءِ حق میں یہ پہلی ادا عباسؑ کی
ہے شجاعانِ زمانہ کے دلوں میں آج تک — عظمت و توقیر اور عزت سوا عباسؑ کی
چرخِ نیلی فام نے ایسی نہ دیکھی نہ سنی — جس طرح سے حق کی خاطر تھی وَغا عباسؑ کی
بھاگی فوجِ اشقیا دریا کنارا چھوڑ کر — جب رجز کی گونجی میداں میں صدا عباسؑ کی
کربلا میں جنگ کا گر اِذن دے دیتے حسینؑ — ذات تھی لاکھوں پہ بھاری باخدا عباسؑ کی
حشر تک لہرائے گا ہر گام بے خوف و خطر — پرچمِ اسلام پر ہے یہ عطا عباسؑ کی
گود پھیلا کر دعا دیتی ہیں اس کو سیدہؑ — جو بغیرِ زر کرے مدح و ثناء عباسؑ کی

پرچمِ عباسؑ ہوگا حشر میں سایہ فگن
جب وہاں گھائل لگائے گا صدا عباسؑ کی

❋

تکمیلِ کائنات کا عنوان لیے ہوئے — آئی ہے آج نیمۂ شعباں لیے ہوئے
شعباں کی چودھویں کا مکمل یہ ماہتاب — چمکا فلک پہ حُجتِ یزداں لیے ہوئے
آیا ہے نورِ وحدہٗ انساں کی شکل میں — انسانیت کے درد کا درماں لیے ہوئے
طوفانِ سیکڑوں سرِ مژگاں لیے ہوئے — بیٹھے ہیں ان کی دید کا ارماں لیے ہوئے
جس کی مہک رہے گی ابد تک جہان میں — نرجس ہیں آج وہ گُلِ ریحاں لیے ہوئے
مولا ظہور کیجئے کہ اب وقت آ گیا — ایٹم کا زُعم سر میں ہے شیطاں لیے ہوئے
ہم ہی نہیں حضورؑ کا وہ بھی ہے منتظر — خوں حاجیوں کا کعبۂ یزداں لیے ہوئے
مولا بنامِ بُغض مسلمان آج کل — دل میں ہے عزمِ خونِ مسلماں لیے ہوئے
آئینِ دینِ حق کے گلستاں کی آڑ میں — پیرِ مغاں ہیں خارِ مغیلاں لیے ہوئے
اسلام کے نظام کی واعظ کو فکر کیا — اسلام آباد کا ہے وہ ارماں لیے ہوئے
مشرک نے اس کے عِلم سے تسخیرِ چاند کی — ملاّ کھڑا ہی رہ گیا قرآں لیے ہوئے
حق بات کہہ گزرتا ہے وہ ہر مقام پر — جو ہے یقینِ بوزر و سلماں لیے ہوئے
حق گو ہر ایک وقت میں ہر دور میں رہا — دار و رسن کو نزدِ رگِ جاں لیے ہوئے
واعظ وہ دن بھی دور نہیں جب وہ آئیں گے — سائے میں ذوالفقار کے قرآں لیے ہوئے

گھائل تمہارا مژدۂ جنت بصد خلوص
کب سے کھڑے ہیں حضرتِ رضواں لیے ہوئے

❄

عباسؑ کا ہو نصب علم ماہتاب میں

شام و سحر گزرتے ہیں اب اضطراب میں
کب تک جمال پاک رہے گا حجاب میں

دورِ خلا ہے مولاؑ بس اب انتظار کیا
عباسؑ کا ہو نصب علم ماہتاب میں

تاروں میں ہم سجائیں عزا خانۂ حسینؑ
مجلس ہو مشتری میں کبھی ہو شہاب میں

یہ آتشیں زمانہ ہے دل بے قرار ہے
مولا ظہور کیجئے اس انقلاب میں

ارمانِ دید نیمۂ شعباں کی بزم میں
ہم لے کے آئے ہیں دلِ حسرت مآب میں

تکمیلِ قصرِ مذہبِ اسلام ہو گئی
یہ آخری ہے بُرج امامت کے باب میں

بس صدقِ دل سے لیجئے ایک جام آیئے
پھر دیکھئے کہ کیا ہے مزا اس شراب میں

حیدرؑ کے سلسلہ میں خدارا نہ بحث کر
واعظ نبیؐ کا ہاتھ ہے اس انتخاب میں

حُبِّ حُسینؑ نسخۂ اکسیر بن گئی
ڈھلنے لگی حبیب کی پیری شباب میں

عاشور کو شرع میں تجارت حرام ہے
واعظ مگر ہے محو حساب و کتاب میں

سنتے ہی حق کی بات وہ ناراض ہو گئے
اپنوں کو میں نے دیکھا یہاں پیچ و تاب میں

مولا نے جب عریضۂ گھائل پہ کی نظر
بس مسکرا کے لکھ دیا جنت جواب میں

❄

فیضِ ساقی آج اس صورت سے میخانے میں ہے
جتنی پی لیتا ہوں پھر اتنی ہی پیمانے میں ہے

اَللہ اَللہ یہ کرم ساقی کا یہ دریا دلی
چودہ میخانوں کی لذّت ایک پیمانے میں ہے

ایک ایک میکش کے چہرے پر ہے ساقی کی نظر
جس کا جتنا ظرف ہے اتنی ہی پیمانے میں ہے

بے قراری خواہشوں کی ہے عیاں کچھ اس طرح
ایک دل شیشہ میں میرا ایک پیمانے میں ہے

عکس ہے ساغر میں ساقی کی نشیلی آنکھ کا
یہ مدارت آج ساقی تیرے میخانہ میں ہے

جشنِ میلادِ امامِ عصرؑ ہے آج اس لیے
عید ہر مومن کے دل کے آئینہ خانے میں ہے

نرجسِ خاتون کا گھر ہے کہ فردوسِ بریں
مجمع حورانِ بہشتی کا زچہ خانے میں ہے

تا ابد قائم ہے جس کی کہ امامت وہ امام
مرضیِ معبود سے غیبت کے کاشانے میں ہے

کوئی رویا اور کوئی سویا ہے چادر تان کر
قرب و دوری کا یہ منظر ایک افسانے میں ہے

ارضِ پاکستان میں خوں اور بارودی مہک
طالبانِ وقت کے ہر ایک دستانے میں ہے

یہ یہودیت کے حامی ہیں اُسامہ کے غلام
ان کا مقصد مسجدوں کو خوں سے نہلانے میں ہے

یہ قیامت ہی تو ہے مولا کہ مسجد کا امام
آج کل مصروف جعلی نوٹ بھنوانے میں ہے

بخش دیجے اب شرف آقا ہمیں دیدار کا
آرزو گھائل کی مولا دل کے ویرانے میں

❄

نرجس کو مبارک ہو یہ صُحفہِ ربّانی

ہے پردۂ غیبت میں جلوؤں کی فراوانی　　اُٹھ جائے نقابِ رُخ اے رحمتِ یزدانی
ہے ابر کے دامن میں وہ ہی مے عرفانی　　مچلا میرے پہلو میں پھر جذبۂ رندانی
پھر آئی گھٹا تل کر پھر پڑنے لگا پانی　　ہے جس کے سبب مشکل توبہ کی نگہبانی
بر آئی مرادِ دل مے نوشوں کی من مانی　　رندوں کو پلا ساقی بے نتھری بنا چھانی
اس مے کی اگر دیکھے میخانے میں طغیانی　　شرمائے گھٹا ایسے پڑ جائے گھڑوں پانی
وہ طیّب و طاہر مے پھر آج پلا ساقی　　جو سیدہ بی بیؑ نے تطہیر میں ہو چھانی
اربابِ چمن خوش ہیں پڑھتے ہیں باالحانی　　گہہ صلِّ علیٰ مل کر گہہ آیتِ قرآنی
شاخوں پہ گلِ تر ہیں یا رحل پہ قرآں ہیں　　ہے کس کے تصدق میں یہ شانِ گلستانی
جس جا پہ کوئی غنچہ چٹکا ہے مسرت سے　　اس شاخ پہ کی جا کر بلبل نے غزل خوانی
پانی سے شجر نکھرے گلشن میں گہر بکھرے　　ہے صحنِ گلستاں پر شبنم کی مہربانی
نرجس کو مبارک ہو یہ صُحفہِ ربّانی　　آغوش میں کھنچ آئی گل! رحمتِ سبحانی
اے سامرا وہ بخشا اَللہ نے شرف تجھ کو　　آتے ہیں زیارت کو تحتانی و فوقانی
میں واسطہ دیتا ہوں اس طفلِ حُسینی کا　　اُمت نے پلایا ہے ناوک سے جسے پانی
مقبول عریضہ ہوں اس کے ہی تصدّق سے　　دریا میں جو چھوڑے ہیں با جذبۂ ایمانی

اے قبلۂ عالم ہو مقبول میرا مجرا
فردوس کا مژدہ ہو گھائل کی ثناء خوانی

❄

جب تصور کیا مہمان چلے آتے ہیں — اُن پہ سو جان سے قربان چلے آتے ہیں
اشک پیہم سرِ مژگان چلے آتے ہیں — کیسے طوفانوں پہ طوفان چلے آتے ہیں
ایک کے بعد میں اک سیدۂ تیرے گھر میں — سب کے سب بولتے قرآن چلتے آتے ہیں
آج تک مسجد و محراب پہ اور منبر پر — کربلا والوں کے احسان چلے آتے ہیں
مدح کے وقت میری سوچ کو روشن کرنے — بوزر و قنبر و سلمان چلے آتے ہیں
یا علیؑ جب بھی کہا میں نے تو نصرت کے لیے — پیشتر شاہِ خراسان چلے آتے ہیں
مُنہ کی ہوتی ہے جو کھانی بڑے شیطانوں کو — سر اُٹھائے سرِ تہران چلے آتے ہیں
حفظ کرتے ہیں جو قرآں کو معنی کے بغیر — کھو کہ بینائی وہ انسان چلے آتے ہیں
جب طلب کرتا ہے پیغمبرِ حق ان سے کبھی — چھوڑ کر لوگ قلم دان چلے آتے ہیں
یا علیؑ کہیے تو پھر دوش پہ ساحل کو لیے — سر جھکائے ہوئے طوفان چلے آتے ہیں

مژدۂ خُلد بریں دینے تجھے اے گھائل
دیکھ وہ سامنے رضوان چلے آتے ہیں

❄

ہمیں تو خُلد مل جاتی ہے خاکِ پاءِ قنبر سے

اندھیرے دور ہو جائیں زمانے کے مقدر سے
اُلٹ دیجے نقاب اب میرے مولا روئے انور سے

مُعطر ہو گیا اب گلشنِ عالم قیامت تک
جنابِ نرجسِ خاتون کے اس غنچۂ تر سے

جدھر سے جائیں گے ہم خیر سے کوثر پہ پہنچیں گے
صراطِ پانچ سے بارہ سے چودہ سے بہتر سے

بیاں ہو کیا علیؑ کی عظمتِ خاکِ کفِ پا کا
ہمیں تو خُلد مل جاتی ہے خاکِ پاءِ قنبر سے

زمانہ دیکھ لے معراجِ ایمانِ ابو طالبؑ
یہ شکلِ مصطفےٰ ہے متصّل خلاّقِ اکبر سے

فرشتوں نے بھی آ کر روٹیوں کی بھیگ مانگی ہے
جنابِ سیّدہؑ بنتِ رسولؐ اللہ کے در سے

نہ دارا سے کیا تعبیر نہ بختِ سکندر سے
سنوارا ہے مقدر میں نے خاکِ پاءِ بوزر سے

یہ مانا جہل بہ داماں ہوں لیکن فخر ہے مجھ کو
میں جو چاہوں وہ مل جاتا ہے مجھ کو علم کے در سے

رقم ہے پرچمِ قومی پہ جن کے کلمۂ طیّب
غرض اسلام سے اُن کو ہے نہ اللہ کے گھر سے

مُنافقت کی منزل اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگی
مسلماں بھیک مانگے زندگی کی دستِ اَبتر سے

وہاں نعرے ہیں اب اہلاً و سہلاً مرحبا یا بُش
زمیں جو گونجتی تھی نعرۂ اللہ اکبر سے

یہودی سمت سے اُمڈے ہوئے بارود کے بادل
سعودیت کے ایماں پر سرِ کرب و بلا برسے

اُن ہی کی نسل ہے امداد کی طالب یہودی سے
جو بھاگے تھے علم کو چھوڑ کر خندق سے خیبر سے

سمجھ لینا رفیق اپنا یہودی اور نصاریٰ کو
بغاوت ہے مسلماں کی یہ قرآنِ مُطہّر سے

اسی شیطاں کے تینوں نام ہیں صدام و بُش مِتراں
مسلماں مارتے ہیں حج پہ جس شیطاں کو پتھر سے

سمجھ لیں اس کو یہ شیطان ہے وہ ہی بڑی طاقت
کہ جو مروا چکا نمرود کو صرف ایک مچھر سے

میرے آقا قیامت یہ بھی کیا کم ہے قیامت سے
تجارت خونِ اہلبیت کی ہوتی ہے منبر سے

نبیؐ کے شہر کی امن و اماں والی زمیں گھائل
نہیں محفوظ عہدِ فہد میں شیطان کے شر سے

❄

بادہ کشوں میں آج مسرت کی رات ہے   وجہ سکونِ قلب کی راحت کی رات ہے
واجب ہے احترام یہ عظمت کی رات ہے   صلّے علیٰ ولادتِ حُجّت کی رات ہے
شعبان کی چودھویں کا جو ماہِ کمال ہے
اُس چاند کو زوال ہے یہ لازوال ہے
یہ رات وہ ہے جس میں عبادت ہے کامیاب   یہ رات وہ ہے جس میں دعائیں ہیں مستجاب
یہ رات اہلِ حق پہ ہے رحمت کا ایک سحاب   خیرہ ہے جس کے سامنے تنویرِ ماہتاب
اس کی ضیاء کو رشکِ روئے بدر کہتے ہیں
یہ رات وہ ہے جس کو شبِ قدر کہتے ہیں
یہ رات انتہائے فضیلت کی رات ہے   معبود سے حصولِ سعادت کی رات ہے
بخشش کی مغفرت کی شفاعت کی رات ہے   یعنی کے معصیت سے برأت کی رات ہے
پوشیدہ رحمتوں کا خزانہ اسی میں ہے
پیدائشِ امامِ زمانہؑ اسی میں ہے
موجود ہے جو پردۂ غیبت میں وہ امامؑ   جس کا ظہور ہوگا قیامت میں وہ امامؑ
معصومیت ہے جس کی وراثت میں وہ امامؑ   گزری ہیں جس کی پشتیں امامت میں وہ امامؑ
اَللہ کی سب اِن پہ کرامت تمام ہے
معصومیت ہے ختم امامت تمام ہے
نورِ امامِ عصرؑ ہے بے شک حجاب میں   لیکن ہے اِن کے نور کی ضوآفتاب میں
ہیں وصف سب علیؑ ولی کے جنابؑ میں   ملتی ہے ان کی شکل رسالت مآب میں
اسلاف کے جو تھے وہ طریقے ہیں آپ کے
بیٹا وہ ہے قدم بقدم ہو جو باپ کے
خوش رُو پسر کو دیکھ کے مسرور ہیں امامؑ   ہے درپہ تہنیت کو فرشتوں کا اژدھام
حوروں سے ہے بھرا ہوا بیت الشرف تمام   کرتی ہیں سب یہ نرجسِ خاتون سے کلام
جانیں ہماری صدقہ ہوں اس ماہ جبین پر
چاند آسمان سے اتر آیا زمین پر

تعریفیں ہیں تمام خُداءِ غفور کو   آنکھوں سے آج دیکھ لیا برقِ طُور کو
خالق نے آپ خلق کیا اپنے نور کو   پیدائش پسر ہو مبارک حضور کو
اس غنچہ لب کی دید سے دل باغ باغ ہے
یہ لعل آپ کا گہر شب چراغ ہے

جن کے سبب ہے آج چراغاں یہی تو ہیں   فخرِ مسیحؑ عیسیٰؑ دوراں یہی تو ہیں
گویا زبانِ خالقِ یزداں یہی تو ہیں   یعنی کہ بولتے ہوئے قرآں یہی تو ہیں
ان ہی کو اختیارِ سفید و سیاہ ہیں
سر تاجِ خلق خسروِ گیتی پناہ ہیں

آئیں گے انقلاب کا طوفاں لیے ہوئے   جذباتِ انتقامِ شہیداں لیے ہوئے
رُخ پر جلالتِ شہہِ مرداں لیے ہوئے   سایہ میں ذوالفقار کے قرآں لیے ہوئے
برحق ہیں کفر دے گا گواہی حضور کی
ہوگی تمام خلق پہ شاہی حضور کی

کچھ کور چشم کہتے ہیں ہم سے کہاں ہیں وہ   اپنا ہے یہ جواب کہ ہر جا عیاں ہیں وہ
چھائے ہوئے زمیں پہ تہہِ آسماں ہیں وہ   لیکن خدا کے حکم سے جب تک نہاں ہیں وہ
ہم کیوں کہیں زمیں پہ ہیں یا وہ فضا میں ہیں
ہاں یہ یقین ہے کہ وہ علمِ خدا میں ہیں

کونین کے امیر دو عالم کے تاجدار   دنیا کو اُن کی ذاتِ مقدّس سے ہے قرار
اسلام اُن کے فیضِ قدم سے ہے اُستوار   اے جلِّ شانہ' یہ امامت کا اقتدار
عیسیٰؑ بھی منتظر ہیں فلک پر ظہور کے
آکر نماز پیچھے پڑھیں گے حضور کے

مولائے دو جہان حسن عسکریؑ کے لعل   مہدیِؑ دین حضرتِ نرجس کے نونہال
قائم ہیں اب بحکمِ خداوندِ ذوالجلال   شاہی ہے حشر تک کے لیے جن کی لازوال
ثابت یہ امرِ حق ہے خدا کے کلام سے
خالی زمانہ رہ نہیں سکتا امام سے

جس دم ہوا ظہور امامِ فلک جناب خونی لباس پہنے گا دنیا میں انقلاب
بہرِ جہاد سارے محب ہوں گے ہم رکاب غیض و غضب میں ہوگا امامت کا آفتاب
سمجھے ہو سہل قتل شہ مشرقین کا
اُس دن قصاص لینا ہے خونِ حُسینؑ کا

ہے آرزو کہ زیست میں اذنِ وغا ملے دیکھیں منافقین کے پھر ہم بھی حوصلے
قائل جب ہوں گے کفر کی آغوش کے پلے جب ہوگا ذوالفقار کا پانی گلے گلے
آلودہ خوں سے پائیں گے جب غرب و شرق کو
اس روز سمجھیں گے حق و باطل کے فرق کو

مولا خُداءِ پاک کی عظمت کا واسطہ ختمیؐ مرتبت کی رسالت کا واسطہ
مخدومۂ بہشت کی عصمت کا واسطہ آئمہ ہُدا کی شہادت کا واسطہ
غمگین مومنین ہیں مسرور کیجیے
لکھا ہے جو عریضوں میں منظور کیجیے

حق بات پہ زندہ رہتے ہیں حق بات پہ وہ مر جاتے ہیں

دنیا میں جو ایماں والے ہیں دیں والے ہیں قرآں والے ہیں
مختار کی راہیں جن کی ہیں جو بوذر و سلماں والے ہیں
خود اپنے عمل سے دنیا کو حق بات ہے کیا سمجھاتے ہیں
اسلام کی خاطر باطل سے ہر دور میں وہ ٹکراتے ہیں
حق بات پہ زندہ رہتے ہیں حق بات پہ وہ مر جاتے ہیں

ہیں ایک حُسینی کے دشمن اس وقت یزیدانِ عالم
اور اس پہ یزیدی ٹولے کو شیطان کی نصرت ہے پیہم
لیکن وہ حُسینی مردِ جری ہے قوتِ حق پر جس کا یقیں
یلغار ہے اس پر باطل کی تنہا ہے مگر دبتا ہی نہیں
جب اس کو ضرورت ہوتی ہے نصرت کو علیؑ آ جاتے ہیں

ہیں دشمنِ دینِ حق دونوں وہ پہلے تھا یہ بعد میں ہے
اب اہلِ جہاں خود ہی سمجھیں کیا فرق یزید و فہد میں ہے
وہ حاکمِ بے دیں ملکِ عرب تھا قاتلِ قرآن و کعبہ
یہ خادمِ ریگن شر کا سبب ہے قاتلِ حجاجِ مکّہ
پھر اس کو منافق کہتے ہوئے کیوں اہلِ جہاں شرماتے ہیں

اس دور سے لے کر آج تلک ہے کرب و بلا جن کی منزل
رکھتے ہیں وہ اپنے سینوں میں فولاد جگر اور شیر کا دل
یہ شان ہے ان حق والوں کی کم سن ہوں کہ ان کے پیر و جواں
بے شیر بھی حق پہچانتے ہیں اس بات پہ دنیا ہے حیراں
حلقوم پہ پیکاں سہتے ہیں سینوں پہ سنائیں کھاتے ہیں

وہ تشنہ دہن بے گور و کفن ہائے وہ شہید کرب و بلا
مہمان بلا کے کر ڈالا سر جس کا مسلمانوں نے جدا
ہائے وہ مسلماں کیسے تھے یا کوئی مسلماں تھا نہ وہاں
جس لاش کا وارث کوئی نہ ہو ہے رسم مسلمانوں کے یہاں
آپس میں یہ چندہ کر کرکے اس میت کو دفناتے ہیں

ہے جن کے دلوں میں کرب و بلا کب غم ہے انہیں اس دنیا کا
شبیرؑ کا غم مومن کے لیے بنتا ہے سہارا عقبیٰ کا
یہ ذکرِ حسینِ ابنِ علیؑ واللہ عبادت ہے گھائل
بے خوف ہیں وہ جن کے دل کو حاصل یہ سعادت ہے گھائل
حق بات سے وہ ہٹتے ہیں کہاں جو کہتے ہیں کر جاتے ہیں
حق بات پہ زندہ رہتے ہیں حق بات پہ وہ مر جاتے ہیں

حیَّ علیٰ خیر العمل

آ قنبری راہوں پہ چل حرؑ کی طرح قسمت بدل تو یاعلیؑ کہہ تو سہی پھر دیکھ ہر مشکل کا حل
حیّ علیٰ خیرالعمل

پرچم ہے یہ عباسؑ کا یہ ہے نشان احساس کا یہ ہی علم ہے ترجماں تشنہ لبوں کی پیاس کا
اسلام کا ہے پاسباں دینِ خدا کا یہ نشاں آ پرچمِ عباسؑ کو سر سے لگا آنکھوں سے مل
حیّ علیٰ خیرالعمل

حق کی اگر ہے جستجو کیوں دربدر پھرتا ہے تو آ پرچمِ حق کے تلے پائے گا اپنی آرزو
حق خود سمجھ آجائے گا حق تجھ پہ خود کھل جائے گا پہلے سمجھ لے کربلا ضائع نہ کر اب ایک پل
حیّ علیٰ خیرالعمل

ہائے وہ ہم شکلِ نبیؐ ابنِ حسینؑ ابنِ علیؑ جس نے اذاں کو کی عطا روزِ ابد تک زندگی
اکبرؑ جواں کی یاد میں ہم ہر گھڑی ہر ایک پل کرتے رہیں گے حشر تک سینہ زنی کا یہ عمل
حیّ علیٰ خیرالعمل

معصوم صورت چاند سی تشنہ لبی اور کم سنی سولہ پہر کی پیاس سے سوکھی زباں اینٹھی ہوئی
گردن میں ناوک ظلم کا لب پر تبسّم کی ادا اصغرؑ شہادت نے تیری بخشی ہے باطل کو اجل
حیّ علیٰ خیرالعمل

مغموم اور تشنہ جگر صحرا کی تپتی ریت پر اے وائے ارضِ نینوا تیرے سرہانے بیٹھ کر
ایک بے وطن بے آب نے بیٹے کے دل سے باپ نے کھینچا ہے کہہ کر یاعلیؑ ٹوٹا ہوا برچھی کا پھل
حیّ علیٰ خیرالعمل

گھائل حیاتِ دائمی اس کو زمانے میں ملی جس نے بھی یہ اپنا لیا قولِ حسینؑ ابنِ علیؑ
عزّت سے مر عزّت سے جی اس میں ہے تیری بہتری ہر شہر تیرے واسطے اک کربلا ہے آج کل
حیّ علیٰ خیرالعمل

اے فاتحِ کرب و بلا تشنہ دہن سوکھا گلا　　بے شیر اور یہ حوصلہ گردن میں تیرِ حرملہ تو مسکرا کر سہہ گیا
تاریخ کے اوراق پر اس کربلا کی جنگ کا　　تو نے ذرا سی دیر میں نقشہ بدل کر رکھ دیا
اے فاتحِ کرب و بلا

ہے حلق پر ناوک کا پھل لب پر تبسم کا عمل　　اس طرح سے تو نے کیا اسلام کی مشکل کو حل
پوتا ہے تو کس شیر کا ثابت یہ تو نے کردیا　　منسوب جس کے نام سے ہے لفظِ شاہِ لافتیٰ
اے فاتحِ کرب و بلا

معصوم نے جب جنگ کی افواج میں ہل چل مچی　　میدان سے منہ پھیر کر رونے لگی فوجِ شقی
ظلم و ستم کے بام و در گرنے لگے سب ٹوٹ کر　　اصغرؑ تیری ایک ضرب نے قصرِ یزیدی ڈھا دیا
اے فاتحِ کرب و بلا

اصغرؑ کی شہ رگ کا لہو اسلام کی ہے آبرو　　دینِ خداءِ پاک کو جس نے کیا ہے سرخرو
تاریخ لکھتی آج کی تھی جنگ تخت و تاج کی　　یہ کربلا کا معرکہ تیرے لہو سے سر ہوا
اے فاتحِ کرب و بلا

گو تین دن کی پیاس ہے لیکن تجھے احساس ہے　　اعدا سے پانی مانگ کر اب ہوگا شرمندہ پدر
اس واسطے سوکھی زباں اصغرؑ نے دکھلائی وہاں　　پھر اس طرف کڑکی کماں اور اس طرف منکا ڈھلا
اے فاتحِ کرب و بلا

اصغرؑ کا خوں بہنے لگا مولا نے چلّو میں لیا　　چاہا زمیں پر ڈال دیں انکار اس نے کر دیا
اس خونِ ناحق کو لیے شاہِ زماںؑ سوچا کیے　　کر دیں سپردِ آسماں منکر فلک بھی ہو گیا
اے فاتحِ کرب و بلا

انکار سن کر آپؑ نے سوئے نجف پھر رخ کیا　　بیٹے کے خوں کو باپ نے چہرے پہ اپنے مل لیا
اور بعدِ قتلِ بے زباں گھائلؑ بصد آہ و فغاں　　کہتی تھیں یہ اصغرؑ کی ماں یا شاہِ دیں بچہ میرا
اے فاتحِ کرب و بلا

❄

کردارِ حسینی یاد رہے

اے اہلِ یقیں اے اہلِ عزا منزل ہے تمہاری کرب و بلا
ایک دشمن دین کی بیعت سے انکارِ حُسینی یاد رہے
کردارِ حُسینی یاد رہے

ایک فاسق و فاجر کے آگے اس وقت کے آمر کے آگے
سر کٹ تو گیا پر جُھک نہ سکا کردارِ حُسینی یاد رہے
کردارِ حُسینی یاد رہے

مانگے سے کہاں مل پاتا ہے حق زور سے چھینا جاتا ہے
یہ بات تجھے اس دنیا میں دیں دارِ حُسینی یاد رہے
کردارِ حُسینی یاد رہے

سن لے یہ یزیدِ وقت ذرا جب چاہے بنا تو کرب و بلا
اور کرب و بلا کے بعد میں پھر مختارِ حُسینی یاد رہے
کردارِ حُسینی یاد رہے

گردن پہ ہمارے سر پہ کبھی اب توپ ہے پہلے تیغ رہی
حق بات پہ سر دے دیتا ہے جی دارِ حُسینی یاد رہے
کردارِ حُسینی یاد رہے

وہ جس کی ثنا قرآن میں ہے ہر سورہ کہ جس کی شان میں ہے
وہ دینِ نبیؐ کی جائے اماں دربارِ حُسینی یاد رہے
کردارِ حُسینی یاد رہے

ہے جس کے سبب یہ شورِ اذاں شبیرؑ تھے جس کے دم سے جواں
وہ مثلِ علیؑ ہم شکلِ نبیؐ دلدارِ حُسینی یاد رہے
کردارِ حُسینی یاد رہے

ہے آج بھی دریا زیرِ قدم ہے جس کی نشانی مشک و علم
سقاءِ حرم وہ مہرِ وفا سالارِ حُسینی یاد رہے
کردارِ حُسینی یاد رہے

فردوس و ارم کوثر جنّت ہیں اشکِ عزا ان کی قیمت
ان سب کی خریداری کے لیے بازارِ حُسینی یاد رہے
کردارِ حسینی یاد رہے

سورج کی تپش سے حشر کے دن محفوظ رہے گا ہر مومن
سائے میں بٹھائے گی اپنے دیوارِ حُسینی یاد رہے
کردارِ حُسینی یاد رہے

وہ زخمی جبیں سے خون بھرا تپتی ہوئی ریتی پر سجدہ
اور سامنے بیٹے کی میت ایثارِ حُسینی یاد رہے
کردارِ حُسینی یاد رہے

جس بی بی کی چادر کا صدقہ بہنوں کا ہماری ہے پردہ
وہ زینبؑ مضطر بنتِ علیؑ غم خوارِ حُسینی یاد رہے
کردارِ حُسینی یاد رہے

روضہ پہ پہنچ کر یہ کہنا دیں فتح خمینیؒ کو آقا
یہ بات تجھے ہر صورت میں زوّارِ حُسینی یاد رہے
کردارِ حُسینی یاد رہے

وہ وقت بھی آئے گا گھائل تو سب کو دکھائے گا گھائل
برسے گی منافق کے سر پر تلوارِ حُسینی یاد رہے
کردارِ حُسینی یاد رہے

❄

سُن لو علی اکبرؑ

جب ہو چکے شہید سب انصارِ باوفا
بیٹے بھتیجے بھائی ہوئے حق پہ سب فدا
تنہا تھا قتل گاہ میں زہراؑ کا لاڈلا
ایسے میں لا کے قاصدِ صغراؑ نے خط دیا
خط پڑھ کے ایک آہ کی اور رو دیے حسینؑ
اکبرؑ کی لاش سے یوں مخاطب ہوئے حسینؑ

خط آیا ہے صغرا کا کہا شاہ نے رو کر — سُن لو علی اکبرؑ
لکھا ہے کہ لے جایئے بھیّا مجھے آ کر — سُن لو علی اکبرؑ
میں لاکھ وطن میں سہی ناچار ہوں بھیّا — بیمار ہوں بھیّا
کب تک جیوں تنہا بھرے کنبہ سے بچھڑ کر — سُن لو علی اکبرؑ
ہم بعد میں آ کر تمہیں لے جائیں گے صغرا — تم نے تو کہا تھا
کیوں آئے نہیں کیا ہوا قربان یہ خواہر — سُن لو علی اکبرؑ
چھ ماہ میں ایک دن بھی بہن یاد نہ آئی — کیا ہوگیا بھائی
کیوں بھول گئے سب مجھے پردیس میں جاکر — سُن لو علی اکبرؑ
انجان سی سوچیں مجھے ہولاتی ہیں بابا — رلواتی ہیں بابا
اللہ کرے خیر سے ہو آلِ پیمبرؐ — سُن لو علی اکبرؑ
آتی ہیں بہت یاد مجھے شاہِ مدینہ — کیسی ہیں سکینہؑ
اب گھٹنیوں چلنے لگے ہوں گے علی اصغرؑ — سُن لو علی اکبرؑ
عمّو سے نہ بھیّا علی اکبرؑ سے گلہ ہے — صغرا نے لکھا ہے
تنہا مجھے سب چھوڑ گئے میرا مقدر — سُن لو علی اکبرؑ
جو کعبہ کا کعبہ تھا کبھی یا شہ عالی — ہے آج وہ خالی
ویران پڑا ہے وہ مدینے کا بڑا گھر — سُن لو علی اکبرؑ
ڈیوڑھی پہ کھڑی رہتی ہوں یہ آس لگائے — کوئی یہ بتائے
لوٹ آئے سفر سے تیرے بابا و برادر — سُن لو علی اکبرؑ
گھائل شہِ دیں نے کہا صغراؑ کو لکھوں کیا — کچھ تو کہو بیٹا
مر جائے گی یہ سن کے کہ مارے گئے اکبرؑ — سُن لو علی اکبرؑ

☆

کیا داستانِ کرب و بلا خوں میں تر نہیں یا واقعہ شناس تمہاری نظر نہیں
تم کلمہ جس کا پڑھتے ہو گھر اس کا لٹ گیا کنبہ شہید ہو گیا پر چشم تر نہیں
مت ہو شریک غم پہ تماشا بھی مت سمجھ برباد گھر نبیؐ کا ہو تجھ پر اثر نہیں
رونا غمِ حسینؑ میں بدعت سمجھ لیا گریہ کیا رسولؐ نے اس کی خبر نہیں
کل تک جو تھا رسولؐ کے کاندھوں پر جلوہ گر کیا آج اس حُسینؑ کا نیزے پہ سر نہیں
اے ضبط المدد کے یہ کس طرح سے اُٹھے کڑیل پسر کی لاش ہے خیبر کا در نہیں

❄

شکلِ نبیؐ کے سینہ پر برچھی لگائی ہے

دشتِ بلا میں شامِ غریباں جو آئی ہے ہمراہ آگ و خون کے طوفان لائی ہے
خیموں میں آگ آلِ نبیؐ کے لگائی ہے زہراؑ نے خُلد میں صفِ ماتم بچھائی ہے
یارب دُہائی ہے میرے یارب دہائی ہے
یارب دُہائی ہے میرے یارب دہائی ہے
خیموں کے ساتھ مسندِ احمدؐ بھی جل گئی شامِ غریباں آگ و لہو میں بدل گئی
اُمّت نبیؐ کی بدعتی سانچوں میں ڈھل گئی اس وقت قبرِ شاہِ رسولاں دہل گئی
جس دم سناں سے چادرِ زینبؑ ہٹائی ہے
یارب دُہائی ہے میرے یارب دہائی ہے
آغوش میں رسولِ خدا کی پلے ہوئے بیٹھے ہیں رُخ پہ گردِ یتیمی ملے ہوئے
پہنے ہوئے یتیم ہیں کُرتے جلے ہوئے سر پر ہیں ظلم و جور کے بادل تُلے ہوئے
ہائے نبیؐ کی آل کی دشمن خدائی ہے
یارب دُہائی ہے میرے یارب دہائی ہے
شمشیرِ بُغض و تیر و کینہ سے کیے شہید دے کر فریب جور و جفا سے کیے شہید
مہماں بلا کے بھوکے پیاسے کیے شہید اُمّت نے مصطفیٰؐ کے نواسے کیے شہید
اس طرح رسمِ مہماں نوازی نبھائی ہے
یارب دُہائی ہے میرے یارب دہائی ہے
عباسؑ نامدار کا ٹکڑے بدن کیا پامال لاشۂ دل و جانِ حسنؑ کیا
زینبؑ کے قلب و جاں کا جدا سر سے تن کیا تیروں سے خونِ اصغرؑ تشنہ دہن کیا
شکلِ نبیؐ کے سینہ پر برچھی لگائی ہے
یارب دُہائی ہے میرے یارب دہائی ہے

سجادؑ دل حزین وہ بیمار نیم جاں　　طوقِ گراں گلے میں ہے پیروں میں بیڑیاں
باندھی کمر کے گرد پھر ہاتھوں میں رسّیاں　　جس کے سبب وہ چل نہیں سکتا تھا نیم جاں

جب بھی رُکا تو ضرب لعیں نے لگائی ہے
یارب دُہائی ہے میرے یارب دہائی ہے

بدر و اُحد سے کرب و بلا کے مقام تک　　اور کربلا سے مکّہ کے اِک قتلِ عام تک
مکہ سے لے کے آج کے دن کے قیام تک　　زندہ کہیں نہ چھوڑے حُسینی غلام تک

یہ بات ہر یزید نے ورثہ میں پائی ہے
یارب دُہائی ہے میرے یارب دہائی ہے

گھائلؔ وہ کس طرح کے مسلماں تھے بے ضمیر　　آلِ حبیبِ حق کو بنایا گیا اسیر
بازارِ شام و کوفہ اُنھیں لے گئے شریر　　تاریخِ ظلم میں نہیں ایسی کوئی نظیر

بعدِ رسولؐ ان پہ قیامت یہ ڈھائی ہے
یارب دُہائی ہے میرے یارب دہائی ہے

❄

فریاد یا امامِ زماںؑ ابنِ فاطمہؑ

مشکل میں آج مِلّتِ حقّا ہے ہر جگہ　　باطل کے پیرو کاروں سے ہے اس کا سامنا
مومن کا کر رہا ہے منافق محاصرہ　　امداد اس کی کیجیے زہرأ کا واسطہ
فریاد یا امامِ زماںؑ ابنِ فاطمہؑ

درپے ہے اہلِ حق کا گروہِ منافقین　　اسلام کی قبا میں ہیں یہ مارِ آستیں
حق کے خلاف زہر اُگلتے ہیں یہ لعیں　　ہے مال و زر یہود سے ان کو ملا ہوا
فریاد یا امامِ زماںؑ ابنِ فاطمہؑ

ہیں اہلِ حق پہ پھر وہی زنداں کی سختیاں　　خوں مومنیں کا عام ہوا ہے جہاں تہاں
روضوں پہ کربلا کے چلائی ہیں گولیاں　　ظلم و ستم کی پھر سے ہوئی اَب ہے انتہا
فریاد یا امامِ زماںؑ ابنِ فاطمہؑ

دل پر ہے خار ان کے عزاداریِ حُسینؑ　　بدعت بتا رہے ہیں یہ غم خواریِ حُسینؑ
اس درجہ ان کے دل میں ہے بے زاریِ حُسینؑ　　قرآن پھونک ڈالے علم کو جلا دیا
فریاد یا امامِ زماںؑ ابنِ فاطمہؑ

پتھراؤ مسجدوں پہ یہ کرتے ہیں کینہ خو　　کعبہ میں گہہ بہاتے ہیں حجاج کا لہو
گہہ بہن قتل کرتے ہیں بھائی کے روبرو　　علماءِ حق کا خوں بھی کراتے ہیں بے خطا
فریاد یا امامِ زماںؑ ابنِ فاطمہؑ

ہم یا نبیؐ کہیں تو یہ کافر قرار دیں　　رُشدی کے سرپرستوں پہ یہ جاں نثار دیں
بش بھیک دے تو اس کو دعا بے شمار دیں　　یہ دشمنی نبیؐ سے نہیں ہے تو پھر ہے کیا
فریاد یا امامِ زماںؑ ابنِ فاطمہؑ

نصرت طلب علیؑ سے تو بدعت کی بات ہے　　امداد بُش سے لینا شریعت کی بات ہے
یہ ساری بات دین سے نفرت کی بات ہے　　خوں ان کا ہے یہود کے خوں سے ملا ہوا
فریاد یا امامِ زماںؑ ابنِ فاطمہؑ

شہہ پر سعودیت کے تھے بتیس وہ یزید　　نصرت پہ ان کی تھا بڑا شیطان بُش پلید
عراق آکے لاکھوں مسلماں کیے شہید　　صیہون اور سعود کا یہ ساز باز تھا
فریاد یا امامِ زماںؑ ابنِ فاطمہؑ

کعبہ خدا کا گھر ہے خدارا بچایئے دستِ منافقین سے کعبہ چھڑایئے
خادم حرم کا کوئی مسلماں بنایئے وہ خادمِ حرم نہیں خائن ہے حرم کا

فریاد یا امامِ زماںؑ ابنِ فاطمہؑ

مولا ہیں آپ وارثِ قرآن و ذوالفقار ہیں آخری جہانِ امامت کے تاج دار
آقا اب اور کیا ہے قیامت کا انتظار منبر سے بک رہا ہے لہو اب حُسینؑ کا

فریاد یا امامِ زماںؑ ابنِ فاطمہؑ

اللہ و مصطفٰے و علی آلِ مصطفٰے ان کے سوا ہمارا نہیں کوئی باخدا
یہ ہی ہیں اپنا دونوں جہانوں میں آسرا ہو پنجتن کے صدقے سے اب دُور ہر بلا

فریاد یا امامِ زماںؑ ابنِ فاطمہؑ

مانا عمل سے دُور بھی ہم گناہ گار بھی رکھتے ہیں اپنے دل میں غمِ روزگار بھی
لیکن ہیں ہم حُسینؑ کے ماتم گزار بھی آقا ہیں ہم غلامِ شہیدانِ کربلا

فریاد یا امامِ زماںؑ ابنِ فاطمہؑ

ہم پر عدوِ دیں کی ہے یلغار آج کل ہے تیز بے ضمیروں کی گفتار آج کل
پھر چاہتے ہیں یہ کوئی مختار آج کل جو آکے ان کے سر کو کرے تن سے پھر جدا

فریاد یا امامِ زماںؑ ابنِ فاطمہؑ

بوسینیا میں عام مسلماں کا ہے لہو طوفانِ آگ و خوں ہیں مسلماں کے چار سُو
لاشیں ہیں کلمہ گویوں کی ہر گام کوُ بہ کوُ اور ہے خموش عالمِ اسلام با خدا

فریاد یا امامِ زماںؑ ابنِ فاطمہؑ

بچہ ہو کہ جواں ہو ضعیف ہو کہ ناتواں ہر کلمہ گو پہ چلتی ہیں دن رات گولیاں
عزّت کو اپنی روتی ہیں کشمیری بیبیاں باطل کے ظلم و جور کی ان پر ہے انتہا

فریاد یا امامِ زماںؑ ابنِ فاطمہؑ

مشکل کُشا کے آپ ہیں فرزند یا امامؑ مولا ظہور کیجئے کہ ہوں مشکلیں تمام
بعد از درود آپ پہ گھائلؔ کا ہے سلام ہے یہ صمیمِ قلب سے مِلّت کی التجا

فریاد یا امامِ زماںؑ ابنِ فاطمہؑ

عزمِ حسینیؑ

عزمِ حُسینی رکھنے والے موت سے کب گھبراتے ہیں
یہ تو اپنا سر بھی کٹا کر پرچمِ حق لہراتے ہیں

اہلِ عزا نے زندہ رہنا کرب و بلا سے سیکھا ہے
موت نہیں ٹکراتی ان سے موت سے یہ ٹکراتے ہیں

باطل کا سر حق کی خاطر ہر لمحہ ہر منزل پر
کل بھی ہم نے ٹھکرایا تھا آج بھی ہم ٹھکراتے ہیں

گولی نمازیوں کو مارو یا مسجد سنگسار کرو
سجدۂ معبودی سے کب یہ بندۂ حق ہٹ پاتے ہیں

قفل عزا خانوں پہ لگا کر وقت پہ تم مت ناز کرو
وقت کی تو اوقات ہی کیا ہے وقت تو آتے جاتے ہیں

دیواروں پر کافر کافر لکھتے ہیں تو لکھنے دو
وہ تو کفر کے پروردہ ہیں لکھ لکھ کر سمجھاتے ہیں

آلِ نبیؐ پر ظلم کیے تھے جن لوگوں کے پُرکھوں نے
ذکرِ حسینؑ ابنِ علیؑ وہ سننے سے کتراتے ہیں

معجزۂ ماتم ہی تو ہے یہ مرتے نہیں ہم زندہ ہیں
اپنے لہو سے اپنا بدن اپنے ہاتھوں نہلاتے ہیں

انہی کے وہ بزرگ تھے جنہوں نے یہ ستم کیا
کہ تین دن کا تشنہ لب کیا شہید بے خطا
نواسۂ رسولؐ کو بنا کے اپنا مہماں
حُسینیت حُسینیت

انہی کا تھا وہ ایک جد لعین شمرِ بے حیا
رسولؐ زادیوں کے سر کیے تھے جس نے بے ردا
اُسی کی آل آج بھی ہے دشمنِ حُسینیاں
حُسینیت حُسینیت

یزیدی باقیات اب سُنے ذرا یہ غور سے
حسینیت جھکی نہیں کہیں کسی بھی طور سے
ہزار بار دے چکی یہ قتل گہہ میں امتحان
حُسینیت حُسینیت

ہزار ہو جہان میں کسی بھی نام کی سپاہ
یزیدیت کی شاخ ہو کہ کفر کی ہو خیر خواہ
یہاں بھی سرفروش ہے سپاہِ حق ہے ہر جواں
حُسینیت حُسینیت

حسینیت ہی لائی ہے جہاں میں ایسا انقلاب
کہ حشر تک ہے ضوفشاں خدا کے دیں کا آفتاب
صراطِ مستقیم میں یہ ہی ہے میرِ کارواں
حُسینیت حُسینیت

بقاءِ دین کا سبب یہ ہی ہے بس جہان میں
اسی کا ذکرِ خیر ہے جگہ جگہ قرآن میں
یہ ہی نماز کا ستوں یہ ہی محافظِ اذاں
حُسینیت حُسینیت

ہر ایک عہد میں رہی حسینیت لہو لہو
مگر بجز خدا ہوا نہ اس کا سر کہیں نگو
گلے میں تیر بھی رہا جگر میں بھی رہی سناں
حُسینیت حُسینیت

برائے حفظِ دینِ حق ہر عہد کے ستم سہے
کبھی ہمارے گھر لٹے کبھی ہمارے سر کٹے
بنامِ حق مگر رہا سر اپنا دوش پر گراں
حُسینیت حُسینیت

زمانہ سوچ لے اسے نہیں یہ بات جوش کی
برائے امن اور اماں ہے بات اپنی ہوش کی
دہن سے کھینچ لیں گے اب یزیدیوں کی ہم زباں
حُسینیت حُسینیت

رہے گا حشر تک کہ یہ ہر ایک جہاں میں سر بلند
کہ جس کو دیکھنے سے ہیں منافقیں کے سانس بند
حسینیت کا یہ علم خدا کے دین کا نشاں
حُسینیت حُسینیت

ستونِ کعبۂ خدا امام دو جہان کا
گلے میں جس کے طوق ہے رسن سے ہے بندھا ہوا
غضب ہے اس کے پیر میں لگی ہوئی ہیں بیڑیاں
حُسینیت حُسینیت

بتا دو یہ جہان کو تم آج گھائلِ حزیں
منافقیں کی آرزو بر آئے گی کبھی نہیں
حسینیت کے ساتھ ہیں خدا رسولؐ اور قرآں
حُسینیت حُسینیت

قرآں والو نبیؐ والو علیؑ مرتضےٰ والو حُسینیّت کے پروانوں شہیدِ کربلا والو
جناب سیدّہ زہراؑ بی بی کی دعا والو سجودِ وَحدہٗ میں بر جبیں خاکِ شفا والو
ازل سے پیروِ دینِ خداءِ عزّ وجل والو
سُنو اے دعوتِ حیَّ علےٰ خیرالعمل والو
عمل کی نظم کا تم مطلعِ انوار بن جاؤ حُسینیّت کا جیتا جاگتا کردار بن جاؤ
بنامِ ملّت حق پیکرِ ایثار بن جاؤ یقین و عزم کا محکم تریں شاہکار بن جاؤ
صراطِ زندگی میں جب تمہاری یہ ادا ہوگی
تو پھر درسِ حُسینیّت سے دنیا آشنا ہوگی
عمل زیادہ اثر کرتا ہے تقریر و خطابت سے عمل کردار بھی آراستہ کرتا ہے عظمت سے
یہ کردار و عمل لیکن ہوں وابستہ شریعت سے یہ سب کچھ ہو تو پھر یہ عرض کیجے اپنی ملت سے
رسومِ ہندو مت کو کربلا کا نام مت دیجے
خدارا اس کو مہندی سہرے کا الزام مت دیجے
وہاں اہلِ حرم تھے بے سر و ساماں اذیّت میں اضافہ ہو رہا تھا ہر لمحہ ان کی مصیبت میں
جنہوں نے پرورش پائی تھی آغوشِ رسالت میں سرِ کرب و بلا تھے بےکس و مظلوم غربت میں
تصور تھا وہاں پھولوں کا نہ مہندی کے تھالے تھے
وہاں تو ساتویں تاریخ سے پانی کے لالے تھے
لعینوں نے چمن تاراج کر ڈالا محمدؐ کا قرآنِ پاک میں اپناؤنا والا محمدؐ کا
حسینؑ ابنِ علیؑ آغوش کا پالا محمدؐ کا امامِ حق پناہِ دین متوالا محمدؐ کا
بناءِ لاالٰہ جس کو جہانِ اولیاء مانے
بہایا خون اس کا اُمّت بے دین و ایماں نے
انہی کی آج بھی یہ باقیاتِ بےعمل بے دیں سرِ اسلامی مملکت یہ اہلِ شر یہ اہلِ کیں
مساجد کو کیا کرتے ہیں آگ و خون سے رنگیں نہیں محفوظ ان کے شر سے حاجی ہو کہ ساجدیں
خدا سے دشمنی میں یہ خدا کے گھر جلاتے ہیں
خدا والوں کو یہ بم اور کلاشن سے اڑاتے ہیں

عزمِ حسینیؑ

عزمِ حسینی رکھنے والے موت سے کب گھبراتے ہیں
یہ تو اپنا سر بھی کٹا کر پرچمِ حق لہراتے ہیں

اہلِ عزا نے زندہ رہنا کرب و بلا سے سیکھا ہے
موت نہیں ٹکراتی ان سے موت سے یہ ٹکراتے ہیں

باطل کا سر حق کی خاطر ہر لمحہ ہر منزل پر
کل بھی ہم نے ٹھکرایا تھا آج بھی ہم ٹھکراتے ہیں

گولی نمازیوں کو مارو یا مسجد سنگسار کرو
سجدۂ معبودی سے کب یہ بندۂ حق ہٹ پاتے ہیں

قفل عزا خانوں پہ لگا کر وقت پہ تم مت ناز کرو
وقت کی تو اوقات ہی کیا ہے وقت تو آتے جاتے ہیں

دیواروں پر کافر کافر لکھتے ہیں تو لکھنے دو
وہ تو کفر کے پروردہ ہیں لکھ لکھ کر سمجھاتے ہیں

آلِ نبیؐ پر ظلم کیے تھے جن لوگوں کے پرکھوں نے
ذکرِ حسینؑ ابنِ علیؑ وہ سننے سے کتراتے ہیں

معجزۂ ماتم ہی تو ہے یہ مرتے نہیں ہم زندہ ہیں
اپنے لہو سے اپنا بدن اپنے ہاتھوں نہلاتے ہیں

شامِ غریباں ختم ہوئی ایک صبح قیامت پھر آئی
کعبہ کے وارث کو ظالم طوق و رسن پہناتے ہیں

جس کے مسلماں کلمہ گو ہیں اس ہی نبیؐ کی عطرت کو
پا بہ رسن اب وہ ہی مسلماں زنداں میں لے جاتے ہیں

اس کو لکھوں کیا بولو اکبرؑ نامہ صغراؑ آیا ہے
رن میں پسر کی میت سے شہ رو کر یہ فرماتے ہیں

حیدری نعرے یوں ہی نہیں مومن کی زباں پر اے گھائل
کرتے ہیں ایماں پہ جلا بھی خون بھی یہ گرماتے ہیں

حُسینیت حُسینیت

کلامِ حق کی ترجماں ہے دینِ حق کی پاسباں
حُسینیت حُسینیت
جو اس سے منحرف ہوا کہیں کا بھی نہیں رہا
اور آخرش جہان میں یزید بن کے رہ گیا
یہ تا ابد اڑائے گی یزیدیت کی دھجیاں
حُسینیت حُسینیت
نہ سہ سکا ہے باخدا گواہ اس کا ہے جہاں
حُسینیت کی ضرب کو یزید جیسا حکمراں
یزیدی باقیات کو کرے گی اب یہ ہی دھواں
حُسینیت حُسینیت
یہودیت کی شاخ ہے یہ طالباں کی شکل میں
ازل سے دشمنانِ دیں ہیں دونوں ایک اصل میں
جب ہی تو ان کے دل میں ہے عداوتوں کا آشیاں
حُسینیت حُسینیت
جو ہم کہیں تو کُفر ہے علیؑ سے بغض کی یہ حد
نبیؐ نے جب کہ بارہا کہا ہے یا علیؑ مدد
ہے یہ تو سنّتِ نبیؐ نہ کیوں ہو پھر یہ بر زباں
حُسینیت حُسینیت
حسینیوں کو کب رہا کسی کا خوف اور خطر
یزید سے نہیں ڈرے ہو طالباں سے کیسا ڈر
حُسینیوں کے حوصلے حُسینیت سے ہیں جواں
حسینیت حسینیت
یہ سچ ہے ان کا رابطہ یہودیوں کے ساتھ ہے
یہ فتنہ و فساد سب سعودی زر کی بات ہے
حُسینیوں کے اس لیے یہ لوگ ہیں عدوئے جاں
حُسینیت حُسینیت

انہی کے وہ بزرگ تھے　　جنہوں نے یہ ستم کیا
کہ تین دن کا تشنہ لب　　کیا شہید بے خطا
نواسۂ رسولؐ کو　　بنا کے اپنا مہماں
حُسینیت حُسینیت

انہی کا تھا وہ ایک جد　　لعین شمرِ بے حیا
رسولؐ زادیوں کے سر　　کیے تھے جس نے بے ردا
اُسی کی آل آج بھی　　ہے دشمنِ حُسینیاں
حُسینیت حُسینیت

یزیدی باقیات اب　　سُنے ذرا یہ غور سے
حسینیت جھکی نہیں　　کہیں کسی بھی طور سے
ہزار بار دے چکی　　یہ قتل گہہ میں امتحان
حُسینیت حُسینیت

ہزار ہو جہان میں　　کسی بھی نام کی سپاہ
یزیدیت کی شاخ ہو　　کہ کفر کی ہو خیر خواہ
یہاں بھی سرفروش ہے　　سپاہِ حق ہے ہر جواں
حُسینیت حُسینیت

حسینیت ہی لائی ہے　　جہاں میں ایسا انقلاب
کہ حشر تک ہے ضوفشاں　　خدا کے دیں کا آفتاب
صراطِ مستقیم میں　　یہ ہی ہے میرِ کارواں
حُسینیت حُسینیت

بقاءِ دین کا سبب　　یہ ہی ہے بس جہان میں
اِسی کا ذکرِ خیر ہے　　جگہ جگہ قرآن میں
یہ ہی نماز کا ستوں　　یہ ہی محافظِ اذاں
حُسینیت حُسینیت

ہر ایک عہد میں رہی حسینیت لہو لہو
مگر بجز خدا ہوا نہ اس کا سر کہیں نگو
گلے میں تیر بھی رہا جگر میں بھی رہی سناں
حُسینیت حُسینیت

برائے حفظِ دینِ حق ہر عہد کے ستم سہے
کبھی ہمارے گھر لٹے کبھی ہمارے سر کٹے
بنامِ حق مگر رہا سر اپنا دوش پر گراں
حُسینیت حُسینیت

زمانہ سوچ لے اسے نہیں یہ بات جوش کی
برائے امن اور اماں ہے بات اپنی ہوش کی
دہن سے کھینچ لیں گے اب یزیدیوں کی ہم زباں
حُسینیت حُسینیت

رہے گا حشر تک کہ یہ ہر ایک جہاں میں سر بلند
کہ جس کو دیکھنے سے ہیں منافقیں کے سانس بند
حسینیت کا یہ علم خدا کے دین کا نشاں
حُسینیت حُسینیت

ستونِ کعبۂ خدا امام دو جہان کا
گلے میں جس کے طوق ہے رسن ہے بندھا ہوا
غضب ہے اس کے پیر میں لگی ہوئی ہیں بیڑیاں
حُسینیت حُسینیت

بتا دو یہ جہان کو تم آج گھائلِ حزیں
منافقیں کی آرزو بر آئے گی کبھی نہیں
حسینیت کے ساتھ ہیں خدا رسولؐ اور قرآں
حُسینیت حُسینیت

سُن کر اذاں نماز میں خم کیجیے جبیں　　دینِ رسولؐ حق میں ہے یہ فرضِ اوّلیں
حقاّ کہ ہے نماز ہی محکم ستونِ دیں　　یعنی نمازِ وحدتِ معبود پر یقیں
اس کے لیے حسینؑ نے سب کچھ لٹا دیا
اس کی بقا کے واسطے سر کو کٹا دیا

قرآن اور آل کا دامن نماز ہے　　یہ ہی قبولِ بارگہہِ بے نیاز ہے
یہ ہی نماز حشر کے دن کارساز ہے　　جو سر نماز میں ہے نگوں سرفراز ہے
سجدوں سے درگزر کو گوارا نہ کیجیے
درسِ حسینیت سے کنارا نہ کیجیے

وہ کربلا کی دھوپ وہ تپتی ہوئی زمیں　　زخمی لہولہان ہے جسمِ امامِ دیں
گردن پہ تیغ خشک گلا پشت پر لعیں　　اس پر تپیدہ ریت پہ سجدے میں ہے جبیں
سجدوں کا حق حسینؑ نے ایسے ادا کیا
خود ہو گئے قضا پہ نہ سجدہ قضا کیا

ہے یہ حدیثِ مُرسلِ خلاقِ کائنات　　قرآن و آل روزِ ازل سے ہیں ایک ساتھ
دامن جو ان کا تھامے رہیں گے تمہارے ہاتھ　　یہ لائیں گے تمہیں لبِ کوثر بااحتیاط
حق کی رضا بصورتِ انسان ہیں حسینؑ
یعنی خدا کا بولتا قرآن ہیں حسینؑ

تعمیرِ کربلا نہ تھا مقصد حسینؑ کا　　مقصد تھا صرف دیں کی محافظ ہو کربلا
اور کربلائی دین سے غافل نہ ہوں ذرا　　ارکانِ دین کرتے رہیں وقت پر ادا
سبطِ نبیؐ کا عالمِ امکاں کے واسطے
یہ درسِ باعمل تھا مسلماں کے واسطے

یہ آہ گریہ سینہ زنی مجلسِ عزا　　ذکرِ حسینؑ بے کس و مظلومِ کربلا
قائم رہے گا حشر کے دن تک یہ باخدا　　ضامن ہے اس کی سیدہؑ بی بی کی اک دعا
ماتم غمِ حسینؑ میں ہر وقت کیجیے
لیکن ادا نماز بھی بروقت کیجیے

یہ حق ہے پیشِ ربِّ علیٰ ذاتِ لازوال　　سجدہ نہیں قبول بغیرِ ولاءِ آل
شاہد ہے اس کا سجدۂ محبوبِ ذوالجلال　　علماءِ حق کا ایک ہے اس باب میں خیال

آلِ نبیؐ کا دین میں یہ بھی مقام ہے
بے حُبِّ اہلِ بیت عبادت حرام ہے

حیّ علی الصّلوٰۃ ہے پیغامِ کربلا　　سجدہ رکوع قیام ہے اکرامِ کربلا
باطل کے دل پہ ضربِ گراں نامِ کربلا　　مومن کے نام خلد ہے انعامِ کربلا

گھائل جبینِ بندۂ مومن گواہ ہے
کرب و بلا کی خاکِ شرف سجدہ گاہ ہے

قرآں والو نبیؐ والو علیؑ مرتضےٰ والو حُسینیّت کے پروانوں شہیدِ کربلا والو
جناب سیدہ زہراؑ بی بی کی دعا والو سجودِ وحدہٗ میں بر جبیں خاکِ شفا والو
ازل سے پیروِ دینِ خداءِ عزّوجل والو
سُنو اے دعوتِ حیّ علےٰ خیرالعمل والو

عمل کی نظم کا تم مطلعِ انوار بن جاؤ حُسینیّت کا جیتا جاگتا کردار بن جاؤ
بنامِ ملّت حق پیکرِ ایثار بن جاؤ یقین و عزم کا محکم تریں شاہکار بن جاؤ
صراطِ زندگی میں جب تمہاری یہ ادا ہوگی
تو پھر درسِ حُسینیّت سے دنیا آشنا ہوگی

عمل زیادہ اثر کرتا ہے تقریر و خطابت سے عمل کردار بھی آراستہ کرتا ہے عظمت سے
یہ کردار و عمل لیکن ہوں وابستہ شریعت سے یہ سب کچھ ہو تو پھر یہ عرض کیجئے اپنی ملت سے
رسومِ ہندو مت کو کربلا کا نام مت دیجے
خدارا اس کو مہندی سہرے کا الزام مت دیجے

وہاں اہلِ حرم تھے بے سر و ساماں اذیّت میں اضافہ ہو رہا تھا ہر لمحہ ان کی مصیبت میں
جنہوں نے پرورش پائی تھی آغوشِ رسالت میں سرِ کرب و بلا تھے بے کس و مظلوم غربت میں
تصور تھا وہاں پھولوں کا نہ مہندی کے تھالے تھے
وہاں تو ساتویں تاریخ سے پانی کے لالے تھے

لعینوں نے چمن تاراج کر ڈالا محمدؐ کا قرآنِ پاک میں اپناؤنا والا محمدؐ کا
حسینؑ ابنِ علیؑ آغوش کا پالا محمدؐ کا امامِ حق پناہِ دین متوالا محمدؐ کا
بناءِ لاالہٰ جس کو جہانِ اولیاء مانے
بہایا خون اس کا اُمّت بے دین و ایماں نے

انہی کی آج بھی یہ باقیاتِ بے عمل بے دیں سرِ اسلامی مملکت یہ اہلِ شر یہ اہلِ کیں
مساجد کو کیا کرتے ہیں آگ و خون سے رنگیں نہیں محفوظ ان کے شر سے حاجی ہو کہ ساجدیں
خدا سے دشمنی میں یہ خدا کے گھر جلاتے ہیں
خدا والوں کو یہ بم اور کلاشن سے اڑاتے ہیں

سنیں یہ دشمنانِ دین ظلم و جور کے بانی — سمجھتے ہو مٹا دو گے جو تم یہ دینِ ربّانی
تمہاری بھول ہے یہ فکر اور یہ عزمِ نصرانی — حُسینیت کی قائم ہے ابد تک دیں نگہبانی

قرآں والے نبیؐ والے علیؑ والے خدا والے
بقاءِ دیں کے ضامن ہیں بہترّ کربلا والے

خداءِ وَحدہ' کے دین کے سچے مسلمانو — جنابِ سیدّہ زہراؑ کی تسبیح کے دانو
چراغِ پنجتن شمعِ حُسینیت کے پروانو — تقاضہ وقت کا ہے تم خدارا خود کو پہچانو

غلامانِ حسینؑ ابنِ علیؑ مرتضےٰ ہو تم
ازل سے رہروانِ شارعِ کرب و بلا ہو تم

شبیہاتِ مقدس کو سجا کر تعزیہ دارو — زیاراتِ مطہر کو جلوسوں میں میرے پیارو
جھکا کر سر پئے تعظیم لاؤ شہ کے غم خوارو — اٹھا کر اپنے کاندھوں پر چلو ان کو عزادارو

تقدس ان کا ایک حصہ ہے سامانِ شفاعت کا
وسیلہ مت بناؤ ان کو تم گھاٹل تجارت کا

کوئی مونس نہ کوئی ہم دم ہے — شکرِ معبود لب پہ پیہم ہے
درد ہے دل میں رنج ہے غم ہے — خون آلودہ صبر کی تصویر
ہائے کیا ظلم سہہ گئے شبیرؑ — تنہا میداں میں رہ گئے شبیرؑ

تیر آتے ہیں سنگباری ہے — زخم لگتے ہیں خون جاری ہے
تشنہ لب ہیں غشی سی طاری ہے — دشمنِ جاں ہیں سینکڑوں بے پیر
ہائے کیا ظلم سہہ گئے شبیرؑ — تنہا میداں میں رہ گئے شبیرؑ

ریش پر اصغرؑ شہید کا خون — لب پہ انا علیہ راجعون
دشمنِ جان ہے ہر ایک ملعون — نیزے تانے ہوئے ہے جمِ غفیر
ہائے کیا ظلم سہہ گئے شبیرؑ — تنہا میداں میں رہ گئے شبیرؑ

پیچھے ہٹتے ہیں گاہ بڑھتے ہیں — قبرِ اصغرؑ کی فکر کرتے ہیں
چشم پُرنم ہے آہ بھرتے ہیں — کتنا بے بس ہے ابنِ خیبر گیر
ہائے کیا ظلم سہہ گئے شبیرؑ — تنہا میداں میں رہ گئے شبیرؑ

قبر کھودی علاجِ درد کیا — اس میں بے شیرؑ کو سپرد کیا
چہرہ اس غم نے شہ کا زرد کیا — اُٹھے پھر قبر سے شہِ دل گیر
ہائے کیا ظلم سہہ گئے شبیرؑ — تنہا میداں میں رہ گئے شبیرؑ

سوچ کر یہ کہ خیمہ میں جائیں — اُمِ لیلیٰ کو کیسے سمجھائیں
کون سے منہ سے اس کو بتلائیں — بی بی دادی کے گھر گیا بے شیرؑ
ہائے کیا ظلم سہہ گئے شبیرؑ — تنہا میداں میں رہ گئے شبیرؑ

سوئے خیمہ چلے ہیں شاہِ امم　　اشک آنکھوں میں دل میں رنج و الم
زخم خوردہ نحیف و کشتۂ غم　　ہائے سبطِ رسولؐ ربِّ قدیر
ہائے کیا ظلم سہہ گئے شبیرؑ　　تنہا میداں میں رہ گئے شبیرؑ

پہنچے خیمہ میں سر جھکائے ہوئے　　تیروں نیزوں کے زخم کھائے ہوئے
خونِ بے شیر میں نہائے ہوئے　　بولے رخصت کرو ہمیں ہمشیر
ہائے کیا ظلم سہہ گئے شبیرؑ　　تنہا میداں میں رہ گئے شبیرؑ

کہہ کے رخصت ہوا یہ حق کا ولی　　یعنی سبطِ رسولؐ ابنِ علیؑ
السلامُ علیک آلِ نبیؐ　　حافظ اب آپ کا ہے ربِ قدیر
ہائے کیا ظلم سہہ گئے شبیرؑ　　تنہا میداں میں رہ گئے شبیرؑ

روزِ اوّل سے یہ تشدد ہے　　لب پہ تو کلمۂ محمدؐ ہے
اور ہدف اس کا آلِ احمدؐ ہے　　ظلم گھائل ہوئے ہیں جس پہ کثیر
ہائے کیا ظلم سہہ گئے شبیرؑ　　تنہا میداں میں رہ گئے شبیرؑ

بنتِ علیؑ و سیدہ زہراؑ جگر فگار — آئی وہ کربلا سے مدینہ میں سوگوار
پہنچی جب اپنے گھر میں وہ بی بی بحالِ زار — گھر پر نہیں تھے شوہرِ زینبؑ وفا شعار
دیوار و در پہ گھر کے جب اپنی نگاہ کی
ویران گھر کو دیکھ کر اک سرد آہ کی

اللہ کے نبیؐ کی نواسی وہ دل حزیں — جا بیٹھی صحنِ خانہ میں اک سمت برزمیں
سر کو جھکائے ہاتھوں پہ رکھے ہوئے جبیں — آنکھوں میں اشک لب پہ فغاں درد دل نشیں
تصویرِ عون اور محمد خیال میں
بیٹھی ہے بنتِ سیدہ زہراؑ اس حال میں

آئے جو گھر میں حضرتِ عبداللہ خوش خصال — دیکھا کہ صحنِ خانہ میں پُر حُزن و پُرملال
بیٹھی ہے اک ضعیفۂ مغموم خستہ حال — لاغر نحیف ضعف کے غلبہ سے ہے نڈھال
پوچھا کہ آپ کون ہیں بی بی بتایئے
اے اجنبی ضعیفہ نہ آنسو بہایئے

اس گھر میں آپ حال پریشاں جو آئی ہیں — بے شک کہ آپ رنج و الم کی ستائی ہیں
کس کی تلاش میں یہاں تشریف لائی ہیں — فرمائیں کیا مصیبتیں قسمت نے ڈھائی ہیں
یہ سن کے روئی پیٹ کے سر بنتِ سیدہؑ
صاحب میں زندہ لاش ہوں پہچانیے ذرا

رو کر کہا غموں کی میں سوغات لائی ہوں — ہائے میں اجنبی نہیں زہراؑ کی جائی ہوں
صاحب میں دستِ اُمّتِ جد کی ستائی ہوں — میں کربلا سے لٹ کے مدینہ میں آئی ہوں
مت پوچھیے کہ کون تنِ خستہ جاں ہوں میں
صاحب تمہارے عون و محمد کی ماں ہوں میں

کیسے بتاؤں میں جو سرِ کربلا ہوا — پانی تھا تین روز سے بند ہم پہ باخدا
گھیرے تھے چاروں سمت سے خیموں کو اشقیا — اور آ رہی تھی تیغوں کی جھنکار کی صدا
تشنہ لبی کے ضعف سے ہر ایک نڈھال تھا
عاشور کی شب بچوں کا بس غیر حال تھا

عاشور کے دن پھر یہ قیامت ہوئی بپا مارے گئے حسینؑ کے اصحابِ باوفا
قاسمؑ کا لاشہ گھوڑوں سے پامال ہوگیا عباسؑ نامدار کا ٹکڑے بدن ہوا
نوکِ سناں کی ضرب سے اکبرؑ ہوا شہید
سہ شوبہ تیر سے علی اصغرؑ ہوا شہید

صاحب تمہارے عون و محمد بھی مر گئے قربان اپنی جانوں کو ماموں پہ کر گئے
وہ اس طرح لڑے کے ہزاروں کے سر گئے لڑتے ہوئے وہ شیر تاحدِ نظر گئے
شیروں نے اس طرح سے بھگایا بکھر گئیں
فوجیں فصیلِ کوفہ سے جاکر ٹکر گئیں

جب ہو چکے شہید سب انصار و اقربا خیمہ میں آئے پھر پئے رخصت شہِ ہُدا
رخصت ہوئے حسینؑ تو اک حشر تھا بپا تنہا تھا رن میں اب وہ نواسہ رسولؐ کا
تیروں سے چھلنی کرکے ستم یہ روا کیا
سجدے میں سر حسینؑ کا تن سے جُدا کیا

یہ سُن کے روئے حضرتِ عبداللہ دل ملول لب پر تھا یاحسینؑ جگر گوشۂ رسولؐ
بنتِ علیؑ پہ گریہ سے غش کا ہوا نزول گھائلؔ نہ دیجے نوحۂ زینبؑ کو اور طُول
زہراؑ کو پرسہ دیجئے شہِ مشرقین کا
یعنی بناءِ لاالٰہ حسینؑ کا

❋

عاشور کو جب عصر کا وقت آ گیا سر پر　　شہ روئے بہت قبر میں اصغرؑ کو لٹا کر
پھر کہہ کے اُٹھے قبر سے یہ ابنِ پیمبرؐ　　پانی نہ ملا ہائے مقدر علی اصغرؑ
کس منہ سے تیرے بعد میں اب خیمہ میں جاؤں
ماں کو تیری کیوں کر میں تیرا حال سناؤں

بانو کو حسینؑ ابن علیؑ کیسے بتائے　　شبیرؑ اسی فکر میں تھے سر کو جھکائے
اصغرؑ کا لہو ریشِ مبارک پہ لگائے　　اس حال سے رخصت کے لیے خیمہ میں آئے
منہ سے تو نہ ایک لفظ کہا حق کے ولی نے
ہاتھوں کو ملا صرف حسینؑ ابنِ علیؑ نے

جب بانو نے اس حال میں دیکھا شہ دیں کو　　سر پیٹ کے کھونے وہ لگی جانِ حزیں کو
بولی کہاں چھوڑ آئے میرے ماہِ مبیں کو　　فرمایا شہہ دیں نے کہ سونپ آئے زمیں کو
اصغر بھی رہِ حق میں فدا ہوگئے بانو
اکبرؑ کی طرح ہم سے جدا ہوگئے بانو

زینبؑ کے پسر بھی ہوئے اللہ کو پیارے　　قاسمؑ بھی ہمیں چھوڑ کے کوثر کو سدھارے
عباسؑ علیؑ سوتے ہیں دریا کے کنارے　　مارے گئے اس دشت میں مونس میرے سارے
نرغہ میں جفا کاروں کے بس اک میری جاں ہے
اور بعد میں عابدؑ کے لیے طوقِ گراں ہے

یہ آخری رخصت ہے خدا حافظ و ناصر　　نزدیک شہادت ہے خدا حافظ و ناصر
اب موت ہی قسمت ہے خدا حافظ و ناصر　　یہ حق کی ضرورت ہے خدا حافظ و ناصر
اے اہلِ حرم اب تمہیں اللہ کو سونپا
سہنے کو ستم اب تمہیں اللہ کو سونپا

رخصت ہوئے پھر شاہِ امم اہل حرم سے　　زینبؑ کا جگر شق ہوا بھائی کے الم سے
اور ننھی سکینہؑ کا برا حال ہے غم سے　　روتی ہے وہ لپٹی ہوئی دُلدُل کے قدم سے
شامل ہیں یہ کلمات سکینہؑ کی صدا میں
بابا کو نہ لے جا تو میرے دشتِ بلا میں

اے کاش ہوتے ساتھ شہ کربلا کے ہم

زندہ ہیں اپنے دل میں یہ حسرت دبا کے ہم — اے کاش ہوتے ساتھ شہ کربلا کے ہم
سینہ سپر بناتے شہٗ دیں کے حفظ میں — تیروں کو کاش روکتے اہلِ جفا کے ہم
سنگباری جو امام پہ تھی اس کو روکتے — اے کاش ڈھال جسموں کو اپنے بنا کے ہم
عباسؑ ذی وقار کا صدقہ اتارتے — اپنے سروں سے جنگ میں سر کو کٹا کے ہم
قربان ہوتے اکبرؑ و اصغرؑ سے پیشتر — ہوتے شہید کاش کہ راہِ وفا کے ہم
قدموں پہ قاسمؑ اور محمدؑ کے عونؑ کے — جانوں کو نذر کرتے لہو میں نہا کے ہم
ہے حق کی سمت آمدِ حرؑ سُن کے یہ خبر — لاتے جری کو خیر سے آنکھیں بچھا کے ہم
تیمار داری کرتے شہِ ساجدین کی — اے کاش رکھتے ضعف سے ان کو بچا کے ہم
سہ شوبہ تیر گردنِ طفلِ رسولؐ پر — اس ظلم پر نہ روئیں کیوں آنسو بہا کے ہم
ہوکر شہید کاش کہ پھر جاتے خُلد میں — بنتے غلامِ خاص واں اہلِ کساء کے ہم
حسرت ہے یہ شہید ہوں نامِ حسینؑ پر — زندہ اثر ہیں بی بی تمہاری دعا کے ہم
بنیادِ لاالٰہ بھی کعبہ کا بھی ستوں — سب کچھ یہ کربلا میں ہے اور کربلا کے ہم
آغوشِ موت میں پلے دونوں کے سائے میں — قرآن اور دامنِ آلِ عبا کے ہم
خاکِ شفاءِ کرب و بلا سے بصد نیاز — رکھتے ہیں ہر نماز میں سجدے سجا کے ہم
ہر عہد کے یزیدوں سے تاریخ ہے گواہ — لائے ہیں دینِ ربِّ علیؑ کو بچا کے ہم
صدّام و بُش یہ چاہتے ہیں کہ عراق میں — رکھیں حُسینیت کو ہمیشہ دبا کے ہم
باقر شہید ہوگئے لیکن وہ زندہ ہیں — رکھتے ہیں اُن کی فکر کو دل میں بسا کے ہم
اسلام کے قلعہ کی مساجد سے گاہ بگاہ — بدلے اذاں کے سنتے ہیں بم کے دھماکے ہم
اس ارضِ پاک کی ہر اک مسجد سے رات دن — لاتے ہیں مومنیں کے جنازے اٹھا کے ہم

بی بی کو پرسہ دیتے ہیں گھائل حسینؑ کا
مجلس میں اور جلوس میں نوحہ سنا کے ہم

❋

زینبؑ سی بہن دیکھی نہ شبیرؑ سا بھائی　　ایک حق کی محافظ رہی اک حق کا فدائی
سب دے کے سرِ کرب و بلا اپنی کمائی　　ان دونوں نے جاں دینِ محمدؐ کی بچائی
زینبؑ سی بہن دیکھی نہ شبیرؑ سا بھائی

زینبؑ نے فدا عون و محمد کیے حق پر　　شبیرؑ نے قربان کیے اکبرؑ و اصغرؑ
یاں بہن ہے دربارِ یزیدی میں کھلے سر　　بے گور و کفن رن میں پڑا ہے وہاں بھائی
زینبؑ سی بہن دیکھی نہ شبیرؑ سا بھائی

بے چادری بھی وقت بھی وہ دربدری کا　　چھوڑا نہ مگر ساتھ حسینؑ ابنِ علیؑ کا
زینبؑ نے تحفظ کیا آئینِ نبیؐ کا　　شبیرؑ نے اللہ کی توحید بچائی
زینبؑ سی بہن دیکھی نہ شبیرؑ سا بھائی

ہے بہن رسن بستہ گرفتارِ مصیبت　　سر بھائی کا نیزے پہ ہے مصروفِ تلاوت
مشکل میں تھی اس وقت محمدؐ کی شریعت　　ایسے میں ان ہی دونوں نے کی عقدہ کشائی
زینبؑ سی بہن دیکھی نہ شبیرؑ سا بھائی

بیعت کا جو خواہاں تھا یزیدِ ستم آرا　　لاکر اُسے خود اُس کے ہی دربار میں مارا
بیعت کا کوئی نام نہ اب لے گا دوبارہ　　زینب نے وہ خطبات کی اک ضرب لگائی
زینبؑ سی بہن دیکھی نہ شبیرؑ سا بھائی

شبیرؑ نے معبود کے سجدوں کو سجایا　　سجدوں کی بقا کے لئے سر اپنا کٹایا
مولا نے تہہِ تیغ یہ دُنیا کو بتایا　　سجدوں سے ملا کرتی ہے عقبیٰ میں بھلائی
زینبؑ سی بہن دیکھی نہ شبیرؑ سا بھائی

اُمت نے محمدؐ کی یہ احسان چکائے　　یوں اجر رسالت کے ادا کر کے دکھائے
عاشور کے دن نیزوں پر قرآن چڑھائے　　قرآنوں کے جز دانوں کو پھر آگ لگائی
زینبؑ سی بہن دیکھی نہ شبیرؑ سا بھائی

سجدے بھی کرو ماتمِ شبیرؑ بھی گھائل　　ہے فرض بھی یہ اور حقِ شبیرؑ بھی گھائل
اس طرح جلوسوں کی ہو تشہیر بھی گھائل　　پھر فخر سے تم خود کو کہو کرب و بلائی
زینبؑ سی بہن دیکھی نہ شبیرؑ سا بھائی

❄

اے کُشتۂ زنداں تیرا اللہ نگہباں

تربت پہ سکینہؑ کی بصد نالہ و گریاں نوحہ تھا یہ بانو کا سکینہؑ تیرے قرباں
بچی میری کمسن میری معصوم میری جاں تنہا تجھے اب چھوڑ کے جاتی ہے تیری ماں
اے کُشتۂ زنداں تیرا اللہ نگہباں
اللہ نگہباں تیرا اللہ نگہباں

اب چین سے تو قبر میں سو جائیو بیٹی اور ڈر سے طمانچوں کے نہ گھبرائیو بیٹی
محشر میں لہو کانوں کا دکھلائیو بیٹی اب شمر کبھی تجھ کو کرے گا نہ ہراساں
اے کُشتۂ زنداں تیرا اللہ نگہباں
اللہ نگہباں تیرا اللہ نگہباں

کانوں سے گُہر اب نہ کوئی چھین سکے گا کُرتہ بھی تیرا آگ سے محفوظ رہے گا
زندان کا دربان بھی اب کچھ نہ کہے گا اب پہنچے گی تجھ تک نہ کبھی گردشِ دوراں
اے کُشتۂ زنداں تیرا اللہ نگہباں
اللہ نگہباں تیرا اللہ نگہباں

معصوم سے چہرے پہ تیرے گردِ یتیمی اُس پر یہ غریب الوطنی اور اسیری
نازک سا رَسن بستہ گلا قید اندھیری ہائے یہ ستم اور یہ ننھی سی تیری جاں
اے کُشتۂ زنداں تیرا اللہ نگہباں
اللہ نگہباں تیرا اللہ نگہباں

میں زندہ رہی ہائے مجھے موت نہ آئی دنیا میں جفا کون سی تُو نے نہ اُٹھائی
مر کر بھی نہ زنداں سے ملی تجھ کو رہائی بچی نے میری گود بھی پائی سرِ زنداں
اے کُشتۂ زنداں تیرا اللہ نگہباں
اللہ نگہباں تیرا اللہ نگہباں

میں کیسے دلِ زار کو سمجھاؤں سکینہؑ کس دل سے تجھے چھوڑ کے میں جاؤں سکینہؑ
اچھا ہو کہ میں بھی یہاں مر جاؤں سکینہؑ والی بھی نہیں سر پہ ہے اب گود بھی ویراں
اے کُشتۂ زنداں تیرا اللہ نگہباں
اللہ نگہباں تیرا اللہ نگہباں

سب اہلِ حرم پیٹ کے سر روتے تھے گھائل سجادِ حزیں قبر پہ غش ہوتے تھے گھائل
سن کر یہ بیاں بانو کا جاں کھوتے تھے گھائل کہتی تھیں وہ جب ہائے سکینہؑ تیرے قرباں
اے کُشتۂ زنداں تیرا اللہ نگہباں
اللہ نگہباں تیرا اللہ نگہباں

سکینہ کہتی تھیں پیہم یہاں سے چلو امّاں
گھٹا جاتا ہے میرا دم یہاں سے لے چلو امّاں

چچا کو باپ کو بھائی کو رن میں بے کفن دیکھا
ہے دل میں اک ہجومِ غم یہاں سے لے چلو امّاں

یہاں کے لوگ کیسے ہیں جو رونے بھی نہیں دیتے
میرے رونے پہ ہیں برہم یہاں سے لے چلو امّاں

میں سچ کہتی ہوں امّاں جاں نہ جینے دیگا اب مجھ کو
اندھیری قید کا عالم یہاں سے لے چلو امّاں

ہے کتنی دور زنداں سے بتاؤ تو سہی مقتل
کروں گی میں وہاں ماتم یہاں سے لے چلو امّاں

چلوں گی پا پیادا کربلا تک کچھ نہ بولوں گی
نہ لوں گی راستے میں دم یہاں سے لے چلو امّاں

یتیمی بے بسی لا وارثی زنداں کی تاریکی
نہیں اب دل کو تابِ غم یہاں سے لے چلو امّاں

ہوا کا ہے گزر اس میں نہ سورج کی شعاعوں کا
ہو جیسے قبر کا عالم یہاں سے لے چلو امّاں

تڑپ کر دل میں رہ جاتی تھیں بانو اس گھڑی گھائل
سکینہ کہتی تھیں جس دم یہاں سے لے چلو امّاں

❄

آیا ہے علم آپ نہیں آئے چچا جان

لب پر تھا سکینہؑ کے یہی ہائے چچا جان — آیا ہے علم آپ نہیں آئے چچا جان
پانی کی کبھی آپ سے میں ضد نہ کروں گی — اب دم ہی میرا کیوں نہ نکل جائے چچا جان

ہائے چچا جان میرے ہائے چچا جان

ضدِ پانی کی کرکے نہیں اچھا کیا میں نے — مشکیزہ دیا آپ کو یہ کیا کیا میں نے
کیوں اپنی چچی جان کو بیوہ کیا میں نے — کس منہ سے سکینہؑ انہیں سمجھائے چچا جان

ہائے چچا جان میرے ہائے چچا جان

ڈھونڈوں میں کہاں جا کے تمہیں کون بتائے — چھنوائے گُہر منہ پہ طمانچے بھی ہیں کھائے
کُرتے میں لگی آگ کو اب کون بجھائے — اَب کون مجھے شمر سے چھڑوائے چچا جان

ہائے چچا جان میرے ہائے چچا جان

لے کر تو گئے تھے اُسے جھولے سے اُٹھا کر — اور لائے نہیں بابا اُسے پانی پلا کر
نہ جانے کہاں ہے میرا بھیّا علی اصغرؑ — بابا اُسے جنگل ہی میں چھوڑ آئے چچا جان

ہائے چچا جان میرے ہائے چچا جان

بابا ہیں نہ اب آپ نہ بھائی علی اکبرؑ — نرغہ میں لعینوں کے ہیں ناموسِ پیمبرؐ
باقی ہے بس اِک لاغر و بیمار برادر — اس کو بھی لعیں طوق ہیں پہنائے چچا جان

ہائے چچا جان میرے ہائے چچا جان

ہیں باندھے ہوئے بارہ گلے ایک رَسن پر — لے جاتے ہیں زنداں ہمیں اس طرح ستم گر
ہو سکتا ہے زِنداں سے بھی نکلوں نہ میں مر کر — تربت نہ میری اب وہیں بن جائے چچا جان

ہائے چچا جان میرے ہائے چچا جان

نوحہ تھا کمر ٹوٹ گئی بابا کے لب پر — ماتم کرو مارے گئے عباسؑ دلاور
کہتی تھیں پھوپی پیٹ کے سرہانے برادر — جب مشک و علم خون میں تر آئے چچا جان

ہائے چچا جان میرے ہائے چچا جان

ہیں چار طرف ظلم کی تاریک گھٹائیں — خیمے بھی جلے اہلِ حرم اَب کہاں جائیں
سر پر سے اتاری گئیں نیزوں سے ردائیں — اس جینے سے اِب موت ہی آجائے چچا جان

ہائے چچا جان میرے ہائے چچا جان

سُن کر یہ صدا اہلِ حرم روتے تھے گھائل — اور پیٹ کے سر جانوں کو سب کھوتے تھے گھائل
یہ بین سکینہؑ کے جہاں ہوتے تھے گھائل — آ جایئے دم میرا نہ گھٹ جائے چچا جان

ہائے چچا جان میرے ہائے چچا جان

کہتی تھی یہ رو رو کے ماں قربان تم پہ میری جاں
لے کر نہ روؤ ہچکیاں غربت وطن سے دوریاں
لے کر تمہیں جاؤں کہاں
پیاری سکینہؑ چُپ رہو
پیاری سکینہؑ چُپ رہو

کس کے لیے یہ جُستجو کیا ڈھونڈتی ہو چار سُو
سو جاؤ میری گود میں اب باپ کا سینہ کہاں
کس سے کروں یہ غم بیاں
پیاری سکینہؑ چُپ رہو
پیاری سکینہؑ چُپ رہو

کانوں سے جو بہتا ہے خوں لاؤ اُسے میں پونچھ دوں
جو ہیں تیرے رخسار پر بیٹی طمانچوں کے نشاں
ہائے یہ ظلم اور سختیاں
پیاری سکینہؑ چُپ رہو
پیاری سکینہؑ چُپ رہو

بیٹی بدل دیتی اُسے ہوتا جو کوئی دوسرا
مجبور ہوں پہنے رہو کرتہ یہی آتش نشاں
چلتی ہیں دل پر برچھیاں
پیاری سکینہؑ چُپ رہو
پیاری سکینہؑ چُپ رہو

بیمار اور مجروح تن ہے ضعف سے لاغر بدن
ہے تپ کی شدت بھی سوا پیروں میں اُس کے بیڑیاں
بے کس امامِ دو جہاں
پیاری سکینہؑ چُپ رہو
پیاری سکینہؑ چُپ رہو

نازک سا یہ ننھا گلا اس سے لہو بہتا ہوا
اُمّت کی اس بیداد کو کس سے کروں جا کر بیاں
یہ قید ہے سہہ لو یہاں
پیاری سکینہؑ چُپ رہو
پیاری سکینہؑ چُپ رہو

اِس اپنی مظلومی سے ہے مقصود کُل کا فائدہ
ورنہ کہاں آلِ نبیؐ اور شام کا زنداں کہاں
قربان تجھ پر میری جاں
پیاری سکینہؑ چُپ رہو
پیاری سکینہؑ چُپ رہو

بچہ میرا چھ ماہ کا وہ تشنہ لب بھائی تیرا
لگتے ہی تیرِ حُرملہ پہنچا سوئے خُلد و جِناں
معصوم اصغرؑ بے زباں
پیاری سکینہؑ چُپ رہو
پیاری سکینہؑ چُپ رہو

گھائل کرے کیوں کر رقم اب خون روتا ہے قلم
زنداں میں بھی طُرفہ ستم ملتی ہیں تجھ کو گھُرکیاں
رونے پہ ہیں پابندیاں
پیاری سکینہؑ چُپ رہو
پیاری سکینہؑ چُپ رہو

بیڑیاں جس وقت پہنیں عابدؑ دلگیر نے　　بند منہ سے آہ کی ہر حلقۂ زنجیر نے
عظمتِ قرآنِ ناطق کیا ہے دنیا جان لے　　یوں سرِ نیزہ تلاوت کی سرِ شبیرؑ نے
لا فتیٰ الّا علیؑ حق ہے مگر فتحِ مُبیں　　حقِ شبیری میں لکھ دی کاتبِ تقدیر نے
ضرب بڑھ جاتی علیؑ کی ضرب سے عباسؑ کی　　دے دیا ہوتا اگر اذنِ وغا شبیرؑ نے
یوں لڑے میدان میں دل کھول کر زینبؑ کے لعل　　جس طرح حملے کیئے تھے شاہِ خیبر گیر نے
گُل پہ روشن کر دیئے ہیں معنئِ ذبحِ عظیم　　خونِ اصغرؑ سے نہا کر حُرملہ کے تیر نے
پانی پانی کر دیا زعمِ یزیدی حشر تک　　مُسکرا کے تیر کھا کر اصغرؑ بے شیر نے
پردۂ ناموسِ اُمّت تا قیامت رکھ لیا　　کربلا میں ایک رداءِ زینبؑ دل گیر نے
دن میں دیکھا تھا یزیدیت نے جو بیعت کا خواب　　کربلا تعمیر کی اُس خواب کی تعبیر نے
شامِ ذلّت میں بدل دی صُبحِ دربارِ یزید　　بنتِ زہراؑ کی باانداز علیؑ تقریر نے

ماتمِ شبیرؑ میں گھائل جو ہو کر آ گیا
اس پہ سایہ کر لیا ہے آیۂ تطہیر نے

❋

ماحول کو عباسؑ کے پرچم کی ہوا دو

تم اپنے سروں کو پئے تعظیم جُھکا دو ۔۔۔ بے کس کو سلامی جو سرِ بزمِ عزا دو
اے اہلِ عزا حق کے چراغوں کی ضیا دو ۔۔۔ باطل کے اندھیروں کو زمانے سے مِٹا دو
مہکاؤ فضاؤں کو غمِ سبطِ نبیؐ سے ۔۔۔ ماحول کو عباسؑ کے پرچم کی ہوا دو
تُم دنیا کو کردار سے اور اپنے عمل سے ۔۔۔ زہراؑ کی دعاؤں کا اثر بن کے دِکھا دو
تم پہلے ذرا اُسوۂ شبیرؑ تو اپناؤ ۔۔۔ پھر عجّل الاالله فرجک کی صدا دو
تم خادمِ مظلوم ہو کہہ دو یہ جہاں سے ۔۔۔ تم پیروِ مختار بھی ہو یہ بھی بتا دو
اِس وقت کے مرحب کو بہت زعم ہے جس پر ۔۔۔ اس ایٹمی قوت کو تہہِ خاک مِلا دو
وہ ایٹمی قوّت نہیں کچھ اس کے مُقابل ۔۔۔ تم حیدری نعرہ تو ذرا دل سے لگا دو
اے اہلِ یقیں چھین لو یہ حق ہے تمہارا ۔۔۔ تم جعفری فقہہ کے لئے جان لڑا دو
تم کیسے مسلماں ہو وہ گستاخِ نبیؐ ہے ۔۔۔ سر رُشدیِ مردود کا اب بڑھ کے اڑا دو
اس دور کا حق گو ہے کہاں پوچھے جو کوئی ۔۔۔ بے ساختہ تم اس کو خُمینی کا پتہ دو
وہ تو ہیں یہودی جو لگاتے ہیں یہ نعرے ۔۔۔ تاراج کرو مسجدِ اقصیٰ کو جلا دو
تم کیسے مسلماں ہو کوئی اُن سے یہ پوچھے ۔۔۔ خوں مِلّت اسلام کا کعبہ میں بہا دو
بیزاریِ مُشرک کا عمل ہوتا رہے گا ۔۔۔ تم گردنیں حّجاج کی بے شک کہ اڑ دو
محرومِ چراغ آج بھی ہے قبر نبیؐ کی ۔۔۔ اس پر بھی مسلمانوں دیا ایک سجا دو
ویران بقیعہ میں جو صدیوں سے ہے اب تک ۔۔۔ دو پھول ہی اُس تربتِ زہراؑ پہ چڑھا دو
بن سکتا ہے مشکل نہیں کچھ روضۂ زہراؑ ۔۔۔ گر جذبۂ ایثار کو تم دل میں جگہ دو
حق دین پہ قرباں ہوئی اکبرؑ کی جوانی ۔۔۔ مِلّت کے جوانوں کو ذرا یاد دِلا دو
شہ نے کہا اب لشکرِ حق ہے نہ علمدار ۔۔۔ زینبؑ علمِ بھائی علمدار بڑھا دو
اس قید میں دم گھُٹتا ہے کہتی تھیں سکینہؑ ۔۔۔ اماں میری اس قید سے اب جان چھڑا دو
سر ننگے میں جاؤں کہ نہ جاؤں سرِ دربار ۔۔۔ ماں لاشۂ اکبرؑ سے یہ کہتی تھی بتا دو
رو رو کے جفا کاروں سے کہتی رہیں زینبؑ ۔۔۔ بیمار کو لِلّٰلہ نہ کوڑوں کی سزا دو

نوحے کی طرح نوحے کو پڑھتے رہو گھائل
یہ کیا ہے کہ تم نوحے کو نغمے کی ادا دو

❄

پیامِ تشنہ دہاں لاالٰہ الّا اللہ

پیامِ تشنہ دہاں لاالٰہ الّا اللہ — بنامِ اہلِ جہاں لاالٰہ الّا اللہ
علم بدوش علمدار حضرتِ عباسؑ — خدا کے دیں کا نشاں لاالٰہ الّا اللہ
محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ حسینؑ حسنؑ — بناءِ کون و مکاں لاالٰہ الّا اللہ
جنابِ حضرتِ صدیقؓ نے بھی فرمایا — علیؑ کا رُخ ہے قرآں لاالٰہ الّا اللہ
خُدا کے دین کے معنی و مقصد و مفہوم — ہیں کربلا سے عیاں لاالٰہ الّا اللہ
بناءِ لا الٰہ حُسینؑ ابنِ علیؑ — ولیِ ہند کا بیاں لاالٰہ الّا اللہ
وہ کلِّ کفر کے سر پر نبردِ خندق میں — علیؑ کی ضربِ گراں لاالٰہ الّا اللہ
حُسینیت ہی سے قائم رہے گی تابہ ابد — یہ مسجدوں میں اذاں لاالٰہ الّا اللہ
بجز علیؑ یہ کسی کے یہاں نہیں ملتا — خودی کا سرِّ نہاں لاالٰہ الّا اللہ
غمِ حسینؑ سلامت رہے ہمیں کیا غم — ہے اس کے غم میں نہاں لاالٰہ الّا اللہ
شبیہہ ختمِ الرّسل کے شباب کا عالم — اور اس پہ حُسنِ اذاں لاالٰہ الّا اللہ
سوالِ بیعتِ فاسق بزعمِ تیر و کماں — جوابِ تیرو کماں لاالٰہ الّا اللہ
گلے میں تیر زباں خشک شیر خوار مگر — اداءِ رُخ سے عیاں لاالٰہ الّا اللہ
خدا کی راہ میں عاشورہ کا جہادِ حُسینؑ — ستونِ ارض و سماں لاالٰہ الّا اللہ
دیارِ شام میں خطبہ رسولؐ زادی کا — علیؑ کا طرزِ بیاں لاالٰہ الّا اللہ
سرِ حُسینؑ ہے نیزے پہ گہہ تہہِ خنجر — ہے اس پہ وردِ زباں لاالٰہ الّا اللہ
جوان بیٹے کے سینے سے یا علیؑ کہہ کر — نکالی نوکِ سناں لاالٰہ الّا اللہ
حسین حق کے لئے سر کٹا دیا تم نے — تمہارا عزمِ جواں لاالٰہ الّا اللہ
وہ کلِّ کفر تھا اور ہیں حسینؑ دینِ پناہ — کہاں یزید کہاں لاالٰہ الّا اللہ

منافقیں کے لبوں تک ضرور ہے گھائل
نہیں دلوں میں نہاں لاالٰہ الّا اللہ

یوں نمازیں شبِ عاشورہ ادا کرتے رہے　　تیر آتے رہے شبیرؑ دُعا کرتے رہے
رات بھر حضرتِ شبیرؑ سے اربابِ وَفا　　دست بستہ طلبِ اذنِ وغا کرتے رہے
فوجِ اَللہ و محمدؐ کے بہترّ جانباز　　انتظارِ نگہہ شاہِ ہُدا کرتے رہے
چھوٹے ماموں سے اُدھر خیمہ میں زینبؑ کے پسر　　حملہ کرنے کے لئے مشقِ وغا کرتے رہے
صبر کرتے رہے انصارِ حُسینی شب بھر　　اور جفا کار جفاؤں پہ جفا کرتے رہے
یا علیؑ کہہ کے حبیب ابنِ مظاہر اُس شب　　اپنی پیری کو جوانی سے سِوا کرتے رہے
رات بھر رَن کی اجازت کے لئے شکلِ نبیؐ　　ماں کو ہر حال میں راضی با رضا کرتے رہے
کتنا مجبور ہے عباسؑ نہیں اذن وَغا　　پنی قسمت سے یہ عباسؑ گلہِ کرتے رہے
جذبۂ جنگ سے سر شار جنابِ قاسمؑ　　تیغ پر نادِ علیؑ پڑھ کے جِلا کرتے رہے

ہم ہی اسلام کے دشمن کے ہیں دشمن گھائل
ہم ہی اسلام پہ جانوں کو فدا کرتے رہے

❄

دیکھ کر مشک و علم تشنہ دہاں روتے ہیں

خاک اُڑا کر سرِ فردوس و جناں روتے ہیں   صبحِ عاشور رسولؐ دو جہاں روتے ہیں
ہیں رسولانِ سلف چاک گریبان کیے   کربلا میں وہ بہم نوحہ کناں روتے ہیں
غش ہوئیں فاطمہؑ دیکھا جو گلوءِ شبیرؑ   اور علیؑ چوم کے اصغرؑ کی زباں روتے ہیں
آس پانی کی رہی اور نہ اُمیدِ عباسؑ   دیکھ کر مشک و علم تشنہ دہاں روتے ہیں
چاند کے سینہ پہ ہیں ماتمِ اکبرؑ کے نشاں   تارے صف بستہ سرِ کہکشاں روتے ہیں
بہن مر جائے گی جب آوٗ گے لینے بھیّا   پڑھ کے صغراؑ کا یہ خط شاہِ زماں روتے ہیں
کشتۂ تیغِ جفا ہائے حُسینؑ ہائے حُسینؑ   عرش پر کر کے فرشتے یہ بیاں روتے ہیں

پُرسہ لینے کے لئے آتی ہیں زہراؑ گھائل
ہم تو شبیرؑ کی مجلس میں جہاں روتے ہیں

❄

قیدِ تاریک ہے پردیس ہے تنہائی ہے ہائے تقدیر سکینہؑ کو کہاں لائی ہے
بابا کیا ہو گیا عمو کو سکینہؑ نے کہا مشک پانی کے عوض خون سے تر آئی ہے
تیر اصغرؑ نے رسالت کا صلہ اُمت سے اور سکینہؑ نے طمانچوں کی سزا پائی ہے
ہے رَسن بستہ نواسی سرِ دربارِ یزید اُمتِ احمدؐ مختار تماشائی ہے
خطبہ زینبؑ نے تلاوت سرِ شبیرؑ نے کی بہن تفسیر ہے قرآں کا بدل بھائی ہے
کاٹ کر نہر کو خیمہ میں بہاتے عباسؑ کیا کریں جنگ نہ کرنے کی قسم کھائی ہے
جس کی بیماری نے اسلام کو صحت بخشی بیڑی اُس عابدؑ بیمار کو پہنائی ہے
چھین کر گھاٹ علم گاڑ دیا مشک بھری یہ دلیری یہ علمداری یہ سقائی ہے
ہے ازل ہی سے یہ گھائل تو غلامِ شبیرؑ
حیدری پنجتنی ماتمی مولائی ہے

❄

گونجے ذرا ماتم کی صدا اور زیادہ

اے اہلِ عزا اشکِ عزا اور زیادہ　　لو فاطمہ زہراؑ کی دُعا اور زیادہ
تا حشر عمل سینہ زنی کا رہے جاری　　گونجے ذرا ماتم کی صدا اور زیادہ
عباسؑ کے پرچم کے پھریرے کی ہوا سے　　مہکاؤ زمانہ کی فضا اور زیادہ
مُحکم یہ کیا کرتی ہے مومن کے یقیں کو　　انوارِ حُسینی کی ضیاء اور زیادہ
یہ ماتمِ شبیرؑ یونہی ہوتا رہے گا　　ہو جائے جہاں ہم سے خفا اور زیادہ
کرتے رہو تم ذکرِ حُسیؑن ابنِ علیؑ سے　　آئینۂ ایماں پہ جلا اور زیادہ
سجدوں کو سجاتے رہو تم خاکِ شفا سے　　دے سب کو یہ توفیق خدا اور زیادہ
جب کہتے تھے مظلوم کے ہم آلِ عبا ہیں　　کرتے تھے مسلمان جفا اور زیادہ
رُکتا تھا جو تھک کر کبھی بیمارِ محمدؐ　　اُمّت اسے دیتی تھی سزا اور زیادہ
یہ قلبِ منافق کے لئے ضربِ گراں ہے　　ماتم غمِ سرور میں بپا اور زیادہ
یہ معجزۂ ماتمِ شبیرؑ ہے گھائل
روکا اِسے جتنا یہ بڑھا اور زیادہ

❄

شبہ نے یہ کہا خیمۂ اطہار میں آکر — رخصت ہوا دُنیا سے میرا شیر برادر
باقی رہا اب میرا علمدار نہ لشکر — لے آئے ہیں ہم مشک و علم رن سے اُٹھا کر

اے اہلِ حرم سیّد و سالار نے آمد
سقائے حسینؑ میرِ علمدار نے آمد

عباسؑ کے غم میں صفِ ماتم کو بچھاؤ — ہے بیوۂ عباسؑ کہاں اُس کو بلاؤ
سب مل کے اُسے زیرِ علم لا کے بٹھاؤ — کس طرح دے پُرسہ اُسے شبیرؑ بتاؤ

اے اہلِ حرم سیّد و سالار نے آمد
سقائے حسینؑ میرِ علمدار نے آمد

لب پر دمِ آخر بھی رہا ہائے سکینہؑ — بازو نہیں مجبور ہے شیدائے سکینہؑ
پانی تجھے کس طرح سے پہنچائے سکینہؑ — شرمندہ سکینہؑ سے ہے سقائے سکینہؑ

اے اہلِ حرم سیّد و سالار نے آمد
سقائے حُسینؑ میرِ علمدار نے آمد

غازی نے کہا شبہ سے بصد حسرت و دردا — دیتے جو مجھے اذن وغا کا میرے آقا
اس نہر کو میں کاٹ کے خیمہ میں بہاتا — شانوں کو میرے چومتے پھر خُلد میں بابا

اے اہلِ حرم سیّد و سالار نے آمد
سقائے حُسینؑ میرِ علمدار نے آمد

مُنہ تکتی تھی ہر ایک کا اور کہتی تھی معصوم — موت آ نہ گئی کیوں مجھے وائے میرا مقسوم
دیتی نہ کبھی مشک جو ہوتا مجھے معلوم — میں اپنے چچا جان سے ہو جاؤں گی محروم

اے اہلِ حرم سیّد و سالار نے آمد
سقائے حُسینؑ میرِ علمدار نے آمد

کوزے گرے اطفال کے بس ہاتھوں سے گھائل — سب تشنہ دہاں پیاسے کے پیاسے رہے گھائل
بچے یہ خبر سُن کے تڑپنے لگے گھائل — آکر یہ کہا جب شہۂ ابرار نے گھائل

اے اہلِ حرم سیّد و سالار نے آمد
سقائے حُسینؑ میرِ علمدار نے آمد

❄

شہیدانِ وفا

خُدا والے نہیں کرتے جہاں میں فکر محشر کی وہی ان کی رضا بھی ہے کہ جو مرضی ہے داور کی
خُدا کی راہ میں بازی لگا دیتے ہیں یہ سر کی شہادت بات ہوتی ہے نصیبوں کی مقدر کی
مقامِ عرش کی زینت شہادت ہے بہتر کی
شہید و تم سے باقی ہے صدا اللہ اکبر کی

شہیدانِ رہِ حق پر سلام اہلِ مؤدت کا حیاتِ جاویداں پایا صلہ تم نے شہادت کا
شعورِ زندگی تم ہو شعارِ بندگی تم ہو عمل کی شاہراہوں پر شہیدو! روشنی تم ہو
کہ تم نے خون سے اپنے صراطِ حق منوّر کی
شہیدو! تم سے باقی ہے صدا اللہُ اکبر کی

خُدا کی راہ میں تم نے یہ ہی زادِ سفر سمجھا نہ اپنی جاں کو جاں سمجھا نہ اپنے سر کو سر سمجھا
تم ہی ہر آن آئے ہو تم ہی ہر گام آئے ہو بُرے وقتوں میں تم دیں کے ہمیشہ کام آئے ہو
تم ہی نے دیں کی خاطر دی ہے قربانی بھرے گھر کی
شہیدو! تم سے باقی ہے صدا اللہُ اکبر کی

جہانِ حال نے دیکھا یہ سب چشمِ بصیرت سے کہ تم حق کے لئے تنہا لڑے ایک ایسی طاقت سے
بزعمِ ایٹمی خود کو جو کہتی ہے سُپر پاور ذلیل و خوار ہو بیٹھی شہیدو! تم سے ٹکرا کر
اسے تھا زعم مرحب کا تمہیں نصرت تھی حیدر کی
شہیدو تم سے باقی ہے صدا اللہُ اکبر کی

ابھی تک ہے زمانہ میں حسینی خوں کی ارزانی کبھی بیت المقدس میں کبھی کعبہ میں قربانی
خدا کی راہ میں بہتا سرِ لبنان بھی دیکھا لہو بہتا شہیدوں کا سرِ ایران بھی دیکھا
مگر ایک انتہا دیکھی وہاں پر صبرِ مادر کی
شہیدو! تم سے باقی ہے صدا اللہُ اکبر کی

بہشتِ بی بی زہراؑ کا قیامت خیز وہ منظر ہجومِ مادراں تھا واں شہیدوں کے مزاروں پر
مگر لب پر کسی کے بھی نہ آہیں تھیں نہ شکوہ تھا وہاں ایرانی ماؤں کی زباں پر ایک جُملہ تھا
جوانی اپنے بچوں سے بہت افضل ہے اکبرؑ کی
شہیدو! تم سے باقی ہے صدا اللہُ اکبر کی

وہ گستاخِ نبی رشدی منافقیں کا پروردہ   خُدا کے دین کا باغی یہودیت کا سرکردہ
کہاں جائے گا یہ سن لے خمینیوں سے بچ کر تُو   بچا سکتے نہیں تجھ کو یہودی اب کسی پہلو
لگا دی ہے خُمینی نے بڑی قیمت تیرے سر کی
شہیدو! تم سے باقی ہے صدا اللہُ اکبر کی

یہودی شرپسندوں نے کیا اک مردِ حق اغوا   اس اَمرِ بزدلانہ پر بڑی طاقت کا ہے دعویٰ
ڈرو اُس وقت سے اب تم کہ دیں گے ہم جواب اسکا   لیا جائے گا جب تم سے سرِ میداں حساب اِس کا
کہ تنہا اک نہتے پر چڑھائی پورے لشکر کی
شہیدو! تم سے باقی ہے صدا اللہُ اکبر کی

یہودیت کے ایماں پر یہ فضلِ حق کے خاکے ہیں   پشاور اور پنڈی میں جو یہ بم کے دھماکہ ہیں
نمک خوارِ یہودی کی یہ سب تخریب کاری ہے   لہو عارف حسینی کا اس ہی کی ذمہّ داری ہے
اسے رغبت نہیں دیں سے اُسے الفت ہے ڈالر کی
شہیدو! تم سے باقی ہے صدا اللہُ اکبر کی

سُنیں اس دورِ حاضر کے جہاں ہوں مرحب و انتر   بتا دوان کو تم گھاتل کہ ہم ہیں ضربتِ حیدر
جہاں بھی ہم سے ٹکرائے تمہیں پامال کر دیں گے   یہودیت کی دنیا کو لہو سے لال کر دیں گے
ہوئی ہے انتہا بس اب یہودی فتنہ و شر کی
شہیدو! تم سے باقی ہے صدا اللہُ اکبر کی

❄

بےکس حسینؑ کشتۂ خنجر تجھے سلام

ذبحِ عظیم فدیۂ داور تجھے سلام   زہراؑ کے لال سبطِ پیمبرؐ تجھے سلام
مختارِ خلد مالکِ کوثر تجھے سلام   اے نورِ عینِ فاتحِ خیبر تجھے سلام
بے کس حسینؑ کشتۂ خنجر تجھے سلام

اے ورثہ دارِ خانۂ معبود کبریا   اے پاسبانِ دینِ خدا دینِ مصطفٰے
اے نائبِ امیر رسولانِ دوسرا   اے مقصد و معنٰی و مفہومِ حل اتٰی
اے بولتے قرآنِ مطہر تجھے سلام

تو نے نظامِ ظلمتِ باطل بدل دیا   لعنت کا غازہ چہرۂ فاسق پہ مل دیا
پیروں سے اپنے نامۂ بیعت مسل دیا   ٹھوکر سے تو نے عزمِ یزیدی کچل دیا
اے حق کے سر فروش سپہ گر تجھے سلام

گاڑا علم فرات پہ مشکیزہ بھر لیا   ہائے مگر نصیب پہ کچھ بس نہ چل سکا
مشکِ سکینہؑ چھد گئی اک تیر جو لگا   پانی کے ساتھ خون بھی سقے کا بہہ گیا
عباسؑ شیرِ ضیغم داور تجھے سلام

دل بند وہ حسینؑ کا بانو کا ماہ رُو   مثلِ محمدؐ عربی تھا جو ہو بہ ہو
اس کو یزیدیوں نے شہۂ دیں کے رُوبرو   نوکِ سناں لگا کے کیا ہے لہو لہو
ہم شکلِ مصطفٰے علی اکبرؑ تجھے سلام

وہ ایک دینِ حق کا محافظ وہ پاسباں   پیروں میں ہائے وارثِ کعبہ کے بیڑیاں
اس پر گلے میں طوق اور ہاتھوں میں رسیاں   پیروں کے آبلوں سے ہے آبِ لہو رواں
سجادؑ صبرو شکر کے پیکر تجھے سلام

چشمِ فلک نے دیکھی نہ ایسی کوئی بہن   بے چادری بھی بازو بھی ہیں بستۂ رسن
بھائی کی لاش سامنے آنکھوں کے بے کفن   غربت اسیری تشنہ لبی دوریٔ وطن
اے غم گسار زینبؑ مضطر تجھے سلام

دونوں پسر بہن کے ہوئے بھائی پر فدا   تھا ان میں ایک عون محمد تھا دوسرا
حملوں کو اِن کے دیکھ کے کہتے تھے اشقیاء   جعفر کی مثل ایک ہے اک مثلِ مرتضٰےؑ
اِن کی رگوں کے خونِ مطہر تجھے سلام

معصوم بچی ہائے وہ ننھی سی جس کی جاں تاریک و تنگ شام کا زنداں وہ الاماں
اماں یہاں سے لے چلو گھٹتا ہے دم یہاں آخر وہ بچی مر گئی کر کر کے یہ بیاں
بی بی سکینہؑ شاہ کی دُختر تجھے سلام

آئی جو اُس کے کانوں میں ہل من کی اک صدا جُھولے سے وہ امام کی نصرت کو آ گیا
اس نے بس اِک اشارے سے نہ جانے کیا کہا جس پر کہ روئی پھیر کے منہ فوجِ اشقیاء
کم سن شہید اے علی اصغرؑ تجھے سلام

بے دیں کو ایک وار میں فی النار کر دیا ارزق کو کاٹ چھانٹ کے دو چار کر دیا
قاسمؑ نے گرم موت کا بازار کر دیا آیا جو سامنے تہہِ تلوار کر دیا
اے لخت و راحتِ دل شبرؑ تجھے سلام

آیا ہے فوجِ شام سے رُخ اپنا موڑ کر دنیا کے رشتے عیش و مراتب کے توڑ کر
بیٹھا ہے شاہ کے قدموں میں ہاتھوں کو جوڑ کر خُلدِ بریں میں آیا جہنم کو چھوڑ کر
حُرِّ جری بہادر و صفدر تجھے سلام

برسوں کیا ہے کفر کا تنہا مقابلہ تھا حق پرست کرتا رہا حق کا حق ادا
بعد از خدا نبیؐ کا محافظ تھا ہر جگہ حق کی عطا ہے یہ ابو طالب کا مرتبہ
اے پاسدارِ شافعِ محشر تجھے سلام

دنیا کی چاہ اس کے دلِ زار میں نہیں لیکن ولاءِ آلِ محمدؐ ہے دل نشیں
کرتا ہے حق سے یہ ہی دعا گھائلِ حزیں فردوس و خلد میں رہے ہر دم تیرے قریں
اے باوفا حُسینؑ کے لشکر تجھے سلام

❋

حق کا نشاں ہے کربلا حق پاسباں ہے کربلا

حق کا نشاں ہے کربلا حق پاسباں ہے کربلا   محشر کی تپتی دھوپ میں ایک سائباں ہے کربلا
سُنیے اسے پڑھیئے اسے حق کا بیاں ہے کر بلا   پھر دل نشیں کر لیجیے درسِ قرآں ہے کربلا
اس سے نہ منہ کو موڑیئے راہِ جناں ہے کربلا
یعنی خدا کے دین کی جاءِ اماں ہے کربلا

اِس کے شہیدوں کا لہو دینِ خدا کی آبرو   اِن کی رضا حق کی رضا ان کا عمل حق ہنر ہو
ہر دور میں حق کے لئے باطل سے یہ ٹکرا گئے   اور کفر کے دو لاکھ پر حق کے بہتر چھا گئے
اس واسطے اسلام کی روحِ رواں ہے کربلا
یعنی خدا کے دین کی جاءِ اماں ہے کربلا

دینِ خدا کی راہ میں اُس عہد سے اس عہد تک   کام آئی اولادِ علی جھولے سے لے کر لحد تک
سرکٹ گیا حق کے لئے لیکن نہ اُن کا سر جُھکا   اِن کربلا والوں کا سر ہر حال میں اونچا رہا
عزم و عمل کردار کا اک آسماں ہے کربلا
یعنی خدا کے دین کی جاءِ اماں ہے کربلا

اہلِ دمشق وکوفیاں جس سر کے خواہاں تھے جُھکے   پھر اپنے ہاتھوں سر وہی اونچا اٹھا کر خود چلے
اُن کی شکستِ فاش تھی جس کو جہاں دیکھا کیا   تاریخ نے اِس کو لکھا فتحِ مُبینِ کربلا
ہے فتح اب جس جا کہیں وہ ایک مکاں ہے کربلا
یعنی خدا کے دین کی جاءِ اماں ہے کربلا

جب سے بنی ہے کربلا خطرے میں کب اسلام ہے   اسلام سے خطرے میں اب شیطانیت ہر گام ہے
ہے جب سے خوفِ کربلا قلبِ بڑے شیطان میں   کھائی ہے ضربِ کربلا اُس نے جو اک ایران میں
شیطان کو معلوم ہے ضربِ گراں ہے کربلا
یعنی خدا کے دین کی جاءِ اماں ہے کربلا

ایک مومنِ بے تیغ کو اک صاحبِ ہتھیار سے   دلوا دیا ہے اس نے حق حق دار کو حق مار سے
شاہنشہی کا زعم تھا جس آمرانہ راج کو   اک کربلائی نے کیا تاراج اس کے تاج کو
ہر اپنے طالب کے لئے عزمِ جواں ہے کربلا
یعنی خدا کے دین کی جاءِ اماں ہے کربلا

سُنیے اِسے اب غور سے کیا کربلا کی ہے صدا مغرب کے گرویدہ ہو تم لب تک ہے ذکرِ کربلا
ہے تم میں کوئی مردِ حق جس کا ہو ایسا حوصلہ حُرؑ کی طرح جو کر سکے مشکل میں حرفِ حق ادا

ہر دورِ استبداد میں حق کی زباں ہے کربلا
یعنی خدا کے دین کی جاءِ اماں ہے کربلا

گر حیدری بننا ہے تو بن جاؤ قنبر کی طرح جب تک بھی تم چاہو جیو لیکن ابوذر کی طرح
سیکھو نظامِ زندگی تم میثمِ تمار سے لو فکر ذہنوں کے لیے تم حضرتِ مختار سے

پھر دُشمنِ اسلام پر برقِ تپاں ہے کربلا
یعنی خدا کے دین کی جاءِ اماں ہے کربلا

اکبرؑ جواں کی یاد سے جذبات گرماتے چلو لے کر علم عباسؑ کا کاندھوں پہ لہراتے چلو
اپنے عمل کے طرز سے دنیا کو یہ سمجھایئے تصویرِ درسِ کربلا بن کر اُسے دکھلایئے

پھر یہ جہاں سمجھے گا خود کیا داستاں ہے کربلا
یعنی خدا کے دین کی جاءِ اماں ہے کربلا

گردن میں تھا معصوم کی اک تیرِ سہ شوبہ کا پھل وہ حق کی نصرت کے لئے ننھے مجاہد کا عمل
گو بے زباں بے شیر تھا منہ سے تو کچھ کہہ نہ سکا اُمت کی اس بیداد پر بس مُسکرا کر رہ گیا

اُس بے زباں بے شیر کی گویا زباں ہے کربلا
یعنی خدا کے دین کی جاءِ اماں ہے کربلا

جاتے ہیں سوئے کربلا وہ غازیانِ صف شکن تم بھی تو اُن کا ساتھ دو اے خادمانِ پنجتن
کیوں کر گوارا ہے تمہیں حق پر تسلط غیر کا حق نہ ملے تو چھین لو یہ بھی عمل ہے خیر کا

گھائل تم اس کے واسطے پہنچو جہاں ہے کربلا
یعنی خدا کے دین کی جاءِ اماں ہے کربلا

خاکِ شفا کو زینتِ سجدہ بنا دیا

نوحہ سُنیں بہ غور یہ مِلّت کے نوجواں　　تشنہ لبوں کی ہے یہ لہو رنگ داستاں
مظلوم بے کسوں کی مصیبت کا ہے بیاں　　سینہ زنی حُسینؑ کے غم کی ہے ترجُماں
تم بھی یہ پیرویِ شہیدِ جفا کرو
ماتم کے ساتھ سجدۂ حق بھی ادا کرو

جس کے لئے حُسینؑ نے سر کو کٹا دیا　　میدانِ کربلا میں جہاں کو دکھا دیا
اپنے لہو سے سجدوں کو رنگِ بقا دیا　　سجدوں کی چاہتوں میں بھرا گھر لُٹا دیا
مولا نے نذرِ حق کئے صبر و سکون سے
سجدے سجا کے اصغرؑ و اکبرؑ کے خون سے

بنیاد دیں کی بن گیا سجدہ حُسینؑ کا　　ایمان کی زباں پہ ہے کلمہ حُسینؑ کا
قرآن کے لبوں پہ ہے نعرہ حُسینؑ کا　　اسلام کی حیات ہے صدقہ حُسینؑ کا
شبیرؑ نے ہمیں بھی یہ تحفہ عطا کیا
خاکِ شفا کو زینتِ سجدہ بنا دیا

سوچا کبھی یہ ہم نے کہ کس راہ پر ہیں ہم　　مذہب سے دور کیوں ہیں حُسینی اگر ہیں ہم
راہِ حُسینیت سے بھی کچھ با خبر ہیں ہم　　یا مغربی ہواؤں کے زیرِ اثر ہیں ہم
شیدائی کس کے ہم ہیں خُدارا یہ سوچئے
کس سمت رُخ ہے آج ہمارا یہ سوچئے

کہتے ہیں خود کو خادمِ ابنِ ابو ترابؑ　　راہِ ابو ترابؑ سے لیکن ہے اجتناب
ہے طرزِ نو سے قوم کا فرزند فیضیاب　　بے پردگی ہے دُخترِ مِلّت کا انتخاب
بے راہ روی کا رہروِ حق اب شکار ہے
کیسا یہ کربلائے مُعلّیٰ سے پیار ہے

زیرِ علم اب آیئے عہدِ وفا کریں　　اور دل سے یاد ہم سبقِ کربلا کریں
پہلے ہم اپنے گھر کو شریعت فضا کریں　　پھر اپنی ماؤں بہنوں سے یہ التجا کریں
حُکمِ خدا ہے مرضیِ بی بی بتولؑ ہے
پردہ تمہارا غیرتِ دینِ رسولؐ ہے

خود کو یقین و عزم کا پیکر بنایئے بچوں کو دینیات کا خُوگر بنایئے
بیٹوں کو اپنے خادمِ اکبرؑ بنایئے چادر کو بیٹیوں کا مقدّر بنایئے
پھر تو حُسینیت کا سبق ہوگا عام بھی
پھر ہم حُسینؑ کے ہیں کنیز و غلام بھی
گھائل غمِ حُسینؑ کے قربان جایئے مجلس ادب سے سُنیے جلوسوں میں آیئے
کاندھا ضریح کو دیجے علم بھی اٹھایئے سجدے بھی کیجئے اشکِ عزا بھی بہایئے
یہ قلبِ فاطمہؑ و محمدؐ کا چین ہیں
آنسو تمہارے مرہمِ زخمِ حُسینؑ ہیں

❋

پردے کی اہمیت کو علیؑ نے بتا دیا

مِلّت کی مائیں بہنیں سُنیں بیٹیاں سُنیں   بیٹھی ہوں جس جگہ وہ کھڑی ہوں جہاں سنیں
کیا کہہ رہا ہے غور سے اِک نوحہ خواں سُنیں   حَیَّ علیٰ خیر العمل کا بیاں سُنیں
خدمت میں آپ کی بس اک اتنی سی عرض ہے
دین رسولؐ پاک میں پردہ بھی فرض ہے

پردہ نہیں تو عظمتِ نسواں ہے تار تار   پردہ ہے عورتوں کے لئے عزت و وقار
پردہ ہی ہے طہارتِ عصمت کا پاسدار   پردہ ہے چہرۂ عملِ نیک پر نثار
پردہ ہی تو جبینِ حیا کا سنگھار ہے
پردہ جہاں نہیں وہاں حیا شرم سار ہے

بے پردگی کا شوق اِشارہ خطا کا ہے   بے پردگی مذاق اُڑانا حیا کا ہے
یہ زندگی سراب ہے جھونکا ہوا کا ہے   خوفِ رسولؐ دل میں نہ کچھ ڈر خُدا کا ہے
اس طرح بے ردائی کا تم پہن کر لباس
خُلدِ بریں میں جاؤ گی کیا سیدہؑ کے پاس

یہ یاد ہے کہ آپ نے اُس کو بھلا دیا   بنتِ جناب سیدہ زہراؑ کا واقعہ
قرآن پڑھتے وقت ردا ہٹ گئی ذرا   پردے میں آسمانوں کے سورج چلا گیا
جب تک رِدا نہ آگئی سر سے جبین تک
سورج کی ایک کرن بھی نہ پہنچی زمین تک

محضر کی جب سطور کو شبیرؑ نے پڑھا   ہر مرحلے پہ آپ نے شکرِ خدا کیا
لیکن سوالِ پردہ پر چہرہ اُتر گیا   سر کو جھکا کے آپ نے نانا سے یہ کہا
اللہ کی رضا سے کنارا نہیں مجھے
بے پردگی حرم کی گوارا نہیں مجھے

منظور ہے شہید ہو اکبرؑ سا پر جمال   سر کو کٹائیں زینب و مسلم کے نونہال
قاسمؑ کی لاش سامنے میرے ہو پائمال   مشکِ سکینہؑ خون سے عباسؑ کے ہو لال
بے پردگی کی شرط سے گو دِل ملول ہے
ہو بعدِ قتل میرے تو وہ بھی قبول ہے

اور بعدِ قتلِ شاہِ شہیدانِ کربلا   بازارِ شام پہنچا جو رانڈوں کا قافلہ
اہلِ حرم نے بالوں سے مُنہ کو چُھپا لیا   بنتِ علیؑ کے لب پہ تھی اس وقت یہ دُعا
یارب ہماری طرح کوئی دربدر نہ ہو
بی بی ہماری طرح کوئی ننگے سر نہ ہو

بعدِ وفاتِ فاطمہؑ صدیقہ طاہرہ   مغموم ماں کی یاد میں تھی بنتِ فاطمہؑ
بچی کو پیار کرنے لگے شاہِ لا فتیٰ   بیٹی نے آکے گود میں رو رو کے یہ کہا
بابا میں آج قبر پہ اماں کی جاؤں گی
اور اپنے ساتھ اماں کو گھر لے کے آؤں گی

رویا یہ سُن کے حق کا ولی شیرِ کبریا   دل سے لگا کے بیٹی کو بولے یہ مرتضٰے
مت روؤ میری جان پدر آپ پر فدا   ہو جائے وقت شام کا چُھپ جائے دن ذرا
لے کر چلیں گے بیٹی کو ہم اپنے ساتھ میں
ہم سیّدہؑ کی قبر پہ جائیں گے رات میں

مقصد یہ تھا کہ بیٹی کی بے پردگی نہ ہو   سناٹا رات کا ہو کہیں روشنی نہ ہو
اورجنت البقیع میں کوئی آدمی نہ ہو   پردے کا مسئلہ ہے کہیں پر کمی نہ ہو
پردے کی اہمیت کو علیؑ نے بتا دیا
گھائل ہماری بہنوں نے پردہ بُھلا دیا

❄

تیروں سے سب فگار جنازہ حسنؑ کا ہے

کیا انقلاب دہر میں چرخ کہن کا ہے دشمن زمانہ عترتِ خیبر شکن کا ہے
اُمت کے ظلم و جور سے ساماں محن کا ہے یوم شہادت آج امام حسنؑ کا ہے
تیروں سے سب فگار جنازہ حسنؑ کا ہے

سجدے میں تھے کیے گئے جب مرتضٰی شہید پہلو کا صدمہ سہہ کے ہوئیں سیدہ شہید
زہرِ دغا سے آج ہوئے مجتبٰی شہید ختم الرسل کے بعد ہے یہ تیسرا شہید
وقفِ جفا مدینہ میں گھر پنجتن کا ہے

غم میں حسنؑ کے آل پیمبر ہیں بے حواس اطفال مضطرب ہیں مُعمر ہیں بے حواس
حرماں نصیب زوجۂ شبّرؑ ہیں بے حواس سب سے زیادہ زینب مضطر ہیں بے حواس
اور غیر حال صدمہ سے چھوٹی بہن کا ہے

چاروں طرف ہے مجمع اولادِ پنجتن تھامے ہوئے ہیں بھائی کو زینب بصد محن
وہ کرب ہے کہ جس سے سنبھلتے نہیں حسنؑ آلودہ خونِ تازہ سے ہے سارا پیرہن
بستر لہولہان اسیرِ محن کا ہے

ہائے وہ زہر سیّد زیجاہ کو دیا اُمّید زندگی کی نہیں جس سے مطلقا
رَہ رَہ کے کٹ رہا ہے کلیجہ امام کا جُھک جُھک کے ڈالتے ہیں لہو مُنہ سے مجتبٰی
لبریز دل کے ٹکڑوں سے تھالہ لگن کا ہے

دامانِ آل چھوڑے ہوئے ہیں عدوئے دیں غیرت سے منہ کو موڑے ہوئے ہیں عدوئے دیں
رشتہ حیا سے توڑے ہوئے ہیں عدوئے دیں پیکاں کماں میں جوڑے ہوئے ہیں عدوئے دیں
تابوت کشمکش میں امامِ زمن کا ہے

آتے ہیں تیر لاش پہ غم کھاتے ہیں حسینؑ انجام سوچ سوچ کے رہ جاتے ہیں حسینؑ
تلقینِ صبر بھائی کو فرماتے ہیں حسینؑ عباسؑ نامدار کو سمجھاتے ہیں حسینؑ
بپھرا ہوا پسر اَسدِ ذوالمنن کا ہے

میّت پہ ظلم اور شقاوت کی انتہا برسا رہے ہیں تیر جنازے پہ اشقیا
نانا کے کلمہ گو ہیں نواسے پہ ہے جفا دیتے نہیں لحد کی جگہ نزدِ مصطفٰے
کہتے بھی ہیں نواسہ رسول زمن کا ہے

آداب تعزیت میں کسی کو نہیں کلام ہوتے ہیں سب شریک جنازہ بااہتمام
مردہ بدستِ زندہ ہے یہ قول خاص و عام کافر تلک بھی کرتے ہیں میت کا احترام
محرومِ احترام جنازہ حسنؑ کا ہے

کیوں کر نہ اس ستم سے کلیجہ ہو پاش پاش اس غم میں کیوں نہ غم سے کلیجہ ہو پاش پاش
مولا کا جبکہ سم سے کلیجہ ہو پاش پاش پھر کیوں نہ اس الم سے کلیجہ ہو پاش پاش
دل سوز حادثہ یہ امامِ حسنؑ کا ہے

مقبولِ بارگاہ ہو گھائل کی التجا باطل کے ظلم کی ہے اب عالم میں انتہا
دنیا کے اہلِ حق ہیں مصائب میں مبتلا دیجئے حضور پردۂ غیبت کو اب ہٹا
ہادیٔ عصر اب یہ زمانہ محن کا ہے

نوحہ

اشک افشانی سے نوحہ کیجئے کرکے ماتم چاک سینہ کیجئے
غم رسول حق کا بانٹا کیجئے تعزیت کا فرض ایفا کیجئے
سیّدہ زہراؑ کو پُرسہ دیجئے

عالمِ خُلدِ بریں ہے درد ناک ہے سرِ اہل جناں کے سر پہ خاک
ہیں رسولانِ سلف سب سینہ چاک آپ بھی اس غم میں حصہ لیجئے
سیّدہ زہراؑ کو پُرسہ دیجئے

ہے شریکِ غم بھی ہونا بندگی شیوۂ انسانیت بھی ہے یہ ہی
جبکہ ماتم ہے غمِ سبطِ نبیؐ ہاتھ ماتم سے نہ روکا کیجئے
سیّدہ زہراؑ کو پُرسہ دیجئے

آپ کا ماتم ہے وہ ضرب گراں جس سے ہے قلبِ منافق بے کراں
ذکرِ شہ اُس کے لیے برقِ تپاں مجلس ہر گھر میں برپا کیجئے
سیّدہ زہراؑ کو پُرسہ دیجئے

ذکرِ مظلومِ شہید کربلا فکر کو کرتا ہے یہ حق آشنا
یہ رہِ عزم و عمل کی ہے ضیاء اس سے روشن دارِ عقبیٰ کیجئے
سیّدہ زہراؑ کو پُرسہ دیجئے

وہ حسینؑ ابنِ علیؑ شیر خدا سبط محبوبِ خداءِ کبریا
شخصیت جس کی بناء لاالہ اُس کے غم میں دل کو کعبہ کیجئے
سیّدہ زہراؑ کو پُرسہ دیجئے

بندۂ معبود وہ بندہ نواز چور تھا زخموں سے لیکن بے نیاز
تھی وہ ریگ گرم جس کی جا نماز آپ بھی بروقت سجدہ کیجئے
سیّدہ زہراؑ کو پُرسہ دیجئے

کربلا میں بے کسی شبیرؑ کی اور مصیبت عابدِ دل گیر کی
یاد کرکے تشنگی بے شیر کی چہرہ ترا اشکوں سے اپنا کیجئے
سیّدہ زہراؑ کو پُرسہ دیجئے

پرچم عباس ہے حق کا نشان　　اس پہ ہے قربان اہل حق کی جاں
ہے تلاشِ حق تو پھر آکر یہاں　　یہ علم آنکھوں سے چوما کیجئے
سیّدہ زہراؑ کو پُرسہ دیجئے

کربلا ہے کعبۂ صبر و رضا　　کربلا ہر دو جہاں میں حق نما
کربلا کی خاک ہے خاکِ شفا　　اس سے سجدوں کو سجایا کیجئے
سیّدہ زہراؑ کو پُرسہ دیجئے

کربلا ہی ہے صراطِ مستقیم　　کربلا دینِ محمدؐ کی حریم
کربلا قرآن کا درسِ عظیم　　کربلا کو دل سے چاہا کیجئے
سیّدہ زہراؑ کو پُرسہ دیجئے

یہ عزاداریٔ شاہِ کربلا　　حشر تک قائم رہے گی باخُدا
اس کی ضامن ہے دعاء سیّدہ　　بم کی گولی کی نہ پروا کیجئے
سیّدہ زہراؑ کو پُرسہ دیجئے

یہ عزادارانِ شاہ کربلا　　مجلس شبیر و ماتم کے سوا
کچھ نہیں رکھتے ہیں اپنا مُدّعا　　ان کو اس غم سے نہ روکا کیجئے
سیّدہ زہراؑ کو پُرسہ دیجئے

بم خدا کی مسجدوں پر مار کر　　مت نمازیوں کو کیجئے خون میں تر
یہ عمل اور اُمّت خیرُالبشر　　ماؤں بہنوں کو نہ بیوہ کیجئے
سیّدہ زہراؑ کو پُرسہ دیجئے

ہاتھ سے ماتم ہو کہ زنجیر سپر جگہ پر مجلسِ شبیر سے　　مجلس و ماتم میں گھائل آیئے ہر جلوس غم میں گھائل آیئے
الغرض تقریر سے تحریر سے احتجاج ظلم بیجا کیجئے　　اس غم پیہم گھائل آیئے اپنے ہر غم کا مداوا کیجئے
سیّدہ زہراؑ کو پُرسہ دیجئے

تھے یقین و عزم کا شاہکار اصحابِ حسینؑ

با وفا بے لوث با کردار اصحابِ حسین　　تھے یقین و عزم کا شاہکار اصحابِ حسینؑ
جذبۂ شوقِ شہادت اور حُبّ اہلِ بیت　　اِن ہی دو چیزوں سے تھے سرشار اصحابِ حسینؑ
جان کی پرواہ نہ تھی تھے اس قدر دل کے کڑے　　اس طرح کے تھے سب ہی جی دار اصحابِ حسینؑ
آج تک چشمِ فلک نے ایسے دیکھے نہ سنے　　وہ جیالے پیکرِ ایثار اصحابِ حسینؑ
نہ ہی نبیوں کو ملے ایسے نہ ولیوں کو نصیب　　جیسے تھے ہمدرد اور غم خوار اصحابِ حسینؑ
عطر ہیں ایمان کے گُل کا حُسین ابن علیؑ　　اور ہیں اُس عطر کی مہکار اصحابِ حسینؑ
صورتِ ایمانِ کامل سب کے سب روشن ضمیر　　کربلا میں جتنے تھے انصار اصحابِ حسینؑ
سن کے ہل من ناصرِ پہنچے سرِ کرب و بلا　　چھوڑ کر اللہ پر گھر بار اصحابِ حسینؑ
آسمانِ دین کا شبیرؑ ہیں ماہِ مُبیں　　اور ستاروں کی طرح ضوبار اصحابِ حسینؑ
ہے علمدارِ حسینی ابن شیرِ ذوالجلال　　اور اس کے حاشیہ بردار اصحابِ حسینؑ
صبحِ عاشورہ برائے حفظِ سبطِ مُصطفٰے　　بن گئے تھے آہنی دیوار اصحابِ حسینؑ
راہِ حق میں اپنا اپنا سَر کٹانے کے لئے　　اِک سے بڑھ کر ایک ہے تیار اصحابِ حسینؑ
دیکھ لے دُنیا سرِ میداں مجسم دیکھ لے　　بیعتِ فاسق کا ہیں انکار اصحابِ حسینؑ
بنتِ زہراؑ نے شبِ عاشورہ جب شہ سے کہا　　چھوڑ نہ دیں آپ کو بے یار اصحابِ حسینؑ
سن کے یہ جملہ سروں کو پیٹ کر رونے لگے　　سر سے اپنے پھینک کر دستار اصحابِ حسینؑ
پھر کہا یک بار سب نے اپنے ہاتھوں حلق پر　　حُکم ہو تو پھیر لیں تلوار اصحابِ حسینؑ
آخرش سب ہو گئے قربان دیں کے نام پر　　در حقیقت تھے وہی دیں دار اصحابِ حسینؑ

ماتمِ شبیرؑ میں گھائل کو گھائل دیکھ کر
خُلد کا ٹھہرا گئے حق دار اصحاب حُسینؑ

❋

جس گھر سے یاحُسیٓن کا نعرہ سنائی دے — یکتائیِ خدا کا وہی گھر گواہی دے
وہ دل نجف بھی مشہد و مکہ مدینہ بھی — جس دل کو رَب غمِ شَہہِ کرب و بلائی دے
نغموں کا رنگ جس میں نہ ہو سوز و درد ہو — یا رب میری زباں کو وہ نوحہ سرائی دے
کافر جو کہہ رہا ہے اُسے کہنے دیجئے — کافر کو تو فرشتہ بھی کافر دکھائی دے
افسوس ہے کہ عالمِ اسلام کی جگہ — کعبہ کا حِفظ آ کے یہودی سپاہی دے
مروا دیئے عراقی مسلماں یہود سے — اور فَہد بُش کو بُش کی فتح پر بدھائی دے
بندے کی یہ مجال کہے اپنا سا بشر — جس کو خدا خود عرشِ علٰی تک رسائی دے
ابناءَنا و انفسنا و نساءَنا — قرآن پنجتن کی یہ کہہ کر گواہی دے
مجروح گولیوں سے ہوا روضہَ حُسیٓن — اس پر خموش مِلّت حقاً دکھائی دے
اس شیر کا پسینہ ہو پانی کی کیوں زکوٰۃ — قدموں کو جس کے چومتا دریا دکھائی دے
حُرؑ کے ضمیر نے کہا حُرؑ سے بنامِ حق — اُٹھ نصرتِ حُسیٓن میں سر کو کٹاہی دے
پانی لعین زادوں نے اس کو نہیں دیا — کوثر خود اپنی مرضی سے جس کو اِلٰہی دے
اُمّت نے اس کے سینہ میں برچھی اُتار دی — جو ہوبہو رسولؐ کی صورت دکھائی دے
کہتے رہے یہ شمر سے ناموسِ مُصطفٰے — سر کاٹ لے مگر نہ ہمیں بے ردائی دے
دربارِ شام میں کوئی ایک باحیا نہ تھا — جو دخترِ رسولؐ کو چادر اوڑھا ہی دے
ننھی سی بہن مر گئی زندانِ شام میں — زنداں میں اب کہاں سے کفن اس کو بھائی دے
پیشِ نظر جو وعدہَ محشر نہ ہو تو پھر — ٹوٹے فلک جو ثانیِ زہراؑ دُہائی دے
قاتل ہے الحسینی کا یہ جانتے ہوئے — کیوں اقتدارِ وقت اسے پھر رہائی دے
یہ اقتدار چار دنوں کی ہے چاندنی — پھر بعد میں اندھیرا تلک نہ سجھائی دے

کرتے ہیں جو جلوسوں میں سجدوں کا انتظام
گھائل انہیں خدا میرا عزّت سوائی دے

❄

اکبرؑ جو اک شبیہِ رسولؐ خدا لگے

سجدوں میں جس جبیں پہ بھی خاکِ شفا لگے   سجدہ اُسی کا زینتِ عرشِ اُولیٰ لگے
ہے حق تو یہ ہی بس وہی حق آشنا لگے   عباسؑ کے علم کی جسے بھی ہوا لگے
کہتے گا یا علیؑ تو پھر اس کے جواب میں   عرشِ بریں پہ نعرۂ صد مرحبا لگے
وہ دل ہے مثلِ کعبہ کے جس دل میں ہیں علیؑ   جس دل میں یہ نہیں ہے وہ ظلمت کدہ لگے
لُوٹے گا خیر سے وہی جنت کے بھی مزے   جس کو ولائے پنجتنی کا مزا لگے
یہ بھی ہے ایک معجزۂ خاکِ کربلا   ماتم کے زخم بھر دے اگر یہ ذرا لگے
کشمیریوں پہ ظلم ہو تو ماتمی جلوس   مظلومیِ حُسینؑ کا ماتم برا لگے
کہتے ہو جس کو مرکزِ اسلام وہ ریاض   اب وہ یہودیوں کا پرستش کدہ لگے
کُرسی نشین جتنے تھے دربارِ شام میں   تاریخ کی نگاہ کو سب بے حیا لگے
دنیا کے درد و رنج و الم سے نجات دے   جس دل سے بھی غمِ شہہِ کرب و بلا لگے
بیمار بھی امام بھی سبطِ نبیؐ بھی تھا   دُرّے قدم قدم پہ جسے بارہا لگے
زینب یہ کہہ رہی تھیں طمانچے نہ اس کو مار   بچی بھی یہ لعین تجھے پُر خطا لگے
چشمِ فلک نے دیکھا نہ ایسا کوئی صغیر   جس کے گلے پہ پیاس میں تیرِ جفا لگے
نیزوں نے ہائے اُس کا جگر بھی کیا ہے پاش   اکبرؑ جو اِک شبیہِ رسولؐ خُدا لگے

گھائلؔ ہے بات جب کہ تو گفتار سے نہیں
کردار سے غلامِ شہِ کربلا لگے

❄

جبیں جو خاکِ شفا سے کوئی سجا نہ سکے
صراطِ حق وہ کبھی حشر تک بھی پا نہ سکے

اکیلے ڈھا دیا حیدرؑ نے قلعۂ خیبر
ہم اس کا ملبہ ابھی تک ذرا ہٹا نہ سکے

ملا ہے علم کے در سے ہمیں جو درسِ عمل
عمل وہ کر کے زمانے کو ہم دکھا نہ سکے

دلوں میں جذبۂ صادق سے ہو جو حُبِّ علی
تو کربلا میں کوئی گولیاں چلا نہ سکے

گنوں سے داغ کے روضوں کو پیروانِ یزید
سوائے ذلت و خواری کے کچھ بھی پا نہ سکے

یزید بعد یزید آج بھی ہزاروں ہیں
حُسینیت کو جگہ سے مگر ہلا نہ سکے

ہزار بادِ مخالف کے دور آئے گئے
چراغِ پنجتنی کو مگر بجھا نہ سکے

جو شرک کہتے ہیں اَمداد غیرِ اَللہ کی
وہ فتوے شرک کے کیوں فہد پر لگا نہ سکے

ہو شہرِ مکّہ کا نگراں جو عالمِ اسلام
تو قتل پھر کوئی حّجاج کا کرا نہ سکے

ہے باقیات اُنہی کی خلافِ آلِ رسولؐ
حبیبِ حق کا جو تابوت تک اُٹھا نہ سکے

سرِ حُسیؑن تو نیزے پہ بھی بلند رہا
لعین کاٹ کے بھی شہہ کا سر جھکا نہ سکے

بقاء دین کی خاطر حُسیؑن ابن علیؑ
وطن سے ایسے گئے پھر وطن کو آ نہ سکے

گلے لگا لیا تیغِ ستم کو حق کے لئے
حُسیؑن بچھڑے ہوؤں کو گلے لگا نہ سکے

لِٹا تو آئے اُسے قبر میں کہا شہِ نے
رباب پانی تو اصغرؑ کو ہم پلا نہ سکے

نصیب کرب و بلا جس کا بن گئی گھائل
اُسے جہاں کا کوئی غم کبھی رُلا نہ سکے

❄

نہ فیصلے کبھی حق کی کتاب کے بدلے

ہزار وقت نے رنگ اِنقلاب کے بدلے مگر غلام نہیں بوترابؑ کے بدلے
ہے کوئی مثلِ علیؑ شیرِ حق خدا کا ولی جو ایک اشارے سے رُخ آفتاب کے بدلے
بدوشِ عزم و عمل ہو اگر ولاءِ حُسینؑ فرات زیرِ قدم ہو سراب کے بدلے
سرِ غدیر کیا تھا جو مرسلِ حق نے لئے حُسین سے اُس انتخاب کے بدلے
نبیؐ کی آل سے بعدِ نبیؐ زمانے میں مسلماں ہائے رسالت مآب کے بدلے
رضا خرید لی اکبرؑ نے ربِّ اکبر کی سناں کو سینے پر کھا کر شباب کے بدلے
خبر تھی اُجڑے گی مانگ اور کوکھ دونوں ہی مگر ارادے نہ ہرگز رباب کے بدلے
وہ چھ مہینہ کا معصوم تشنہ لب جس کے گلے پہ تیر لگا جامِ آب کے بدلے
قرآں کا فیصلہ اپناؤنا برائے حُسینؑ نہ فیصلے کبھی حق کی کتاب کے بدلے
چچا کے باپ کے بھائی کے خوں بھرے کرتے ملے ہیں صغرا کو خط کے جواب کے بدلے
یزیدی کرتے ہیں اب بھی جلوس و ماتم پر بموں کی بارشیں عرقِ گلاب کے بدلے
ہر ایک عہد کا چہرہ یزید کا چہرہ نقوش و رنگ ہر ایک بے نقاب کے بدلے
برنگِ نغمہ جو نوحہ پڑھے سرِ مجلس عذاب ملتا ہے اس کو ثواب کے مدلے

لحد میں مژدۂ خلدِ بریں ملا گھائلؔ
ولاءِ آل کے صدقہ حساب کے بدلے

❋

سوگواران حسینؑ ابنِ علیؑ مرتضےٰ اے مُحبانِ علیؑ دستِ خداء کبریا
غمگساران جناب بنتِ محبوب خدا تم مجسم ہو دُعاءِ مستجاب سیدہؑ
تم ہو وہ ہے کربلا جن کی صراطِ مستقیم
کربلا وہ ہے کہ جو ہے دینِ حقا کی حریم

دشمنانِ دین اس کے درپئے آزار ہیں دین اسلامی مٹانے کے لیے تیار ہیں
اس کی جانب دشمنوں کے آتشیں ہتھیار ہیں گولیاں ہیں بم ہیں میزائل کے انبار ہیں
ایٹمی فرعون ہے بُش دشمنِ دین خدا
آج ہے اسلام پر اس کی نگاہِ بے حیا

بعد از عراق ہے ایران اور پھر ارضِ پاک بش کے منصوبے خلاف دین ہیں اندوہ ناک
اہلِ حق پر یہ بٹھانا چاہتا ہے اپنی دھاک زعم ایٹم اس کا خود اس کو کرے گا زیرِ خاک
روس کی مانند ٹکڑوں میں بکھر جائے گا بُش
انجزات ایٹمی سے خود ہی مر جائے گا بُش

الفتِ صیہون میں ہے دشمنی اسلام سے دشمنی اس کی نہیں لادن سے نہ صدام سے
مار سکتا ہے یہ دونوں کو بڑے آرام سے مقصد اس کا صرف ہے مسلم کے قتلِ عام سے
ایٹمی فرعون امریکہ کے بش کا نام ہے
دوسروں سے بڑھ کے جو خود پیروِ شیطان ہے

اور وہ صدّام بھی تھا کلمہ گویوں کا رقیب حکمراں ظالم عوام اس کی تھی مظلوم و غریب
لاعلاجی مفلسی اور بھوک تھی ان کا نصیب آج ان حالات میں بس موت ہے ان کے قریب
مضطرب دن رات ہیں یہ صدمہ و آلام سے
آج بھی صدّامیت ہے عیش سے آرام سے

یاالٰہی بُش کا عبرت ناک وہ انجام ہو اُس کے ہی ایٹم بموں سے اُس کے سر کا کام ہو
میرے مولاؑ لعنتی لوگوں میں اُس کا نام ہو منہ کے بل گر جائے جو بھی دشمنِ اسلام ہو
بددعاؤں میں نہ اب گنجائش ذرا بھی فرق ہو
بُش کا بھی صدام جیسا کاش بیڑہ غرق ہو

☆

سلام اے شہِ مظلوم عابدؒ بیمار

سلام دینِ محمدؐ کے سیدؑ و سالار
سلام اے شہِ مظلوم عابدؒ بیمار

سلام آپ پہ اُن کا جو اہلِ ایماں ہیں
شہیدِ کرب و بلا کے غلام اور غم خوار

سلام ایسے عبادت گزار و ساجد پر
سجودِ ربّ علیٰ کے نہیں ہے جس کا شمار

وہ آسمانِ امامت کی آنکھ کا تارا
ستونِ خانۂ کعبہ امامِ عالی وقار

ہیں جس کے سجدوں پہ نازاں ملائکہ کے سجود
جنابِ سیدِؑ سجادؑ ایسا سجدہ گزار

گرا چکا تھا جو حجاج خانۂ کعبہ
ہیں یہ بھی مثلِ براہیم کعبہ کے معمار

وہ آج بعدِ شہادت حسینؑ ابن علیؑ
نہیں ہے جس کا سر کربلا کوئی غم خوار

وہ بے دیار غریبُ الوطن اسیرِ محن
ہے آج بے کس و مجبور و مضطر و ناچار

گلے میں طوق پسِ پشت ہاتھ جکڑے ہوئے
ہیں بیڑیاں بھی جو پیروں میں وہ بھی ہیں پُرخار

ہے بے ردائی ناموسِ مصطفےٰ کا الم
اک اضطراب کے عالم میں ہے شہہ ابرار

سکینہؑ! کیسے بچائے تمہیں طمانچوں سے
تمہارا بھائی رسن بستہ عابدِؑ بیمار

میرے امامؑ پہ غم کے پہاڑ ٹوٹ پڑے
وہ کربلا میں ہے تنہا مصیبتوں کا شکار

پیادہ پائی بھی ہے اور برہنہ پائی بھی
اور اس پہ شام کی کوفہ کی راہ بھی پُرخار

رسول زادے کو اس حال میں لعیں زادے
کشاں کشاں لئے جاتے ہیں اب پئے آزار

نبیؐ کے لعل کے پیروں سے خون بہہ بہہ کر
بنا رہا تھا زمیں پر یقیں کے نقش و نگار

قدم رُکا جو کہیں پر امامِ بے کس کا
تو پشت دُرّوں سے مظلوم کی ہوئی ہے فگار

ہیں اُس کے کے پیچھے نبی زادیاں رسن بستہ
بنا کجاوے کے اونٹوں پہ غم زدہ ہیں سوار

بجائے چادر و مقنع سروں پہ ہے اُن کے
یتیمی بیوگی لاوارثی کے گرد و غبار

گزر کے شام کے بازار سے رسولؐ کی آل
بہ حالِ زار ہے لائی گئی سرِ دربار

وہاں پہ سات سوظالم تھے حافظِ قرآں
مگر یزید کے پیرو قران سے بیزار

کھڑی ہے آلِ محمدؐ نبی ہوئی قیدی
لعین تخت نشیں ہے یزیدِ بد کردار

کہا یزید نے زندان میں رکھی جائے
محمدِؐ عربیؐ کی یہ عطرتِ اطہار

دیارِ شام کا زنداں بھی ایسا زنداں ہو
جہاں پہ گھٹتا ہو دم اس طرح کا تیرہ و تار

سکینہ مر گئیں زندانِ شام میں گھٹ کر
بہن کا بھائی نے زنداں ہی میں بنایا مزار

مصائب اتنے سہے اس امامِ برحق نے
نہ جن کی حد ہے کوئی اور نہ جن کا کوئی شمار

کیا شہید زہر سے ولید نے اُس کو خدا کے دیں کے فروزاں تھے جس سے لیل و نہار
غروب ہو گیا وہ مہرِ منبر و محراب کہ جس کی ضو سے منور تھے علم کے مینار
زمیں کے فرش پہ اب جنت البقیع میں ہے جنابِ سیدِ سجادؑ کا نشانِ مزار
لکھا ہے تین شب و روز قبر پہ روکر وہ ناقہ مر گیا ہوتے تھے آپ جس پہ سوار
ادا وہ حقِ نمک کافروں کا کرتے ہیں جو لفظ لکھتے ہیں کافر کا برسرِ دیوار
غمِ حسین کے ماتم میں جو بھی ہو گھائل
دعائیں دیتی ہیں زہراؑ اُسے ہزار ہزار

☆

کیا ہے رسولؐ پاک سے رشتہ حسینؑ کا

سمجھا گیا جہاں کو یہ سجدہ حسینؑ کا　　اسلام کی حیات ہے صدقہ حسینؑ کا
ابناؤنا سے کر دیا ثابت قرآن نے　　کیا ہے رسولِؐ پاک سے رشتہ حسینؑ کا
انسانیت کے نام پہ بی بی بتولؑ کو　　اشکِ عزا سے دیجئے پُرسہ حسینؑ کا
تھے عرش پر رسول یہ دوشِ رسولؐ پر　　وہ رُتبہ رسولؐ یہ رُتبہ حسینؑ کا
رُخ پر یزیدیت کے طمانچہ لگا گیا　　میداں میں ایک ننھا سا بچہ حسینؑ کا
عباسؑ نے اُلٹ دیا ہوتا فرات کو　　ادنیٰ سا ایک اشارہ جو ملتا حسینؑ کا
ایک حشر ہو گا اور بھی میدانِ حشر میں　　زہراؑ جو لائیں خوں بھرا کُرتہ حسینؑ کا
نیزوں میں بٹ رہی تھی نشانی رسولؐ کی　　تیغوں سے کٹ رہا تھا کلیجا حسینؑ کا
غُربت اسیری وردِ یتیمی و بیوگی　　کِس کِس جگہ سے گزرا ہے کنبہ حسینؑ کا
نوکِ سناں پہ تیرہ نظر دیکھتے رہے　　سر گود میں لئے تھا فرشتہ حسینؑ کا
اپنے سروں سے اونچا اٹھا کر اُسے چلے　　سر کرنا چاہتے تھے جو نیچا حسینؑ کا
کب تک مُنافقیں کے تسلط میں وہ رہے　　کعبہ ازل سے جب کہ ہے ورثہ حسینؑ کا
القُدس کو یقیں ہے کہ اب دستِ غیر سے　　مجھ کو چھڑائے گا کوئی بندہ حسینؑ کا
سر کو تو کاٹ سکتا ہے ہر وقت کا یزید　　لیکن وہ سر جھکا نہیں سکتا حسینؑ کا

گھائلؔ کے ساتھ ساتھ رسولانِ ما سلف
پڑھتے رہیں گے حشر میں نوحہ حسینؑ کا

❋

تم اپنے سروں کو پئے تعظیم جُھکا دو   بے کس کو سلامی جو سرِ بزمِ عزا دو
اے اہلِ عزا حق کے چراغوں کی ضیا دو   باطل کے اندھیروں کو زمانے سے مٹا دو
مہکاؤ فضاؤں کو غمِ سبطِ نبیؐ سے   ماحول کو عباسؑ کے پرچم کی ہوا دو
تُم دنیا کو کردار سے اور اپنے عمل سے   زہراؑ کی دعاؤں کا اثر بن کے دکھا دو
تم پہلے ذرا اُسوۂ شبیرؑ تو اپناؤ   پھر عجّل اللہ فرجک کی صدا دو
تم خادمِ مظلوم ہو کہہ دو یہ جہاں سے   تم پیروِ مختار بھی ہو یہ ابھی بتا دو
اِس وقت کے مرحب کو بہت زعم ہے جس پر   اس ایٹمی قوت کو تہہِ خاک ملا دو
وہ ایٹمی قوّت نہیں کچھ اس کے مُقابل   تم حیدری نعرہ تو ذرا دل سے لگا دو
اے اہلِ یقیں چھین لو یہ حق ہے تمہارا   تم جعفری فقہہ کے لئے جان لڑا دو
تم کیسے مسلماں ہو وہ گستاخِ نبیؐ ہے   سر رُشدیِ مردود کا اب بڑھ کے اڑا دو
اس دور کا حق گو ہے کہاں پوچھے جو کوئی   بے ساختہ تم اس کو خمینی کا پتہ دو
وہ تو ہیں یہودی جو لگاتے ہیں یہ نعرے   تاراج کرو مسجدِ اقصیٰ کو جلا دو
تم کیسے مسلماں ہو کوئی اُن سے یہ پوچھے   خوں مِلّت اسلام کا کعبہ میں بہا دو
بیزاریِ مُشرک کا عمل ہوتا رہے گا   تم گردنیں حجّاج کی بے شک کہ اڑا دو
محرومِ چراغ آج بھی ہے قبرِ نبیؐ کی   اس پر بھی مسلمانوں دیا ایک سجا دو
ویران بقیعہ میں جو صدیوں سے ہے اب تک   دو پھول ہی اُس تربتِ زہراؑ پہ چڑھا دو
بن سکتا ہے مشکل نہیں کچھ روضۂ زہراؑ   گر جذبۂ ایثار کو تم دل میں جگہ دو
حق دین پہ قرباں ہوئی اکبرؑ کی جوانی   مِلّت کے جوانوں کو ذرا یاد دِلا دو
شہ نے کہا اب لشکرِ حق ہے نہ علمدار   زینبؑ علمِ بھائی علمدار بڑھا دو
اس قید میں دم گھٹتا ہے کہتی تھیں سکینہؑ   اماں میری اس قید سے اب جان چھڑا دو
سر ننگے میں جاؤں کہ نہ جاؤں سرِ دربار   ماں لاشۂ اکبرؑ سے یہ کہتی تھی بتا دو
رو رو کے جفا کاروں سے کہتی رہیں زینبؑ   بیمار کو لِلّٰلہ نہ کوڑوں کی سزا دو

نوحے کی طرح نوحے کو پڑھتے رہو گھائل
یہ کیا ہے کہ تم نوحے کو نغمے کی ادا دو

ذکرِ شبیرؑ کی شہادت کا

ہو یقیں گر خُدا کی عظمت کا ـــــ پھر ہو ڈر کیوں کسی بھی طاقت کا
یا علیؑ ہم کہیں تو ہوتا ہے ـــــ قلبِ باطل میں درد شدّت کا
آیئے سُنئے ذکرِ کرب و بلا ـــــ شوق دل میں ہے گر شفاعت کا
سو غموں سے نجات دیتا ہے ـــــ ذکر شبیرؑ کی شہادت کا
روزِ اوّل سے پرچمِ عباسؑ ـــــ ہے نشاں دین کی حفاظت کا
یہ علم دھوپ میں سرِ محشر ـــــ سر پہ سایہ کرے گا رحمت کا
شہ کی خیمہ سے آخری رخصت ـــــ ہائے کیا وقت ہے قیامت کا
زیرِ خنجر حُسینؑ کا سجدہ ـــــ عرشِ اعظم بنا عبادت کا
نوکِ نیزہ پہ بھی حُسینؑ کا سر ـــــ وِرد کرتا رہا تلاوت کا
ہائے آلِ نبیؐ کو اُمّت نے ـــــ اَجر کیسا دیا رسالت کا
آگ خیموں میں ہے رسالت کے ـــــ غش میں ہے آفتاب امامت کا
کر گیا خاک عزمِ زعمِ یزید ـــــ دے کے اصغرؑ جواب بیعت کا
آج بھی شہر شہر آلِ یزید ـــــ خون بہاتی ہے حق کی مِلّت کا

کوئی طاقت بڑی نہیں گھائل
ہو یقیں گر خُدا کی طاقت کا

❋

مذہبِ اسلام کی عظمت ہے اس سے شان ہے — پرچمِ عباسؑ حق کے دین کی پہچان ہے
یہ علم محبوبِ ربِّ کبریا کی ہے عطا — روز و شب اس کی زیارت زینتِ ایمان ہے
پرچمِ عباسؑ کی صورت ہمارے ہاتھ میں — دامنِ آلِ نبیؐ ہے دامنِ قرآن ہے
خیبر و خندق اُحد بدر و حُنین و کربلا — یہ علم اُن معرکوں کی فتح کا عنوان ہے
دیکھ کر اس کو سپاہِ شر کے جل جاتے ہیں دل — لشکرِ حق کے لئے یہ رحمتِ یزدان ہے
دوش پر ہو یہ علم لب پر ہو نعرہ حیدری — پھر مسلماں سے فلسطیں دور نہ لبنان ہے
کلمہ گویوں پر سرِ کشمیر اور بوسینیا — آگ کی بارش ہے ہر سو خون کا طوفان ہے
قبضۂ مُشرک سے آکر کوئی دلوائے نجات — قبلۂ اوّل کا اک مُدّت سے یہ ارمان ہے
میزباں ہے وہ مدینہ میں یہودی فوج کا — جس کی نظروں میں بڑی طاقت بڑا شیطان ہے
حجِ بیت اللہ پر مشرک سے بیزاری بھی ہو — اس کے بارے میں قرانِ پاک کا اعلان ہے
سر کٹا کر زندگی بخشی ابد تک کے لئے — یہ حسینؑ ابنِ علیؑ کا دین پر احسان ہے
خود کہے گا داستانِ ظلم وہ پیشِ خُدا — بے زباں کے حلق میں جو ظلم کا پیکان ہے
روزِ اوّل ہی سے آلِ مُصطفےٰ کے واسطے — ہاتھ میں امّت کے تیغ اور تحفۂ زندان ہے

باعثِ افسوس ہے گھائلؔ کچھ اس پر سوچئے
نغمگی کا نوحہ خوانی میں جو یہ رجحان ہے

❋

سر ہے نیزے پہ لبوں پر ہے بیانِ اسلام

جب مٹانے لگے نااہل نشانِ اِسلام
حق کی نصرت میں بڑھے مرتبہ دانِ اسلام

مسئلہ دیں کی بقا کا تھا سرِ کرب و بلا
کٹ گئے اس کے لئے روحِ روانِ اسلام

لاج اسلام کی شبیرؑ نے رکھ لی ورنہ
آج ہوتا نہ کہیں وہم و گمانِ اسلام

فاطمہؑ شبرؑ و شبیرؑ علیؑ ختم اُلرسُلؐ
بس یہی پانچوں ہیں تفسیرِ قرآنِ اسلام

کیوں نہ یہ پرچم اسلام ہو جانِ اسلام
قائم ہے اس سے ہی تو ہے شوکت و شانِ اسلام

پرچم عباسؑ کا اور مشکِ سکینہؑ بی بی
حشر تک بن گئے یہ دونوں نشانِ اسلام

معجزہ ہے یہ امامت کا بروئے دربار
سر ہے نیزے پہ لبوں پر ہے بیانِ اسلام

سورۂ کہف سناتا رہا اپنے مُنہ سے
شام و کوفہ میں سرِ نیزہ قرآنِ اسلام

ناتوانائیِ مظلومِ امامِؑ بیمار
بن گئی تابا ابد تاب و توانِ اسلام

چھ مہینہ کا وہ معصوم نبیؐ کے گھر کا
بے زبانی بنی جس کی کہ زبانِ اسلام

بندۂ درہم و دینار ہے اولادِ یزید
وہ نہیں جانتی کچھ سود و زیانِ اسلام

لا کے مکہ میں بٹھاتے رہے افواجِ یہود
اس پہ دعویٰ ہے کہ ہیں دیدہ ورانِ اسلام

طربیہ دُھن میں ہو نوحہ تو ہے نوحے کا مذاق
سمجھے اس بات کو کچھ نوحہ خوانِ اسلام

نغمگی شاملِ نوحہ جو یونہی ہوتی رہی
ہوگا پھر رقص بھی کل سن کے بیانِ اسلام

حیدری نعروں سے جس رُخ پہ شکن آجائے
بس سمجھ لیجے ہے وہ دشمنِ جانِ اسلام

فاطمہؑ زہراؑ کی آغوش کے پالے گھائل
اپنی جاں دے کے بچا لے گئے جانِ اسلام

❄

خلافِ حق ازل سے ہی ہے استکبار کی دُنیا
عدوِ جاں رہی ہر دور میں دین دار کی دُنیا

حُسینیت کے ہر دم درپۂ آزار رہتی ہے
منافقین کی طاغوت و استعمار کی دُنیا

سرِ بوسنیا لبنان و کشمیر و فلسطیں میں
ہے آگ وخوں کے طوفانوں میں اب حق دار کی دنیا

تعلق مشرکیں سے لا تعلق اہلِ ایماں سے
ہے پابوسِ یہود اسلام دعوے دار کی دُنیا

یقیں اپنی بقا کا ہے درِ صیہون سے جس کو
وہ ہے اُس خادم الحرمینِ دیں بیزار کی دُنیا

تشدد ہر سطح پر کر رہی ہے بے دریغانہ
نفاقِ کلمہ گویاں دیکھ کر اغیار کی دُنیا

ہے درسِ کربلا دُنیا ضرور اپنایئے لیکن
یقین و عزم و تنظیم و عمل کردار کی دُنیا

تقاضا وقت کا ہے زندہ رہنا ہے جو دنیا میں
تو اپنانی پڑے گی حضرتِ مختار کی دُنیا

حُسینیت ہی تھی جس نے سرِ ایراں بنامِ حق
ذلیل و خوار کر دی ایٹمی ہتھیار کی دُنیا

زمانہ دیکھ لے صرف ایک فتوے سے، خمینی کے
قضا کی زد پہ ہے رُشدیِ نا ہنجار کی دُنیا

توکل بر خُدا دنیا میں تھی ذاتِ یداللّٰہی
فقط نانِ جویں تھی حیدرِ کرار کی دُنیا

علیؑ والوں نبیؐ والوں خدا والوں نے رکھی ہے
ہمیشہ ٹھوکروں پہ درہم و دنیار کی دُنیا

مسلمانوں نے لوٹی کربلا میں روزِ عاشورہ
حبیبِ ربِّ اکبر احمدِ مختار کی دُنیا

سرِ کرب و بلا طوق و رسن سے تازیانوں سے
عیادت کر رہی ہے عابدِ بیمارؑ کی دُنیا

لہو آلودہ ہے اور آگ کے شعلوں کی زد پر ہے
سرِ شامِ غریباں عطرتِ اَطہار کی دُنیا

بھتیجے بھائی بیٹے سب ہی قرباں کر دیے حق پر
یہ ہی پردیس میں تھی زینبؑ ناچار کی دُنیا

سپاہِ شر کی صورت آج بھی مصروفِ فتنہ ہے
یزیدِ روسیاہ بے دین و بد کردار کی دُنیا

تجارت زور پر ہے کربلا کے خونی منظر کی
ترقی کر رہی ہے منبری فنکار کی دُنیا

شکاگو کا یکم ماہِ مئی کو غم مناتی ہے
مخالف ہے غمِ شبیرؑ کے اظہار کی دُنیا

جو دیواروں پہ کافر لکھ رہے ہیں آج کل گھائل
عطا دینار کرتی ہے اُنھیں کفار کی دُنیا

❄

ہم پیروِی دینِ خُدا کرتے رہیں گے

ماتم غمِ سرور میں بپا کرتے رہیں گے　　ہم ذکرِ شہہ کرب و بلا کرتے رہیں گے
اَللہ و محمدؐ کی رضا جس میں ہو شامل　　ہم وہ عملِ خیر ادا کرتے رہیں گے
ہم حفظِ عزاداریِ شبیرؑ کی خاطر　　ہر گام پہ جانوں کو فدا کرتے رہیں گے
وہ لاکھ کریں مسجدیں تاراج بموں سے　　ہم پیروِیِ دینِ خُدا کرتے رہیں گے
ہیں قوتِ باطل کے نمک خوار مُنافق　　ہر گام پہ یہ دیں سے دغا کرتے رہیں گے
خوں رنگ مساجد ہوں یہاں کی تو اُنہیں کیا　　وہ بابرئی مسجد کا گِلہ کرتے رہیں گے
ہے ضربِ گراں قلبِ منافق پہ جو ماتم　　ہم شام و سحر اور سِوا کرتے رہیں گے
ماتم تو یہ تقلیدِ اویسِ قرنیؓ ہے　　سُنت ہے صحابی کی ادا کرتے رہیں گے
ہیں بنتِ نبیؐ سیدّہ بی بی کی دُعا ہم　　ہم نذرِ نبیؐ اشکِ عزا کرتے رہیں گے
ہر سجدۂ معبود میں مَس اپنی جبیں سے　　ہم اہلِ وَفا خاکِ شفا کرتے رہیں گے
ہم ایک غمِ سبطِ نبیؐ دل میں بسا کر　　دنیا کے ہر ایک غم کی دوا کرتے رہیں گے
ہم پُرسۂ فرزندِ نبیؐ بنتِ نبیؐ کو　　اشکوں کی روانی سے اَدا کرتے رہیں گے
سجّاد کے رِستے ہوئے چھالے کفِ پا کے　　تزئینِ رہِ صدق و صفا کرتے رہیں گے
زندان میں رو رو کے یہ کہتی تھی سکینہؑ　　کب تک یہ جفا اہلِ جفا کرتے رہیں گے
اے علقمہ حُباب تیرے پھوٹ پھوٹ کر　　اصغرؑ کی تشنگی پہ بُکا کرتے رہیں گے
ٹکرا کے سَر فرات سے دھارے فرات کے　　دریا دِلی کا اس کی گِلہ کرتے رہیں گے

نُصرت سرِ میدانِ جزا اہلِ عزا کی
گھائل یہ خدا اہل کساء کرتے رہیں گے

❋

اُمّت نے خوب اجرِ رسالت ادا کیا　　تاراج خاندانِ رسولِ خُدا کیا
بیٹھے رہے حُصولِ خلافت کے واسطے　　میّت کو مُصطفےٰ کی نہ آکر وداع کیا
مسجد میں قتل کر دیا نفسِ رسولؐ کو　　یہ احترامِ خانۂ ربّ علیٰ کیا
بیت الشرف کے درکو جلا کر گرا دیا　　مجروح پہلوئے جسدِ سیّدہ کیا
برسائے تیر میّتِ سبطِ رسولؐ پر　　چھلنی جنازۂ حسنؑ مجتبیٰ کیا
نانا کا کلمہ پڑھ کے نواسہ کیا شہید　　سر کاٹ کر حُسیّنؑ کا تن سے جُدا کیا
نیزے پہ اس کا سر رکھا جس کو رسولؐ نے　　کرکے سوار پشت پہ سجدہؑ ادا کیا
زنجیر و طوق و بیڑیاں چوتھے امام کو　　اُمّت نے مُصطفےٰ کو یہ تحفہ عطا کیا
تلوار سے کسی کو زہر سے کیا شہید　　گیارہ امام سے یہ سلوکِ جفا کیا
مفہوم ھَل اتٰی کا نہ سمجھے قرآن سے　　نہ لفظِ اِنّما سے ذہن آشنا کیا
ناموسِ مُصطفےٰ کی یہ توقیر کی گئی　　ہائے رسولؐ زادیوں کو بے ردا کیا
بارہ گلے تھے ایک رسن سے بندھے ہوئے　　اُمّت نے اہلِ بیت کا یہ مرتبہ کیا
اُمّت نے جو بھی ظلم کیا اہلِ بیت پر　　دنیا کے ظلم و جور کی حد سے سِوا کیا
ششماہا شیر خوارِ محمدؐ وہ تشنہ لب　　اس کو بھی تو نشانۂ تیرِ جفا کیا
عباسؑ نے جو عہد کیا تھا حُسیّنؑ سے　　دریا پہ اپنا خون بہا کر ادا کیا
اُس کو دُعائیں دیتی ہیں رو رو کے سیّدہؑ　　جس نے جہاں بھی ذکرِ شہِ کربلا کیا
دل سے لگا کے اِک غم سبطِ رسولؐ کو　　ہر دو جہاں کے ہم نے غموں کی دوا کیا

گھائلؔ نجات حشر کے سورج سے پائے گا
ماتم غمِ حُسیّنؑ کا جس نے بپا کیا

❋

جسے مٹائے زمانہ اُسے بچائے حسینؑ

بقائے دینِ خُدا و نبی عطائے حُسیّنؑ
مُحافظ اِس کی اَبد تک ہے کربلائے حُسیّنؑ

فزوں ہے ذکرِ حُسینی سے عظمتِ اِسلام
فروغِ دیں کا سبب مجلسِ عزائے حُسیّنؑ

یہ بات فخر سے اسلام کی زُباں پَر ہے
جسے مٹائے زمانہ اُسے بچائے حُسیّنؑ

خُدا کا حکم نبیؐ کو رہے وہ سجدے میں
نبیؐ کی پُشت سے جب تک اُتر نہ جائے حُسیّنؑ

جبینِ سجدہ کی زینت شفا اثر بھی ہے
یہ وصف اور یہ اعجازِ خاکِ پائے حُسیّنؑ

دُعائے سیّدہؑ بی بی ہے اور حدیثِ رسولؐ
جلوسِ ماتمی اور مجلسِ عزائے حُسیّنؑ

دیا یہ اَجرِ رسالت نبیؐ کی اُمت نے
کیئے ہیں قتل سب انصار و اقربائے حُسیّنؑ

ہے زیرِ تیغ بھی زخمی جبیں سے سجدہ بھی
اَدائے سجدہ کی خاطر تھی یہ اِدائے حُسیّنؑ

لعین زادوں نے مہماں بُلا کے قتل کیا
شہیدِ ظلم غریب اُلدیار ہائے حُسیّنؑ

لحد سے ماں کی نبیؐ کے مزار سے بچھڑے
گئے مدینہ سے ایسے کہ پھر نہ آئے حُسیّنؑ

حُسیّنؑ پر جو ہوئے ظلم اُن کو روتے ہیں
ہماری اَشک فشانی نہیں برائے حُسیّنؑ

بوقتِ عصر جو گونجی تھی روزِ عاشورہ
بگوشِ ہوش سُنی جائے وہ صدائے حُسیّنؑ

غمِ حُسیّنؑ کے نوحوں میں نغمگی کا مزاج
یزیدی فکر کا پرچار ہے بجائے حُسیّنؑ

عمل ہو درسِ حُسینی پہ تو بجا ورنہ
یہ صرف گریہ و ماتم نہیں ولائے حُسیّنؑ

سبب ہے دیں کی بقا کا ابد تلک گھائل
حُسینیت پہ عمل قلب میں ولائے حُسیّنؑ

❋

جسے مٹائے زمانہ اُسے بچائے حُسینؑ

بقائے دینِ خُدا و نبی عطائے حُسینؑ — مُحافظ اِس کی اَبد تک ہے کربلائے حُسینؑ
فزوں ہے ذکرِ حُسینی سے عظمتِ اِسلام — فروغِ دیں کا سبب مجلسِ عزائے حُسینؑ
یہ بات فخر سے اسلام کی زُباں پَر ہے — جسے مٹائے زمانہ اُسے بچائے حُسینؑ
خُدا کا حکم نبیؐ کو رہے وہ سجدے میں — نبیؐ کی پُشت سے جب تک اُتر نہ جائے حُسینؑ
جبینِ سجدہ کی زینت شفا اثر بھی ہے — یہ وصف اور یہ اعجازِ خاکِ پائے حُسینؑ
دُعائے سیّدہؑ بی بی ہے اور حدیثِ رسولؐ — جلوسِ ماتمی اور مجلسِ عزائے حُسینؑ
دیا یہ اَجرِ رسالت نبیؐ کی اُمّت نے — کیے ہیں قتل سب انصار و اقربائے حُسینؑ
ہے زیرِ تیغ بھی زخمی جبیں سے سجدہ بھی — اَدائے سجدہ کی خاطر تھی یہ اِدائے حُسینؑ
لِعین زادوں نے مہماں بُلا کے قتل کیا — شہیدِ ظلم غریب اَلدیار ہائے حُسینؑ
لحد سے ماں کی نبیؐ کے مزار سے بچھڑے — گئے مدینہ سے ایسے کہ پھر نہ آئے حُسینؑ
حُسینؑ پر جو ہوئے ظلم اُن کو روتے ہیں — ہماری اَشک فشانی نہیں برائے حُسینؑ
بوقتِ عصر جو گونجی تھی روزِ عاشورہ — بگوشِ ہوش سُنی جائے وہ صدائے حُسینؑ
غمِ حُسینؑ کے نوحوں میں نغمگی کا مزاج — یزیدی فکر کا پرچار ہے بجائے حُسینؑ
عمل ہو درسِ حُسینی پہ تو بجا ورنہ — یہ صرف گریۂ و ماتم نہیں وِلائے حُسینؑ

سبب ہے دیں کی بقا کا ابد تلک گھائل
حُسینیت پہ عمل قلب میں وِلائے حُسینؑ

❉

اَزل سے دیں کے تحفظ میں ہے مفاد میں ہے
حُسینیت کا جہاں عرصۂ جہاد میں ہے

حُسینیت ہی جہاں میں ہے ناصرِ اسلام
یہ دیں پناہ بھی ہر عہدِ بد نہاد میں ہے

جہاں میں قوتِ طاغوت و حلقۂ باطل
حُسینیت سے ہر ایک گام پر عناد میں ہے

ہے مومنین کی زبانوں پہ سورۂ والنّاس
منافقیں کا یقیں فتنہ و فساد میں ہے

قرآن و آل کا دامن ہے عینِ حبل اللہ
گرفت اس کی مسلمان کے مفاد میں ہے

زباں پہ نادِ علیؑ سُنّتِ رسولِ خُدا
برائے نصرتِ اسلام اعتقاد میں ہے

خُدا رسولؐ اور قرآں کے ماننے والو!
فروغِ مِلّتِ اسلام اِتحاد میں ہے

لہو لہو ہوں مساجد میں منبر و محراب
یزیدی رسم یہ کس دین کے مفاد میں ہے

خدا بھی اُس میں نبیؐ بھی قران بھی اُس میں
حُسینؑ قلب جو مصروف تیری یاد میں ہے

حسینیت پہ عمل میں نماز ہے پہلے
جلوس و مجلس و ماتم بس اُس کے بعد میں ہے

علیؑ علیؑ کی صدائے قلندری گھائلؔ
یزیدی مکتب و مسلک کے انسداد میں ہے

❄

جانِ رسولؐ غرقِ لہو کربلا میں ہے

قرآں کے واسطے سے جو دین خُدا میں ہے — وہ سب حُسینیت کی صراطِ صِفا میں ہے
ذکرِ حُسینؑ دینِ نبیؐ سے وفا میں ہے — اس ذکر کے بغیر عبادت خلا میں ہے
حُبِّ حُسینؑ سُنّتِ محبوبِ کبریا — یہ فرض کی طرح دِلِ حق آشنا میں ہے
ذاتِ حُسین میں ہے مکمّل خُدا کا دیں — خونِ حُسین شہہ رگِ دینِ خُدا میں ہے
اِحسان اِس پہ ہے ابو طالبؑ کے خون کا — اِسلام کا وجود جواب تک بقاء میں ہے
کعبہ ہے بالیقین مکاں لا مکان کا — مُحکم بناءِ کعبۂ حق کربلا میں ہے
روزِ حساب گرمئ خورشید سے نجاتْ — قُران اور دامنِ آلِ عبا میں ہے
لوگو حُسینؑ مُجھ سے ہے میں ہوں حُسین سے — یہ خطبۂ رسولؐ خدا کی رضا میں ہے
سبطِ نبیؐ وہ مُحسنِ اسلام وہ حسینؑ — زخموں سے چور نرغۂ اہلِ جفا میں ہے
یہ مِل رہا ہے اجرِ رسالت رسولؐ کو — جانِ رسولؐ غرقِ لہو کربلا میں ہے
چوتھا ستون کعبہ کا اُمّت کے درمیاں — جس کے گلے میں طوق رَسَن دست و پا میں ہے
نوکِ سِناں شبیہ پیمبرؐ کے قلب میں — یارب یہ انتہاءِ ستم کس سزا میں ہے
طفلِ رسولؐ اصغرؑ بے شیر کا گلا — اُمّت تیری کماں کا ہدف کس خطا میں ہے
چھینی رسول زادیوں کے سر سے چادریں — سر بیبیوں کا خاکِ شفا کی رِدا میں ہے
عُلماءِ حق کا خوں سرِ عراق آج بھی — صدّامِ بے ضمیر کے عہدِ شقا میں ہے
راہِ حیات میں سمِ قاتل ہے ہر قدم — صدّام کا ہر اک جو عمل نینوا میں ہے
بیواؤں اور یتیموں کو روٹی کی مانگ پر — ٹھوکر کے ساتھ منہ پہ طمانچہ سزا میں ہے
اسلام کا قلعہ کہیں جس مملکت کو ہم — ہر اس کا شہر عالمِ کرب و بلا میں ہے
خوں رنگ مسجدیں ہیں نمازی لہو لہو — اسلام دشمنی کا عمل انتہا میں ہے
بم کی تباہ کاریاں بارود کا دُھواں — فریاد یا خُدا تیرے گھر کی فضا میں ہے
کردار اور عمل سے وہ مقصد بھی ہو عیاں — مقصد نہاں جو مقصدِ آہ و بُکا میں ہے
واں کربلا میں مہندی نہ سہرے کا ہے وجود — یاں ساتویں کو رسم یہ ماہِ عزا میں ہے

کیجئے نہ کربلا سے رسومات مُنسلِک
گھائل یہ عرض خدمتِ اہلِ عزا میں ہے

❋

ماتم غمِ حسینؑ علیہ السلام کا   ہے یہ یزیدیت سے عمل انتقام کا
ہے ضربِ باقیاتِ یزیدی کے قلب پر   واللہ ذکر سبطِ رسولؐ انام کا
بُنیاد لاالہ کی ذاتِ حسینؑ ہے   جس کے لئے ہے حکم درود و سلام کا
نوکِ سناں پہ ہے سرِ مظلومِ کربلا   لب پر ہے ورد ربِّ علیؑ کے کلام کا
عاشورہ بعدِ عصر قیامت سے کم نہ تھا   آلِ نبیؐ پہ وقت وہ غربت کی شام کا
قران بولتا ہوا طوق و رسن میں ہے   بھرپور حافظوں سے ہے دربار شام کا
ہے دین کا نبیؐ کے یہ عباسؑ کا علم   اس پر سلام فرض ہے ہر خاص و عام کا
تابوت کی شبیہ و علم اور ذوالجناح   طالب ہر ایک آپ سے ہے احترام کا
سینہ زنی بھی سجدہ بھی ہر وقت ہو ادا   دو اس طرح سے بی بی کو پُرسہ امام کا
نوحہ ہے آہ اور دلِ مغموم کی صدا   نوحہ نہیں مزاج ترنم کے نام کا
ہوتا ہے یا حسینؑ کے نعروں سے ہر جگہ   قلبِ منافقیں پہ اثر قتلِ عام کا
چُپ ہے زبانِ عالمِ اسلام اس لئے   القُدس کام کا ہے نہ کشمیر کام کا
ہم تو ازل سے باندھے ہوئے سر سے ہیں کفن   ہے انتظار بس ہمیں حکمِ اِمامؑ کا

کھل کر بیانِ حق و صداقت کیا کرو
گھائل تمہیں شرف ہے حُسینی غلام کا

❄

کی ہے بیاں خدا نے فضیلت حُسینؑ کی

حاصل ہے حشر تک اُسے نُصرت حُسینؑ کی
دینِ نبیؐ پہ ہے یہ عنایت حُسینؑ کی

دیں کی بقا کے واسطے پروردگار کو
پیش آئی کربلا میں ضرورت حُسینؑ کی

تھی کربلا میں جنگ خدا سے یزید کی
فتحِ مُبیں ہوئی ہے بدولت حُسینؑ کی

آئینِ دینِ ربّ علیؑ ہے قرآنِ پاک
ہر آیتِ قرآن ہے صورت حُسینؑ کی

ہر وہ نماز و روزہ معلّق خلا میں ہے
شامل نہیں ہے جس میں مُحبت حُسینؑ کی

اِسلام ہوتا آج کسی اور رنگ میں
ہوتی نہ دینِ حق کو جو نُصرت حُسینؑ کی

آئین ہے یزید کا شر ظلم اور فساد
اَمن و امان و خیر ہے سُنّت حُسینؑ کی

اپناؤنا کا تذکرہ کر کے قرآن میں
کی ہے بیاں خدا نے فضیلت حُسینؑ کی

ہم مثلِ فرض کرتے ہیں سُنّت بھی یہ اَدا
ہے سُنّتِ رسولؐ مُحبت حُسینؑ کی

درسِ حُسینیت پہ عمل مومنین کا
ہل من کے ہے جواب میں نصرت حُسینؑ کی

ماتم یہ شب بیداریاں یہ مجلس و جلوس
قلبِ یزیدیت پہ ہے ضربت حُسینؑ کی

ہے آفتابِ دین و شریعت حُسینیت
ماہتابِ دو جہاں ہے امامت حُسینؑ کی

سبطِ رسولؐ بے کس و مظلومؑ تشنہ لب
کرب و بلا میں ہائے وہ غربت حُسینؑ کی

اُمّت نے تیغ و تبر و سناں سے کیا شہید
مہماں بلا کے کی یہ ضیافت حُسینؑ کی

زخمی جبینؑ تپتی زمیں سجدہ زیرِ تیغ
زخموں سے بے نیاز عبادت حُسینؑ کی

اَللہ کے حبیبؐ کی اُمّت کے درمیاں
بے گور و بے کفن رہی میت حُسینؑ کی

طبقہ الٹ کے رکھ دِیا ہوتا زمین کا
عباسؑ کو جو ملتی اجازت حُسینؑ کی

جھولا جُھلا رہے ہیں خدا کی رضا کے ساتھ
جبرئیل کر رہے ہیں یہ خدمت حُسینؑ کی

صدّامیّت کے گولوں سے مجروح کی گئی
کرب و بلا کے شہر میں تُربت حُسینؑ کی

یہ یاد کر کے کس لئے گھائل نہ رودیئے
مظلومیت حُسینؑ کی غُربت حسینؑ کی

❄

اسلام دے رہا ہے صدا اے میرے حُسینؑ
میری بقا ہے تیری عطا اے میرے حُسینؑ

سبطِ رسولؐ وارثِ کعبہ تجھے سلام
اے بولتے قرآنِ خدا اے میرے حُسینؑ

ابناؤنا قرآں میں ہے تیرے ہی واسطے
تجھ پر یہ حق کی خاص عطا اے میرے حُسینؑ

تو علم کے مدینہ کا اور بابؑ العلم کا
ہے ماہتابِ راہ نُما اے میرے حُسینؑ

حقّا بناءِ لاالٰہ تُو ہے تُو ہی تُو ہے
اجمیر کے ولی نے کہا اے میرے حُسینؑ

جس میں محمدؐ اور ابو طالبؑ کا ہے لہو
وہ خاک اب ہے خاکِ شفا اے میرے حُسینؑ

اسلام زندہ رہتا ہے اُس کربلا کے بعد
جس کربلا میں خوں ہو تیرا اے میرے حُسینؑ

کر کے معاف حُرؑ کی خطا تونے بخش دی
خُلدِ بریں کی محل سرا اے میرے حُسینؑ

سر دے کے تو نے اپنا خُدا سے خرید لی
ہر دو جہاں میں رب کی رضا اے میرے حُسینؑ

ہوتا نہ تُو تو ہوتی کسی اور رنگ میں
تشہیرِ دینِ رَبِّ علیٰ اے میرے حُسینؑ

میداں میں لا کے تُونے یزیدِ لعین کو
بے تیغ کر دیا ہے فنا اے میرے حُسینؑ

زندہ رہے گا دینِ خُدا تیرے نام سے
دی تو نے اس کو ایسی دوا اے میرے حُسینؑ

لب پر ہے نعرہ دیں کا خسد دیں پناہ سے
کس سے کریں اب اس کا گلا اے میرے حُسینؑ

کٹ کر بھی سر بلند رہا برسرِ سناں
کٹ کر بھی تیرا سر نہ جُھکا اے میرے حُسینؑ

زخمی جبیں سے سجدہ تیرا تپتی ریت پر
ہے زیب و زینِ عرشِ علیٰ اے میرے حُسینؑ

نیزے پہ سرِ بُریدہ لبوں پر قرآنِ پاک
تھا لہجۂ رسولؐ خدا اے میرے حُسینؑ

ملتا اگر تو طبقہ اُلٹ دیتا شام کا
عباسؑ کو جو اذنِ وغا اے میرے حُسینؑ

دربارِ شام جاؤں میں کیسے برہنہ سر
زینبؑ یہ کہہ رہی تھی بتا اے میرے حُسینؑ

ہیں بین سیّدہؑ کے سرِ مجلسِ عزا
بے کس شہیدِ جور و جفا اے میرے حُسینؑ

موت آئے جب بھی آئے تو تیرے ہی نام پر
گھائلؔ کی اک یہ ہی ہے دُعا اے میرے حسینؑ

❋

جو غمِ سرورؑ میں دو آنسو بہا سکتا نہیں

سجدہ خاکِ کربلا سے جو سجا سکتا نہیں
وہ صراطِ حق کبھی تا حشر پا سکتا نہیں

جس کے دل میں بس چکا ہو اِک غم سبطِ نبیؐ
اُس کو پھر کوئی غمِ دُنیا سَتا سکتا نہیں

پرچمِ عباسؑ کی لگ جائے جس سر کو ہوا
پھر وہ سر کوئی زمانے میں جھکا سکتا نہیں

جنگِ خیبر میں شجاعت کہہ رہی تھی یا نبیؐ
مُجز علیؑ کے بابِ خیبر کوئی ڈھا سکتا نہیں

زیرِ پا جبرئیل کے پر بابِ خیبر ہاتھ میں
مُعجزہ یہ مُجز علیؑ کوئی دکھا سکتا نہیں

جو خدا بننے سے بھی انکار کرتا ہی رہے
وہ خلافت کو کبھی نظروں میں لا سکتا نہیں

جس کو سردارِ جو انانِ بہشتی سے ہو بُغض
اُن کے نانا کی شفاعت پھر وہ پا سکتا نہیں

کیا کرے گا وہ جہاں میں حفظِ ناموسِ رسولؐ
یا محمدؐ تک جو اپنے لب پہ لا سکتا نہیں

دیکھ ہی سکتا نہیں وہ صورتِ فتحِ مُبیں
حیدری نعرے کو جو دل سے لگا سکتا نہیں

لکھ کے دیواروں پہ کافر کر رہا ہے حق اَدا
وہ یہودی کی رقم ایسے تو کھا سکتا نہیں

حشر کے سورج کی گرمی سے تڑپ کر روئے گا
جو غمِ سرورؑ میں دو آنسو بہا سکتا نہیں

تشنگی بچوں کی ہے پیشِ نظر عباسؑ کے
زیرِ پا دریا ہے پیاس اپنی بُجھا سکتا نہیں

کہتے کہتے ماں سے یہ آخر سکینہؑ مر گئیں
کیا کوئی اس قید سے ہم کو چھُڑا سکتا نہیں

ہائے مجبوری سرِ زنداں میرا بے کس امامؑ
بہن کا دو گز کفن تک بھی وہ لا سکتا نہیں

رو دیئے شبیرؑ جب صغراؑ کے خط میں یہ پڑھا
کیا مجھے لینے مدینہ کوئی آ سکتا نہیں

کون سے منہ سے وہ گھائل خادمِ حرمین ہے
اِک دیا قبرِ نبیؐ پر جو جلا سکتا نہیں

❄

جو غمِ سرورؑ میں دو آنسو بہا سکتا نہیں

سجدہ خاکِ کربلا سے جو سجا سکتا نہیں
وہ صراطِ حق کبھی تا حشر پا سکتا نہیں

جس کے دل میں بس چکا ہو اِک غمِ سبطِ نبیؐ
اُس کو پھر کوئی غمِ دُنیا ستا سکتا نہیں

پرچمِ عباسؑ کی لگ جائے جس سر کو ہوا
پھر وہ سر کوئی زمانے میں جھکا سکتا نہیں

جنگِ خیبر میں شجاعت کہہ رہی تھی یا نبیؐ
مُجز علیؑ کے بابِ خیبر کوئی ڈھا سکتا نہیں

زیرِ پا جبرئیل کے پَر بابِ خیبر ہاتھ میں
مُعجزہ یہ مُجز علیؑ کوئی دکھا سکتا نہیں

جو خدا بننے سے بھی انکار کرتا ہی رہے
وہ خلافت کو کبھی نظروں میں لا سکتا نہیں

جس کو سردارِ جو انانِ بہشتی سے ہو بُغض
اُن کے نانا کی شفاعت پھر وہ پا سکتا نہیں

کیا کرے گا وہ جہاں میں حفظِ ناموسِ رسولؐ
یا محمدؐ تک جو اپنے لب پہ لا سکتا نہیں

دیکھ ہی سکتا نہیں وہ صورتِ فتحِ مُبیں
حیدری نعرے کو جو دل سے لگا سکتا نہیں

لکھ کے دیواروں پہ کافر کر رہا ہے حق ادا
وہ یہودی کی رقم ایسے تو کھا سکتا نہیں

حشر کے سورج کی گرمی سے تڑپ کر روئے گا
جو غمِ سرورؑ میں دو آنسو بہا سکتا نہیں

تشنگی بچوں کی ہے پیشِ نظر عباسؑ کے
زیرِ پا دریا ہے پیاس اپنی بُجھا سکتا نہیں

کہتے کہتے ماں سے یہ آخر سکینہؑ مر گئیں
کیا کوئی اس قید سے ہم کو چھڑا سکتا نہیں

ہائے مجبوری سرِ زنداں میرا بے کس امامؑ
بہن کا دو گز کفن تک بھی وہ لا سکتا نہیں

رو دیئے شبیرؑ جب صغراؑ کے خط میں یہ پڑھا
کیا مجھے لینے مدینہ کوئی آ سکتا نہیں

کون سے منہ سے وہ گھائلؔ خادمِ حرمین ہے
اِک دیا قبرِ نبیؐ پر جو جلا سکتا نہیں

❊

غمِ سبطِ حبیبِ کبریا ہے — کہ یہ غم ناصرِ روزِ جزا ہے
یہ جس کے غم میں ماتم کی صدا ہے — وہ حقاً کہ بناءِ لاالٰہ ہے
قرآنِ ناطقِ ربِّ علیٰ ہے
رضاءِ حق شہید کربلا ہے

کہ جس کے دم سے ہے اسلام باقی — خدا و مصطفٰے کا نام باقی
صلوٰۃ و صوم کے احکام باقی — یہ عمرے اور حج و احرام باقی
جو کعبہ کا ستونِ دائمی ہے
یہ وہ ذاتِ حسینؑ ابن علیؑ ہے

حسینؑ ابن علیؑ کے جاں نثارو! — شہیدِ کربلا کے سوگوارو!
جنابِ سیدہؑ کے غم گسارو! — عمل سے حسنِ کرداری نکھارو!
کہ تم راہ رو ہو راہِ کربلا کے
بڑھو تم وقت سے آنکھیں ملا کے

عزادارانِ شاہِ کربلا ہو — غلامانِ علیؑ مرتضٰے ہو
کبھی سوچا بھی تم نے تم کہ کیا ہو — مجسم تم دعاءِ سیدہؑ ہو
زہِ تقدیر یہ قسمت تمہاری
غمِ شبیرؑ ہے دولت تمہاری

بتاؤ تم ہیں کس شے کی کمی ہے — تمہارے سر پہ جب دستِ علیؑ ہے
بفضلِ حق تمہارا وہ نبیؐ ہے — شفاعت جس کی روزِ محشری ہے
خداءِ وحدہٗ حافظ تمہارا
تمہیں ہے پنجتنؑ کا بھی سہارا

قرآن و آل سے وابستگی ہے — رضاءِ ربِّ اکبر بھی یہی ہے
یہ سُنّت عینِ مرضی نبیؐ ہے — لبوں پر جو تمہارے یا علیؑ ہے
یہ نعرہ جس جگہ بھی بر زباں ہے
منافق کے لیے ضربِ گراں ہے

تقاضا ہے یہ آدابِ عزا کا — سبق ہو یاد تم کو کربلا کا
تمہارا ہو عمل اہلِ وفا کا — کہ جیسا جون و ابنِ عوسجہ کا
جیو دنیا میں تم دیں دار بن کر
یقین و عزم کا کردار بن کر

شبانہ روز شہہ کا غم مناؤ کرو ماتم عزا خانہ سجاؤ
علم عباسؑ کا بے شک اٹھاؤ مگر تابوت مت سڑکوں پہ لاؤ
زیارت اس کی پھر تو پُراثر ہو
امامی بارگاہوں تک اگر ہو

نگاہِ وقت پہچانو خدارا ہے ہر عہدِ ستم دشمن تمہارا
جفا و جور کا لے کر سہارا بنا کر خونِ اہلِ حق کا گارا
محل اس طرح بنوائے گئے ہیں
سرِ سادات چنوائے گئے ہیں

کرو تم یاد اکبرؑ کی جوانی علی اصغرؑ کی جنگِ بے زبانی
سکینہؑ جان کی تشنہ دہانی نبیؐ کی آل پر ہے بند پانی
گلا ہے خشک اور ہے کند خنجر
سجودِ حق میں ہے سبطِ پیمبرؐ

غضب ہے بعدِ سرتاجِ شہیداں ہیں چاروں سمت آگ وخوں کے طوفاں
نبیؐ کی آل با حالِ پریشاں ہے لاوارث سرِ شامِ غریباں
زباں خاموش ہے محوِ فغاں ہیں
لہو کے اشک آنکھوں سے رواں ہیں

ہے خاک و خون چہروں کا مقدر ہیں ناموسِ نبیؐ محرومِ چادر
ردا خاکِ شفا کی ہے سروں پر ہیں سہمے سہمے اطفالِ پیمبرؐ
یزیدی ظلم کی یہ انتہا ہے
یتیموں کو طمانچوں کی سزا ہے

منافق ہے سپاہِ بے محابہ ہے اس کا کام بس شور و شرابہ
ازل سے دین اس کا خوں خرابہ درِ صیہونیت ہے اس کا کعبہ
اسے مسجد نہ قرآں کا ادب ہے
یہودی سے اسے زر کی طلب ہے

یہاں بھی آج صبح و شام گھاتک سپاہِ شر کا یہ ہے کام گھاتک
یہ اہلِ حق کا اب ہر گام گھاتک کیا کرتے ہیں قتلِ عام گھاتک
مثالِ رُشدیِ گستاخ ہے یہ
یزیدیت کی ذیلی شاخ ہے یہ

عزا خانہ سجاؤ کرو ماتم شبانہ روز شبہہ کا غم مناؤ
مگر تابوت مت سڑکوں پہ لاؤ علم عباسؑ کا بے شک اٹھاؤ
زیارت اس کی بہر تو پُراثر ہو
امامی بارگاہوں تک اگر ہو
ہر عہدِ ستم دشمن تمہارا نگاہِ وقت پہچانو خدارا ہے
بنا کر خونِ اہلِ حق کا گارا جفا و جور کا لے کر سہارا
محل اس طرح بنوائے گئے ہیں
سرِ سادات چنوائے گئے ہیں
علی اصغرؑ کی جنگِ بے زبانی کرو تم یاد اکبرؑ کی جوانی
نبیؐ کی آل پر ہے بند پانی سکینہؑ جان کی تشنہ دہانی
گلا ہے خشک اور ہے کند خنجر
سجودِ حق میں ہے سبطِ پیمبرؐ
ہیں چاروں سمت آگ وخوں کے طوفاں غضب ہے بعدِ سرتاجِ شہیداں
لاوارث سرِ شامِ غریباں نبیؐ کی آل با حالِ پریشاں ہے
زباں خاموش ہے محوِ فغاں ہیں
لہو کے اشک، آنکھوں سے رواں ہیں
ہیں ناموسِ نبیؐ محرومِ چادر ہے خاک و خون چہروں کا مقدر
ہیں سہمے سہمے اطفالِ پیمبرؐ ردا خاکِ شفا کی ہے سروں پر
یزیدی ظلم کی یہ انتہا ہے
یتیموں کو طمانچوں کی سزا ہے
ہے اس کا کام بس شور و شرابہ منافق ہے سپاہِ بے نجابہ
ور صیہونیت ہے اس کا کعبہ ازل سے دین اس کا خوں خرابہ
اسے مسجد نہ قرآں کا ادب ہے
یہودی سے اسے زر کی طلب ہے
سپاہِ شر کا یہ ہے کام گھاتی یہاں بھی آج صبح و شام گھاتی
کیا کرتے ہیں قتلِ عام گھاتی یہ اہلِ حق کا اب ہر گام گھاتی
مثالِ رُشدیِ گستاخ ہے یہ
یزیدیت کی ذیلی شاخ ہے یہ

گلزارِ سیدہ میں خزاں رنگ ہے بہار
پژمردہ گل ہیں آج فضا بھی ہے سوگوار
ڈالی ہے خاک سر پہ صبا نے بحالِ زار
سکتے میں ہے زمین فلک کو نہیں قرار
صحراءِ کربلا کا تپش خیز ریگزار
اڑتی ہے دھول اور ہوا میں ہے خلفشار
ہے خیمہ گاہ اک وہاں غربت سے ہمکنار
اہلِ حرم کے خیمہ کا منظر ہے دل فگار
خیمہ کا پردہ اٹھتا ہے گرتا ہے بار بار

آلِ نبیؐ کے خیمہ میں ایک حشر ہے بپا
رخصت ہے اہلِ بیت سے ہم شکلِ مصطفیٰؐ
شاہ زادیاں رسولؐ کی غم میں ہیں مُبتلا
ہوتی ہے کوئی غش کوئی روتی ہے زار زار
خیمہ کا پردہ اٹھتا ہے گرتا ہے بار بار

ہیں گرد اُن کے ماں و بہن اور پھوپیاں
بیٹا نہ جاؤ چھوڑ کے بانو کا تھا بیاں
تنہا تمہارے بابا غموں سے ہیں نیم جاں
نُصرت کو اُن کی اب نہیں عبّاس نامدار
خیمہ کا پردہ اٹھتا ہے گرتا ہے بار بار

دینِ نبیؐ مٹانے کے درپے ہیں اہلِ کیں
تانے ہوئے ہیں تیغ و تبر برچھیاں لعیں
جاؤ نہ ماں کو چھوڑ کے اے میرے ماہ جبیں
اے لعل میرے آپ کے صدقہ یہ ماں نثار
خیمہ کا پردہ اٹھتا ہے گرتا ہے بار بار

رو رو کے کہہ رہی ہے یہ بیٹی بتولؑ کی
اکبر ہی تیری دید زیارت رسولؐ کی
تو ہی تو اک کمائی ہے مجھ دِل ملول کی
کس دل سے تجھ کو میں کہوں مقتل کو تو سدھار

خیمہ کا پردہ اٹھتا ہے گرتا ہے بار بار

اٹھارہ سال پال کے تم کو جواں کیا
تم کو نہ اپنی آنکھوں سے میں نے نہاں کیا
دل کا قرار تم ہی کو تسکینِ جاں کیا
یہ کہہ کے آنکھیں ہوگئیں زینب کی اشکبار

خیمہ کا پردہ اٹھتا ہے گرتا ہے بار بار

رو کے سکینہ کہتی ہے لے لے کے ہچکیاں
قاسم ہیں اور نہ عون و محمد نہ عمّو جاں
بھیّا بتایئے ہمیں یہ سب گئے کہاں
اور آپ بھی جانے کے لیے ہوگئے تیار

خیمہ کا پردہ اٹھتا ہے گرتا ہے بار بار

امّاں کو پھوپی جاں کو نہ رُلوایئے بھیّا
بابا کو نہ پردیس میں تڑپایئے بھیّا
للہ نہ کہیں جایئے رُک جایئے بھیّا
بابا میرے رہ جائیں گے بے یار و مددگار

خیمہ کا پردہ اٹھتا ہے گرتا ہے بار بار

غم میں گریباں چاک ہے اللہ کا رسولؐ
گریہ کناں ہے دشت میں بنتِ نبیؐ بتولؑ
گھائل نہ دیجئے منظرِ خیمہ کو اور طُول
جانے کو رن میں اکبرِ ذیشاں ہیں بے قرار

خیمہ کا پردہ اُٹھتا ہے گرتا ہے بار بار

کربلا فیض کا سرچشمہ ہے عیسیٰؑ کے لیے   کربلا جلوہ گہہ طور ہے موسیٰؑ کے لیے
کربلا خُلد کا دروازہ ہے عُقبیٰ کے لیے   کربلا درجۂ دل رکھتی ہے طیبہ کے لیے

حق کے محبوب رسولؐ دوسرا تک پہنچا
کربلا پہنچا جو وہ اپنے خدا تک پہنچا

کربلا صرف کوئی جاءِ زیارت ہی نہیں   کربلا مسکنِ اظہارِ عقیدت ہی نہیں
کربلا محض محرّم کی ضرورت ہی نہیں   کربلا ذکر و تقاریر کی زینت ہی نہیں

کربلا درسِ عمل دعوتِ افکار بھی ہے
کربلا زینت و زیبائشِ کردار بھی ہے

کربلا عظمتِ توحید کا اعلان بھی ہے   کربلا دین بھی ہے دین نگہبان بھی ہے
کربلا ظالم و مظلوم کی پہچان بھی ہے   کربلا درد کی تاریخ کا عنوان بھی ہے

کربلا نام ہے تلوار کی جھنکار کا نام
کربلا نصرتِ حق کے لیے ایثار کا نام

کربلا خوابِ براہیمؑ کی تعبیر بھی ہے   کربلا نعرۂ حق نعرۂ تکبیر بھی ہے
کربلا سینۂ باطل کے لیے تیر بھی ہے   کربلا معنیٔ قرآن بھی تفسیر بھی ہے

دامنِ آل بھی ہے دامنِ قرآن بھی ہے
کربلا مرکزِ ایمان بھی عرفان بھی ہے

کربلا حُسنِ عباداتِ خداوندِ کریم   کربلا معنیٰ و مفہومِ رضا اور تسلیم
کربلا مذہبِ اسلام پہ احسانِ عظیم   کربلا دینِ محمدؐ کی ہے اعلیٰ تعلیم

کربلا مظہرِ ایمان بھی ہے دین بھی ہے
کربلا سجدۂ معبود کی تزئین بھی ہے

کربلا صرف مصائب کا سراپا ہی نہیں   کربلا صرف پئے نالہ و گریہ ہی نہیں
کربلا حق و صداقت سے شناسا ہی نہیں   کربلا صبر و شجاعت کی ضیاء گاہ ہی نہیں

کربلا حق بھی صداقت بھی حق آگاہ بھی ہے
کربلا دینِ محمدؐ کی پناہ گاہ بھی ہے

اِس کی مٹی میں شفاء اور شفاعت کا خمیر   خاک سے اس کی منوّر ہوئے ولیوں کے ضمیر
خطۂ ارض پہ ہے کرب و بلا حق کی سفیر   کربلا صدق و صفا صبرو رضا کی تنویر
کربلا ڈھال بھی اسلام کے مذہب کے لیے
کربلا تیغ بھی ہر عہد کے مرحب کے لیے

کربلا اِک ابدی جنگ ہے کُفّار کے ساتھ   جنگِ پیہم ہے یہ اسلام کے غدار کے ساتھ
کربلا جنگ ہے صیہونی نمک خوار کے ساتھ   یعنی ہر عہدِ یزیدی کے اہل کار کے ساتھ
کربلا نام ہے باطل سے ٹکر جانے کا
کربلا نام ہے حق کے لیے مر جانے کا

جو سبق اِس نے دیا ہے وہ اگر یاد رہے   اور مسلمان کے دل میں بھی یہ آباد رہے
عالم اسلام کا ہر خطرے سے آزاد رہے   شہر تاراج رہے کُفر کا برباد رہے
پھر تو یہ قبلۂ اول ہمیں دے سکتی ہے
کربلا ہند سے کشمیر بھی لے سکتی ہے

کربلا دیتی ہے دنیا کے ہر اک غم سے نجات   کربلا یاد دلاتی ہے جہاں کو دن رات
خون میں ڈوبے ہوئے سجدۂ شبیرؑ کی بات   پرچمِ حق سے وہ چمٹے ہوئے عباسؑ کے ہاتھ
کربلا روحِ عمل عزم کی شمشیر کا نام
کربلا نام ہے اسلام کی تقدیر کا نام

کربلا کہتی ہے تم حق کے طرف دار رہو   تم مسلمان ہو ہر حال میں دین دار رہو
مت کسی غیر سے نصرت کے طلب گار رہو   ہر بُرے وقت سے ٹکرانے کو تیار رہو
حق کے بندے ہو تو پھر حق بھی نبھانا سیکھو
مثلِ حُرؑ وقت سے آنکھوں کو ملانا سیکھو

کربلا والوں نے بتلایئے کیا کچھ نہ دیا   بخششِ اُمتِ عاصی کے لیے پیشِ خُدا
رکھ دیا اکبرؑ و عباسؑ کے سر کا تحفہ   خونِ شبیرؑ کے ہمراہ لہو اصغرؑ کا
کربلا ہم سے بھی کچھ اس کا بدل چاہتی ہے
کم سے کم اپنوں سے اظہارِ عمل چاہتی ہے

کربلا والوں کی قربانی کا کیا یہ ہے صِلہ　　آج ہر شخص کی ایک اپنی شریعت ہے جدا
سوچیں اِس بات کو اب غور سے اربابِ وفا　　اور کیا ہوگا بُرا وقت بس اب اس کے سِوا
اور کیا دیکھیں گے ہم صورتِ حالات کا رنگ
جب کہ نوحوں سے جھلکنے لگے نغمات کا رنگ

ہر نیا جملہ مقرّر کا حقیقت کے خلاف　　غازی عباسؑ کی غیرت کے شفاعت کے خلاف
چادرِ زینبؑ و کلثومؑ کی عظمت کے خلاف　　ہر عزادارِ حسینی کی عقیدت کے خلاف
اُس کو بھاتی نہیں اب علم کے در کی باتیں
اچھی لگتی ہیں اُسے دخترِ زر کی باتیں

جھانک کر دیکھ ذرا اپنا گریباں گھائل　　غور سے سوچ اگر رکھتا ہے ایماں گھائل
یاد کر پیاسوں کی وہ شامِ غریباں گھائل　　اور نبی زادیوں کا حالِ پریشاں گھائل
بند تو سات محرم سے وہاں پانی ہو
آٹھ کو تیرے یہاں دعوتِ بریانی ہو

بعد از شامِ غریباں وہ بھیانک اِک رات　　آگ اور خون کے طوفانوں پہ تھی جس کی بساط
بن کے ٹوٹی وہ قیامت سرِ زینبؑ ہیہات　　اور اُس رات کو سو جاتا ہے تو چین کے ساتھ
ہائے جس وقت تہِ تیغ ہو مولا کا گلا
رسمِ فاقہ شکنی تیری ہو اُس وقت ادا

رات عاشور کی ہے رات عبادت والی　　گیارہویں رات ہے دراصل قیامت والی
حشر کی رات ہے وہ بعدِ شہادت والی　　رات بربادیٔ ناموسِ رسالتؐ والی
بے کسی بے وطنی غربت و بیداد کی رات
اور وہی رات نہ ہو نوحہ و فریاد کی رات

بعد اس شب کے شبِ غم جو بناؤ تو کیا　　نوحہ کیسٹ سے شبِ غم میں سناؤ تو کیا
نہر سے صحنِ عزا خانہ سجاؤ تو کیا　　شامی فوجوں کو لبِ نہر دکھاؤ تو کیا
کربلا ایسے تصور کا کوئی نام نہیں
کربلا ایسی رسومات کا پیغام نہیں

☆

کربلا چلو

بٹتی ہے واں شفاعتِ روزِ جزا چلو   گر چاہیے تمہیں تو چلو کربلا چلو
زیبائشِ سجود کی خاطر بروزِ حشر   لینے وہاں سے تحفۂ خاکِ شفا چلو
بُنیادِ لاالٰہ کی زیارت کے واسطے   خوشنودیِ برائے رسولِ خُداؑ چلو
دل سے غمِ حسینؑ لگا کر بحالِ زار   لینے جنابِ بنتِ نبیؐ کی دُعا چلو
ابناءَنا قرآن نے کس کے لیے کہا   تفسیر کی بھی سَمت خدارا ذرا چلو
برآئے گی مراد دُعا ہوگی مُستجاب   سُننے خلوصِ دل سے حدیثِ کساء چلو
ضربِ گراں ہے قلبِ یزیدانِ وقت پر   ماتم غمِ حسین میں کرنے بپا چلو
بی بی کو پُرسہ دینے امامِ غریب کا   ہو منعقد جہاں پہ بھی بزمِ عزا چلو
اُٹھو کہ طالبان ہیں اسلام کے خلاف   نابود کرنے ان کو بنامِ خُدا چلو
یہ کافرِ بزرگ ہے بن لادنِ لعیں   اُس کو بھی بخشنے کے لیے تم قضا چلو
نعرے لگاؤ حیدری اس کام کے لیے   فرمائیں گے مدد وہاں مشکل کُشاء چلو

گھائل دعائیں مانگنے اَمن و اَمان کی
مشہد چلو نجف کو چلو کربلا چلو

یارب میرے ذہن کو عطا ہو وہ روشنی   شیشہ پہ دل کے جس سے جلا ہو وہ روشنی
جس میں رضاءِ اہلِ رضا ہو وہ روشنی   جس میں ولاء اہلِ کساء ہو وہ روشنی
مجھ کو عطا ہو طاعتِ قنبر کی روشنی
دے فکر کو قناعتِ بوذر کی روشنی

وہ روشنی کہ جس سے منور ہے کائنات   وہ روشنی کہ جس میں ہو ایمان کی حیات
جس روشنی کا فیض ہے حیّ علی الصّلواۃ   جو روشنی دکھاتی ہو پیہم رہِ نجات
جو روشنی تجلیِ اسلام بن گئی
اور صبحِ کفر کے لیے اک شام بن گئی

کامل ہوئی ہے جس سے شریعت وہ روشنی   ملتی ہے جس سے عزم کو قوت وہ روشنی
جس کی ملائکہ کو ہے چاہت وہ روشنی   جو بن گئی بناءِ عبادت وہ روشنی
قطرے کو جس کی ضو نے سمندر بنا دیا
جس روشنی نے حُرؔ کا مقدر بنا دیا

وہ روشنی جو قبر کو کرتی ہے ضو فشاں   جس روشنی کا روزِ جزا ہوگا سائباں
جو روشنی حدیث ہے جو روشنی قرآں   دوشِ رسولِ حق سے ہے جو روشنی عیاں
جو روشنی ہے نورِ الٰہی کی روشنی
یعنی خدا کی ساری خدائی کی روشنی

وہ روشنی کہ جس میں ہو ملت کا اتحاد   جس کی ضیاء سے درسِ اخوت ہو سب کو یاد
وہ روشنی کہ جس میں نہیں بغض اور عناد   جس روشنی میں دونوں جہانوں کا ہے مفاد
جس شخص کی یہ روشنی تقدیر ہوگئی
پھر خلد اس کی خیر سے جاگیر ہوگئی

فردوس کا سماں ہے جہاں ہے یہ روشنی   چہرے پہ مومنیں کے عیاں ہے یہ روشنی
دل پہ منافقیں کے گراں ہے یہ روشنی   باطل کے سر پہ برقِ تپاں ہے یہ روشنی
اس روشنی نے کر دیا بے جان دیکھیے
دشمن کا اسلحہ سرِ تہران دیکھیے

اس روشنی نے اہلِ جہاں کو دکھا دیا آمر کے تخت و تاج کا تختہ بنا دیا
اس روشنی نے زعم کے سر کو جھکا دیا مشرک کا خواب خاک میں اس نے ملا دیا
طیاروں اور ایٹمی سامان کو شکست
اس روشنی نے دی بڑے شیطان کو شکست

یہ روشنی نماز یہ ہی روشنی زکوٰۃ یہ روشنی ہے حمد یہ ہی روشنی ہے نعت
یہ روشنی ہے باعثِ تخلیقِ کائنات قرآن کر رہا ہے اس ہی روشنی کی بات
اس روشنی سے آدمی انسان ہو گیا
کافر بھی اس کی ضو سے مسلمان ہو گیا

یہ روشنی عقیدہ یہ ہی حُسنِ اعتقاد یہ روشنی یقین یہ ہی روشنی جہاد
یہ روشنی عمل بھی یہ ہی منزلِ مُراد دیتی ہے یہ ہی روشنی درسِ حق اُلعباد
یہ روشنی خلوص بھی الفت بھی پیار بھی
یہ روشنی ہے رحمتِ پروردگار بھی

یہ روشنی ہے حقؑ و صداقت کی روشنی ایثار و صبر و شکر و اطاعت کی روشنی
حقاً کہ یہ ہے نورِ امامت کی روشنی محشر کے دن یہ ہو گی شفاعت کی روشنی
اللہ کے حبیب کی یہ نورِ عین ہے
اس روشنی کا اسمِ گرامی حسینؑ ہے

دوشِ رسولِ حق کی جو زینت ہے وہ حسینؑ جو دینِ حق کی عین ضرورت ہے وہ حسینؑ
جس کی وِلا کے اجر میں جنّت ہے وہ حسینؑ اسلام زندہ جس کی بدولت ہے وہ حسینؑ
ایماں ہوں جس کے نور سے پرنور وہ حسینؑ
ہو جس کے غم سے دنیا کے دکھ دور وہ حسینؑ

سبطِ رسولؐ ابنِ علیؑ جانِ فاطمہؑ کُل کا امام دینِ محمدؐ کا رہنما
جس کی رضا ہے وحدہٗ معبود کی رضا جس کا عمل ہر ایک ہے خوشنودیِ خدا
اِس کی خوشی خُدا کو یہاں تک قبول ہے
ہے پُشت پر نبیؐ کے تو سجدے میں طول ہے

اس روشنی نے اہلِ جہاں کو دکھا دیا آمر کے تخت و تاج کا تختہ بنا دیا
اس روشنی نے زعم کے سر کو جھکا دیا مشرک کا خواب خاک میں اس نے ملا دیا
طیاروں اور ایٹمی سامان کو شکست
اس روشنی نے دی بڑے شیطان کو شکست
یہ روشنی نماز یہ ہی روشنی زکوٰۃ یہ روشنی ہے حمد یہ ہی روشنی ہے نعت
یہ روشنی ہے باعثِ تخلیقِ کائنات قرآن کر رہا ہے اس ہی روشنی کی بات
اس روشنی سے آدمی انسان ہو گیا
کافر بھی اس کی ضو سے مسلمان ہو گیا
یہ روشنی عقیدہ یہ ہی حُسنِ اعتقاد یہ روشنی یقین یہ ہی روشنی جہاد
یہ روشنی عمل بھی یہ ہی منزلِ مُراد دیتی ہے یہ ہی روشنی درسِ حق اُلعباد
یہ روشنی خلوص بھی الفت بھی پیار بھی
یہ روشنی ہے رحمتِ پروردگار بھی
یہ روشنی ہے حقؑ و صداقت کی روشنی ایثار و صبر و شکر و اطاعت کی روشنی
حقا کہ یہ ہے نورِ امامت کی روشنی محشر کے دن یہ ہو گی شفاعت کی روشنی
اللہ کے حبیب کی یہ نورِ عین ہے
اس روشنی کا اسمِ گرامی حسینؑ ہے
دوشِ رسولِ حق کی جو زینت ہے وہ حسینؑ جو دینِ حق کی عین ضرورت ہے وہ حسینؑ
جس کی وِلا کے اجر میں جنّت ہے وہ حسینؑ اسلام زندہ جس کی بدولت ہے وہ حسینؑ
ایماں ہوں جس کے نور سے پرُنور وہ حسینؑ
ہو جس کے غم سے دنیا کے دکھ دور وہ حسینؑ
سبطِ رسولؐ ابنِ علیؑ جانِ فاطمہؑ کُل کا امام دینِ محمدؐ کا رہنما
جس کی رضا ہے وحدہٗ معبود کی رضا جس کا عمل ہر ایک ہے خوشنودیِ خدا
اِس کی خوشی خُدا کو یہاں تک قبول ہے
ہے پُشت پر نبیؐ کے تو سجدے میں طُول ہے

کلِ رضاءِ ربّی جو بندہ ہے وہ حسینؑ   تزئینِ عرش جس کا کہ سجدہ ہے وہ حسینؑ
آغوشِ موت میں بھی جو زندہ ہے وہ حسینؑ   جو کہ بناءِ لاالٰہ ہے وہ حسینؑ

قرآں نے جس حسینؑ کو ابناءنا کہا
اجمیر کے ولی نے اسے دیں پناہ کہا

ہے علم کے مدینہ میں مینار نور کا   اور باب العلم میں بھی یہ جلوہ ہے طور کا
اس پہ یہ لطفِ خاص ہے ربّ غفور کا   ارشاد جس کے واسطے یہ ہے حضورؐ کا

مجھ سے حسینؑ اور ہوں میں اُس حسینؑ سے
قائم رہے گا دینِ خدا جس حسینؑ سے

جبرئیل جس حسینؑ کا خادم ہے وہ حسینؑ   اسلام جس کی ذات سے قائم ہے وہ حسینؑ
عالم کا جس کو علم ہے عالم ہے وہ حسینؑ   اہلِ یقیں کے دل پہ جو حاکم ہے وہ حسین

ہے جو حقیقی وارثِ کعبہ وہی حُسینؑ
دونوں جہاں ہیں جس کا علاقہ وہی حُسینؑ

گھر کربلا میں جس نے لٹایا ہے وہ حُسینؑ   سر راہ حق میں جس نے کٹایا ہے وہ حُسینؑ
سر دے کے جس نے دین بچایا ہے وہ حُسینؑ   سجدوں کے حق کو جس نے نبھایا ہے وہ حُسینؑ

حمد و ثناء ربی کا دیوان ہے حُسینؑ
اَللہ کا بولتا ہوا قرآن ہے حُسینؑ

لعنت کا طوق دے کے سدھارا یزید کو   نارِ جہنمی میں اُتارا یزید کو
میداں دکھا کے اُس ستم آرا یزید کو   بے تیغ کے حُسینؑ نے مارا یزید کو

میدانِ جنگ جس نے یہ مارا ہے وہ حُسینؑ
اسلام کہہ رہا ہے ہمارا ہے وہ حُسینؑ

جو مومنیں کے سینوں پہ ماتم کے داغ ہیں   یہ داغ قبر کے لیے روشن چراغ ہیں
اہلِ عزا کے ان سے منوّر دماغ ہیں   اِن کی ضیاء سے قلب و نظر باغ باغ ہیں

یہ سب ولاءِ پنجتنی کی ہے روشنی
یادِ حُسینؑ ابن علیؑ کی ہے روشنی

اور آج باقیاتِ یزیدی یہ دیکھ کر — اس روشنی سے جلتے ہیں ان کے دل و جگر
حالانکہ یہ ہی روشنی ہے دیں کی راہبر — یہ دین دشمنی پہ ہیں باندھے ہوئے کمر
خودکُش بموں سے آ کے مساجد اُڑاتے ہیں
محراب اور منبر و قرآں جلاتے ہیں

دیں دشمنی جو رکھتے ہیں دل میں یہ اہلِ شر — اِن کو خدا کا خوف نہ اِن کو نبیؐ کا ڈر
کلمہ ہے لب پہ دل میں نہیں کلمے کا اثر — طالب نہیں یہ دیں کے یہ ہیں طالبانِ زر
ہیکل کے اور صلیب کے یہ تابعدار ہیں
شیرون کے غلام ہیں بُش پر نثار ہیں

یہ دوست ہیں خُدا کے نہ اس کے حبیب کے — یہ تو ہیں دوست دینِ خدا کے رقیب کے
رشتے یہودیت سے ہیں ان کے قریب کے — ہر ملک میں ہیں پالتو یہ تل ابیب کے
خوں اہلِ حق کا کرتے ہیں تیغِ حُسود سے
ملتا ہے اسلحہ انہیں دستِ یہود سے

اللہ کی مسجدوں میں ہر ایک سَمت کُوبکُو — آ کر نمازیوں کا بہاتے ہیں یہ لہو
ضِراری مسجدیں ہیں یہاں بھی ہر ایک سُو — لیکن وہاں لہو ہے نہ بارود کی ہے بُو
اللہ کی مسجدوں کے ہی دشمن ہیں یہ لعیں
اسلام کی قبا میں ہیں یہ مارِ آستیں

گھائل عمل تمہارا اب اس کے ہے برخلاف — اس روشنی کا صرف زبانی ہے اعتراف
اس روشنی کی راہ گزر سے ہے انحراف — ہے رہبرانِ مذہب و ملت میں اختلاف
ہو جب کہ اپنے قبلہ و کعبہ ہی میں نفاق
پھر کس طرح سے آپ میں ہم میں ہو اتفاق

اور آج اپنی ملتِ خوش فہم و خوش خرام — اِس روشنی کو کرتی ہے اب دور سے سلام
مجلس کا ہے ادب نہ جلوسوں کا احترام — مانا کہ نوحہ خوانی کو حاصل ہے اک مقام
لیکن پھر اس میں اوّل و آخر کی بات کیوں
سینہ زنی کی رات میں یہ گھونسہ لات کیوں

ہوتی ہیں شب بے داریاں اِک غم کی ترجماں   لیکن اب ان پہ ہوتا ہے میلوں کا سا گماں
مٹی کے آب خورے الٹ کر جہاں تہاں   کہتے ہو ان کو شام کی افواجِ بے ایماں
نہرِ فرات و خیمۂ اطہر بناتے ہو
اپنے ہی ہاتھوں اپنی ہنسی کیوں اڑاتے ہو

مولا کا ایک تھا اب ہزاروں ہیں ذوالجناح   یہ صاحبِ جلوس بس اللہ کی پناہ
تانگوں سے کھول لاتے ہیں گھوڑے خدا گواہ   مولا کی کم چڑھاووں کی زیادہ ہے ان کو چاہ
کاندھوں پہ تو اٹھاتے ہوئے دم نکلتے ہیں
تابوت لے کے ٹھیلوں پہ اب لوگ چلتے ہیں

کیا عرض کیجیے کہ نہیں جُرأتِ کلام   اس طرح سے بیان ہو مظلومیِ امام
نوحہ ہے جب کہ درد کا آہ و فغاں کا نام   گانوں کی دُھن پہ آج پڑھا جا رہا ہے عام
پڑھ کر بطرزِ نغمہ یہ نوحہ حُسینؑ کا
اب سیدہ کو دیتے ہیں پُرسہ حُسینؑ کا

ہر انجمن کے دل میں یہ خواہش کا ہیر پھیر   اُس اگلی انجمن سے کہیں ہو نہ جائیں زیر
ہلتے نہیں ہیں شاہِ خراساں سے پھر وہ شیر   پرواہ نہیں جلوس کو ہو جائے جتنی دیر
عاشور کے جلوس میں ہر ایک نوحہ خواں
نوحہ کو طول دیتا ہے ہو بیبیاں جہاں

حالت ہے اب یہ مِلّتِ حقا کے جوش کی   پہلی سی بات ہی نہ رہی عقل و ہوش کی
وقتِ اَذاں ہے اور ہے شدت خروش کی   بے تابیاں عروج پہ ہیں خورد و نوش کی
رمضان کے مہینہ میں مسجد کی ہے یہ بات
افطار کی پلیٹ پہ چاقو کی واردات

مجلس تو ہے حُسینِ علیہ السّلام کی   اور صاحبِ عزا کو ہے فکر اپنے نام کی
علاّموں کو تلاش قیام و طُعام کی   اہلِ عزا کو کھوج ہے چائے کے جام کی
آتے ہیں مجلسوں میں ادب رکھ کے طاق میں
مجلس اُڑایا کرتے ہیں سن کر مذاق میں

جس بی بی کے یہ بیبیاں پردے کو روتی ہیں   اَشکوں سے اپنے منہ کو وہ دن رات دھوتی ہیں
بے چادری کے ذکر پہ جانوں کو کھوتی ہیں   بے پردا پھر جلوسوں میں شامل بھی ہوتی ہیں
بے پردگی ہے جن کو دل و جان سے عزیز
گھائل نہیں وہ سیدۂ بی بی کی پھر کنیز

پرچمِ عباسؑ

عباسؑ نام دار کے پرچم کا ہے بیاں　　جس سے کہ شان و شوکتِ اسلام ہے عیاں
فتحِ مبینِ حق کا یہ پرچم ہے ترجماں　　جس کی ہوا میں امن ہے سائے میں ہے اماں

روزِ ازل سے تا بہ ابد فتح مند ہے
جس دوش پر یہ پرچم حقا بلند ہے

ہے دید اس کی باعثِ تقویتِ یقیں　　اسلام کا علم ہے یہ ہی برروئے زمیں
واللہ ہے اس علم کی زیارت وفاءِ دیں　　ہے یہ بدوشِ لشکرِ خلاق العالمیں

یہ ہی علم نصب سرِ بابِ بہشت ہے
قربان اس پہ ہر دلِ ایماں سرشت ہے

دینِ خدا کے پیاروں کا پیارا ہے یہ علم　　فتحِ مبیں کی آنکھوں کا تارا ہے یہ علم
قدرت نے رحمتوں سے سنوارا ہے یہ علم　　محشر میں اہلِ حق کا سہارا ہے یہ علم

سورج سروں پہ جب سوا نیزے پہ آئے گا
پرچم یہ اپنے سائے میں مومن کو لائے گا

عظمت کا آسماں ہے یہ عباسؑ کا علم　　تنویرِ دو جہاں ہے یہ عباسؑ کا علم
اسلام پاسباں ہے یہ عباسؑ کا علم　　رحمت کا سائباں ہے یہ عباسؑ کا علم

پرچم نہ کیوں یہ باعثِ صد احترام ہو
دوشِ یداللّٰہی پہ جب اس کا مقام ہو

دامانِ آل و دامنِ قرآن یہ علم　　محکم کتابِ حق کا ہے جزدان یہ علم
توحید کا خدا کی ہے اعلان یہ علم　　باطل کے دل پہ ضربتِ یزدان یہ علم

طاقت بڑی خدا کی عیاں اس علم سے ہے
شیطاں بڑے کو خطرۂ جاں اس علم سے ہے

ہر ایک ملک و قوم کا ہوتا ہے اک نشاں　　پرچم کا احترام ہے ہر قوم کے یہاں
طاقت میں وہ بڑی ہو کہ کمزور و ناتواں　　قربان اس پہ کرتی ہے ہر قوم اپنی جاں

جیسا کہ پاک فوج ہر ایک روز صبح شام
پرچم کو اپنے پیش کرے باادب سلام

قرآں کتاب حق کی ہے مسجد خدا کا گھر　　اور یہ علم ہے دین کا پرچم عظیم تر
اونچا اسی علم سے ہوا دینِ حق کا سر　　اللہ کے رسولؐ کی اس پر رہی نظر

اسلام کی یہ فتح و ظفر کا نشان ہے
اس ہی علم سے دینِ محمدؐ کی شان ہے

غزواۃ میں حضور کے آگے یہ ہی رہا   ہر معرکے میں اس کی رہی ہے بڑی ہوا
مانگا علم کو جس نے نبیؐ نے اُسے دیا   لوگوں نے اس کو شان سے پہلے تو لے لیا
شانہ پہ جب اٹھایا علم ہانپنے لگے
پھر خوف جان کا جو ہوا کانپنے لگے

چالیس روز جاتے رہے لے کے وہ علم   لوٹ آتے روز شام کو سر اپنا کرکے خم
موجود تھے وہاں بڑے جی دار و ذی چشم   مرحب کے سامنے نہ کوئی مارتا تھا دم
مرحب کا خوف چہروں سے تھا اس طرح عیاں
تھے رنگ زرد اڑتی تھیں منہ پر ہوائیاں

رُخ سے عیاں تھی سب وہی فراریِ اُحد   تھے ذلتِ شکست سے پستہ دراز قد
خیبر میں دیکھے جب کہ یہ حالاتِ سہ عدد   اس وقت میں نبیؐ نے کہا یا علیؑ مدد
یہ رنگ دیکھ کر شہِ سدرہ مقام نے
فرمایا ان سے پھر یہ رسولؐ انام نے

اب کل نہ دیں گے ہم کسی فرار کو علم   کل دیں گے ہم علم ہی کے حق دار کو علم
صفدر کو اک دلیر کو جرّار کو علم   یعنی رَجُل کو حیدرِ کرّار کو علم
مرحب کو کاٹ کے در خیبر اکھاڑ کے
آئے گا کل جو دین کے پرچم کو گاڑ کے

جب یہ سنا نبیؐ سے تو مرجھا کے رہ گئے   غنچے امید و آس کے کمہلا کے رہ گئے
منہ سے تو کچھ کہا نہیں بل کھا کے رہ گئے   اتنے بڑے ہجوم میں شرما کے رہ گئے
حسرت علم کی لے کے جہاں سے گزر گئے
اولاد اپنی چھوڑ گئے خود وہ مر گئے

اولاد کا بھی درد نہیں اُن سے کچھ جدا   دل ہے، حسد کی آگ سے ان کا جلا ہوا
جھنجلا گئے علیؑ کا جہاں تذکرہ سنا   کیوں کہ یہ اُن کے آبا کو رتبہ نہیں ملا
یہ دیکھ کر علیؑ کا علم تلملاتے ہیں
کیوں اس کو لوگ آنکھوں سے اپنی لگاتے ہیں

چودہ سو سال سے انہیں تکلیفِ ہار ہے   بغض و کینہ کا ان کے دلوں پر بخار ہے
ہے خیر سے فرار انہیں شر سے پیار ہے   خیرالعمل سے ان کو ازل ہی سے خار ہے
اس خار میں علم کو یہ بدعت بتاتے ہیں
یوں اپنے باپ دادا کی ذِلّت چھپاتے ہیں

پامال دینِ حقّا کی حرمت کو کرتے ہیں سنگسار بارگاہِ امامت کو کرتے ہیں
ظاہر جہاں پہ اپنی ندامت کو کرتے ہیں پھر یوں ادا بزرگوں کی سُنّت کو کرتے ہیں
غصہ اُتارتے ہیں یہ قرآنِ پاک پر
دیں کا علم پٹکتے ہیں یہ لوگ خاک پر

مسجد پہ بم نمازی پہ گولی چلاتے ہیں کعبہ کو حاجیوں کا وہ مقتل بناتے ہیں
گھر میں خدا کے خون مسلماں بہاتے ہیں اس کے عوض رقم یہ یہودی سے پاتے ہیں
صورت میں کلمہ گو ہیں یہ سیرت میں مشرکیں
ہیں دین کے لباس میں یہ مارِ آستیں

قرآں منافقون کے سورہ میں جا بجا ان ہی منافقین کا کرتا ہے تذکرہ
پہچان یہ بھی اِک ہے منافق کی باخدا عباسؑ کے علم کا ہے یہ زندہ معجزہ
دیکھے سے اس علم کو نکلتا ہے اس کا دم
کرتا ہے بے نقاب منافق کو یہ علم

نورِ نگاہِ فاتحِ بدروحنین نے خاتونِ مُخلد سیدّہؑ کے نورِ عین نے
سبطِ رسولِؐ پاک شہِ مشرقین نے بعدِ امامِ اوّل و دوئم حسینؑ نے
عباسؑ کو دیا یہ علم اس یقیں کے ساتھ
اونچا یہ تا ابد رہے فتحِ مبیں کے ساتھ

عباسؑ نے بھی حقِّ علم کر دیا ادا حسنِ وفا سے دین کے پرچم پہ کی جلا
اپنے لہو سے بخشی اسے تا ابد بقا شاہد ہے اس کے باب میں تاریخِ کربلا
غازی کے اب بھی ہاتھوں میں جنبش ذرا نہیں
شانوں سے ہیں جدا یہ علم سے جدا نہیں

یہ پرچمِ رسولؐ ہے اس کے قریب آؤ بوسہ دو اس کو چومو اسے آنکھوں سے لگاؤ
بغض و حسد کی آگ سے مت اپنے دل جلاؤ اس وقت سے ڈرو کرو اس وقت سے بچاؤ
قہرِ خدا جو بن کے پھر ایک بار آگیا
پچھتاؤ گے جو پھر کوئی مختار آگیا

حالاں کہ یہ نبیؐ نے علم سب کو ہی دیا یہ اور بات کس کو ہوا کس طرح عطا
یہ اپنا اپنا بخت ہے اور بخت کی رسا گھائل انہیں الف سے تمہیں عین سے ملا
محشر میں اپنے سر پہ رہے گا قدم قدم
کوثر پہ لے کے جائے گا ہم کو یہ ہی علم

ہوشیار اے مسند آرائے حکومت ہوشیار   تو مٹانا چاہتا ہے قومِ شیعہ کا وقار
یاد رکھ ہم ہیں شہیدانِ جفا کی یادگار   حق کی خاطر جان دے دینا ہمارا ہے شعار

خوف کرتے ہی نہیں ہم تیغ استبداد سے
آپڑے جب وقت ٹکرا جاتے ہیں فولاد سے

ہم سے ٹکرا کر جہانِ ظلم کے لیل و نہار   ڈوب کر رُسوائیوں میں ہوگئے ہیں تیر و تار
یہ تعصّب تیرا اور تیرا یہ زُعمِ اقتدار   تیرا بیڑا لے کے ڈوبیں گے ذرا کر انتظار

یہ صدارت چلتی پھرتی چھاؤں کی سی بات ہے
چار دن کی چاندنی ہے پھر اندھیری رات ہے

ہم سے سیکھے ہیں زمانہ نے شجاعت کے چلن   ہم نے ہی سینچا ہے اپنے خوں سے حق دیں کا چمن
مرحلہ درپیش آیا جب کبھی کوئی کٹھن   حق کی خاطر ہم ہی نکلے باندھ کر سر سے کفن

ہے ہماری ہی شجاعت کا فسانہ یادگار
لافتیٰ الاّ علی لاسیف الاّ ذوالفقار

ہم ہوا تو کیا ہے طوفانوں کے رخ کو موڑ دیں   ٹکڑوں سے کوہ ساروں کے سروں کو پھوڑ دیں
غیض میں آجائیں تو دیوارِ آہن توڑ دیں   رحم آجائے تو ہم قاتل کو زندہ چھوڑ دیں

حق کی خاطر جیل تو کیا دار بھی منظور ہے
اہلِ حق کا روزِ اوّل سے یہ ہی دستور ہے

گولیوں سے خوف کرتے ہیں نہ سنگینوں سے ہم   ریلتے ہیں برچھیوں کی باڑ کو سینوں سے ہم
حق ہمارے ساتھ ہے ملتے ہیں حق بینوں سے ہم   طالبِ نصرت نہیں ہوتے ہیں بے دینوں سے ہم

زندگی انگڑائیاں لیتی ہے آکر جوش میں
پرورش پائی ہے ہم نے موت کی آغوش میں

غور سے سن غور سے کیا ہم کو یکسر چاہیے   اس سے بڑھ کر چاہیے نہ اس سے کم تر چاہیے
جعفری فقہہ کا آئینِ مطہر چاہیے   قاتلِ عارف حُسینی کا ہمیں سر چاہیے

حق کے طالب ہیں اصول اپنے بدل سکتے نہیں
ان مطالبات سے ہم اپنے ٹل سکتے نہیں

آگ برسے آسمانوں سے تو کب دبتے ہیں ہم   طاقتِ ربِّ دو عالم پر کمر کستے ہیں ہم
بُش کی مالا بیٹھ کر کعبہ میں کب جپتے ہیں ہم   ٹھوکروں پر اپنی زُعم ایٹمی رکھتے ہیں ہم

باندھ کر پتھر شکم سے بھوک میں ذی ہوش نے
ہم کو پالا ہے عرب کے ایک کملی پوش نے

ہر ستم کے عہد میں ایذاؤں سے گزرے ہیں ہم   آگ کے اور خون کے دریاؤں سے گزرے ہیں ہم
بستۂ طوق و رَسن صحراؤں سے گزرے ہیں ہم   خارزاروں سے برہنہ پاؤں سے گزرے ہیں ہم

حق کی راہوں میں ہمیں پرواہ نہیں ہے جان کی
ہیں کڑی جھیلے ہوئے بغداد کے زندان کی

یاد رکھنا غور سے سن آج یہ گھائل کی بات   کم بہت ہوتا ہے ظالمین کا دورِ حیات
جلد ملتی ہے عوام الناس کو اُن سے نجات   غرقِ آتش اُن کو کر دیتا ہے ربِّ کائنات

رہتی دنیا تک ذلیل و خوار ہو جاتے ہیں وہ
پھر خدا کے حکم سے فی النار ہو جاتے ہیں وہ

☆

قائدِ مِلّت گرامی مرتبت جنّت مقام مردِ حق مردِ مجاہد مرد مومن السّلام
رہتی دنیا تک رہے گا اس جہاں میں تیرا نام اتحادِ عالمِ اسلام تھا تیرا پیام

تیری کوشش تھی کہ دنیا کے مسلماں ایک ہوں
دینِ حق کے باب میں اِن کے ارادے نیک ہوں

رہبرِ مِلّت شہیدِ راہِ دینِ وَحدہٗ کر گیا تیرا عمل روءِ عمل کو سُرخرو
ذات تھی تیری اندھیروں میں ضیاءِ پرنُمو رنگ لائے گا یہ تیرا پاک و پاکیزہ لہو

تجھ سے وعدہ ہے قدم پیچھے ہٹا سکتے نہیں
تیری راہوں سے ہم ہرگز مُنہ پھرا سکتے نہیں

ورثۂ مومن شہادت ہے وہ تونے پالیا اور منافق نے یہ سمجھا ختم قصّہ ہوگیا
خوں تیرا عارف حسینی رائیگاں نہ جائے گا ہم تیرے اِک خوں کا سَتّر خوں سے لیں گے خون بہا

پاک طینت خوش سیر اے مردِ حُر عزّت مآب
لینگے قاتل سے تیرے ہر قطرۂ خوں کا حِساب

ذاتِ عارف تھی بناء اِتّحاد اُلمُسلمیں تھا منافقیں کو یہ خطرہ کہ بر روئے زمیں
شیعہ سُنّی ایک ہو جائیں. نہ آپس میں کہیں اور بے دینوں کو تھا اس امر پر کامل یقیں

شیعہ سُنّی مل کے اب شیر و شکر ہو جائیں گے
دشمناں دیں کے فتنے بے اثر ہو جائیں گے

تیرے ارشادِ گرامی کی قسم اے خوش صفات عالمِ اسلام کو سمجھائی ہے جو تونے بات
خدمتِ کعبہ کریں مل کر مسلماں ایک ساتھ اہلِ حق اس کو بھلا سکتے نہیں اب تاحیات

خدمتِ کعبہ ہو حق کی ترجمانی کے لیے
ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے

وہ نمازی عالم دیں نیکخو اعلیٰ صفات گولیوں سے چھین لی جس کی منافق نے حیات
وہ ہی چودہ سو برس پہلا سا طرزِ واردات وہ ہی مسجد میں لگا کر بیٹھنا قاتل کا گھات

وقت بھی وہ ہی نمازِ صبح کا ہر دو جگہ
تھا وہاں روزہ یہاں اکیسواں روزِ اَضحیٰ

قتلِ عارف کی یہ سازش تھی بڑے شیطان کی   پالتو کتوں کی اس کے اور نمکخواران کی
نطفۂ صیہونیت اُس فہدِ بے ایمان کی   دشمنِ حق دشمن دیں دشمنِ قرآن کی

خونِ ناحق سے جہاں کو آشنا کر دیں گے ہم
قرض سب آل سعودی کا ادا کردیں گے ہم

اے منافقین بے غیرت سنو تم ہو جہاں   ایک عارف الحسینی پر چلا کر گولیاں
تم سمجھتے ہو کہ بند ہو جائے گی حق کی زباں   یاد رکھو بندۂ مومن کو ہے حکم اذاں

باز آسکتے نہیں ہم نعرۂ تکبیر سے
یہ سبق سیکھا ہے ہم نے حضرتِ شبیرؑ سے

قاتلِ عارف حسینی کی ہے بس ہم کو طلب   ماسوا اس کے نہیں کچھ اپنی خواہش کا سبب
یاد رکھو بوترابی حق پہ ڈٹ جاتے ہیں جب   ڈٹ گئے جب ایک دفعہ پھر حق سے ہم ہٹتے ہیں کب

خوف بندوقوں سے کرتے ہیں نہ سنگینوں سے ہم
روکتے ہیں توپ کے گولوں کو بھی ٹینکوں سے ہم

ٹکّروں سے کوہساروں کے سروں کو پھوڑ دیں   ہم نظر ڈالیں تو طوفانوں کے رُخ کو موڑ دیں
غیض میں آجائیں تو خیبر کا قلعہ توڑ دیں   رحم آجائے تو ہم قاتل کو زندہ چھوڑ دیں

ہاں مگر ہم اس سے دل کو صاف کرسکتے نہیں
قاتلِ عارف کو ہرگز معاف کرسکتے نہیں

قاتلِ عارف حسینی جن یا جادوگر نہیں   ہم کو قاتل چاہئے اور اس سے کچھ ہٹ کر نہیں
کوئی بھی مجرم کسی حاکم سے طاقتور نہیں   آپ گر چاہیں تو پھر یہ کام مشکل تر نہیں

صدرِ پاکستان کی خدمت میں بس یہ عرض ہے
خون عارف الحسینی آپ پر بھی قرض ہے

وارداتِ قتل کو مت محرمِ قاتل سے پوچھ   حادثہ یہ غیر جانبدار سے عادل سے پوچھ
خوں کے دریا میں ہمارا ڈوبنا ساحل سے پوچھ   اور حقیقت پوچھنا چاہے تو پھر گھائل سے پوچھ

قتلِ عارف الحسینی بس اُسی کا کام ہے
سپہہ طاغوت و استکبار جس کا نام ہے

☆

اے غلامانِ جنابِ حُر شہیدِ کربلا   اے شہیدانِ صراطِ دینِ ربِّ کبریا
اے عزادانِ سبطِ تاجدارِ انبیاء   کر دیا ہے تم نے حق حُرؑ کی غلامی کا ادا
شہنشاہ سجّاد و زاہد کی شہادت کو سلام
جن کے تم بیٹے ہو اُن ماؤں کی عظمت کو سلام

صورتِ عزم و عمل بھی پیکرِ ایثار بھی   روز و شب مِلّت کی خدمت کے لیے تیار بھی
یہ شہیدانِ وفا تھے صاحبِ کردار بھی   آج کی دنیا میں رہ کر بھی تھے یہ دیندار بھی
صحنِ باب العلم میں درگاہِ حضرتؑ کے لیے
جاگتے تھے رات دن اس کی حفاظت کے لیے

یہ شہیدانِ ستم ابنِ علیؑ کے غم گسار   مذہب و مِلّت کی خدمت جن کا تھا اعلیٰ شعار
مسجد و محراب و منبر کے تھے یہ خدمت گزار   حق تو یہ ہے حق کی خاطر کر گئے جانیں نثار
خادمانِ بارگاہِ حضرتِ عباسؑ تھے
جب بھی دیکھا ہے اُنھیں بس یہ علم کے پاس تھے

آج بھی زیرِ علم ہیں یہ علم کے پاسدار   تابد ہے صحنِ باب العلم ان کی یادگار
اِن کی قبروں کا امیں ہے خانۂ پروردگار   اب بھی یہ مسجد میں ہیں گو ہیں قضا سے ہمکنار
سورۂ الحمد پڑھتے ہیں باذنِ کردگار
قبر پر ان کی ملائک دن میں آکر پانچ بار

باعثِ صد فخر ہیں اس انجمن کے نوجواں   عزمِ حُر تھا لحد میں بھی جن کے چہروں سے عیاں
یہ شہیدِ کربلا کے سوگوار و نوحہ خواں   کر گئے راہِ حسینیت پہ قرباں اپنی جاں
قُربِ حُرؑ دے خلد میں اُن کو میرا ربِّ جلیل
اور عطا ماں باپ کو کر اُن کے تو صبرِ جمیل

اے خداوند دو عالم اے رحیم اے کبریا   پالنے والے میرے معبود اے ربِّ علیؑ
شہنشاہ و زاہد و سجّاد جیسا مرتبہ   صدقۂ آلِ محمدؐ سے ہو گھائل کو عطا
یاالٰہی میں لکھوں نوحے سرِ باغِ جناں
شہنشاہ و زاہد و سجّاد ہوں واں نوحہ خواں

بعدہ اس کے حکومت سے ہے یہ میرا خطاب   قاتلوں کو ان شہیدوں کے کرے اب بے نقاب
عدل اور انصاف سے تونے کیا گر اجتناب   چھین لے گا کرسیاں پھر تجھ سے خالق کا عذاب

خاک ہو جائیگا جل کر تیرا زُعمِ اقتدار
یاد کر اُس وقت کو اُس وقت کا کر انتظار

سوچیں اربابِ حکومت اپنے دل میں کم سے کم   تابا کہ جلتے رہیں گے مسجد و قرآں بہم
علم میں ہے انتظامیہ کے قرآں کی قسم   کون برساتا ہے مسجد اور عزا خانوں پہ بم

نام پر اسلام کے جس ملک کی بنیاد ہو
مسجد و قرآن پر اس ملک میں بیداد ہو

قتلِ مسجد میں نمازیوں کا ہو شام و سحر   منبر و محراب و مسجد خون میں ہو تربتر
اور کرے حملے عزا خانوں پہ سپہِ بغض و شر   سربراہِ مملکت اس امر سے ہو بے خبر

مملکت اسلام کی ہے یہ کہ کفرستان ہے
گھر خدا کا خون سے رنگیں جہاں ہر آن ہے

بابری مسجد کرے ہندو جو بھارت میں شہید   ارضِ پاکستان میں برپا ہو کُہرامِ شدید
مسجدوں کے ساتھ پاکستان میں قرآنِ مجید   نذرِ آتش کررہی ہے کھل کے اولادِ یزید

اس پہ ہیں خاموش اربابِ حکومت اور عوام
ہے مسلماں کے لیے یہ ڈوب مرنے کا مقام

حکمراں کے واسطے یہ جاءِ عبرت ہے جناب   جب کوئی حاکم منافقت کا کرلے ارتکاب
صورتِ سی ون تھری زیرو خدا کا پھر عذاب   بے خبر حاکم کا کر دیتا ہے وہ خانہ خراب

پھر تماشہ یہ دکھاتا ہے اُسے قہرِ خُدا
جبڑا کر دیتا ہے اُس کا اس کے چہرے سے جُدا

ہیں مسلماں آپ تو حق مسلماں بھی بنائیں   خوں کا بدلہ خون ہے اسلام میں اُن کو بتائیں
قاتلانِ مسجد و قرآں کو پھانسی پر چڑھائیں   وقت کی کرسی پہ فائض ہیں نہ اُن سے خوف کھائیں

صدرِ پاکستان کی خدمت میں اتنی عرض ہے
حُرمتِ قرآں و مسجد آپ کا بھی فرض ہے

آپ کو پہچان منافق کی نہیں تو ہم بتائیں   ہو اجازت آپ کی تو ان کا چہرہ بھی کرائیں
باپ ہیں ان کے سعودی اور یہودی اُن کی مائیں   چھپ نہیں سکتے کہیں وہ لاکھ وہ خود کو چھپائیں

جاہیے اُن کو منافق اور ہے ننگِ وطن
حیدری نعرے سے جن کے رُخ پر پڑ جائے شکن

مُنہ شگافی ہو چکی ہے اب یہاں تک ان کی عام   پہلے تو چالیس پاروں کا لگایا اِتہام
اس کو ثابت کرسکے نہ جب یہ صیہونی غلام   اب یہ بتلاتے ہیں اپنا جو خدا کا ہے کلام

یہ گروہِ فتنہ و شر طبقہ دہشت گراں
ہے ازل ہی سے خلافِ دین و ایمان و قرآں

بانیِ سپہِ فسادہ مناق بد گہر   جس کو گھائل مرتے دم تک ہو نہ پائی یہ خبر
نام کیا ہے کون تھا یا کون ہے اُس کا پدر   ہے گواہ فہرستِ ووٹنگ جھنگ کی اس امر پر

نام سے والد کے ووٹنگ لسٹ وہ محروم ہے
ولدیت کے باب میں تحریر نامعلوم ہے

☆

اے پیروانِ دین و شریعت تمہیں سلام   اے خادمانِ مذہب و مِلّت تمہیں سلام
مسجد میں تم نے پائی شہادت تمہیں سلام   زیرِ علم تمہاری ہے تربت تمہیں سلام
کس کو خبر تھی توڑ کے تم رشتۂ حیات
عیدالاضحیٰ مناؤ گے مولا علیؑ کے ساتھ

راہِ حُسینیّت کے شہیدو تمہیں سلام   ظلمِ یزیدیت کے شہیدو تمہیں سلام
دستِ وہابیت کے شہیدو تمہیں سلام   جبرِ سعودیت کے شہیدو تمہیں سلام
مسجد میں خوں تمہارا بہایا ہے بے خطا
مقتل وہابیوں نے کیا خانۂ خدا

پیروِ یہود کا یہ وہابیِ بدخصال   کرتا ہے مسجدوں کو نمازی کے خوں سے لال
اسلام دشمنی میں نہیں اس کی ہے مثال   حقِ نمک یہودی کا کرتا ہے یوں حلال
چُھپ چُھپ کے اہلِ حق پہ یہ گولی چلاتا ہے
باطل سے دوستی کو یہ ایسے نباہتا ہے

اے شہنشاہ و زاہد و سجّادِ نیک خُو   جانے نہ دیں گے رائیگاں ہم آپ کا لہو
قاتل تمہارے بچ نہیں سکتے کسی بھی سُو   چاہے کسی سپاہ کے وہ کیوں نہ ہوں گرو
قاتل تمہارے دار پہ جب تک نہ جائیں گے
اس وقت تک سکوں بھی نہ ہم لوگ پائیں گے

جب قاتلوں کی مل بھی گئی ہے کمین گاہ   اور اس جگہ سے پکڑا گیا اُن کا اسلحہ
لاعلم قاتلوں سے نہیں انتظامیہ   پھر اُن کو نہ پکڑنے کی ہے کون سی وجہ
اربابِ اقتدار کی خدمت میں عرض ہے
تم پر لہو شہیدوں کا واللہ قرض ہے

ایسا نہ ہو کہ قرض یہ پھر ہم کریں ادا   کل ہم سے کیجیئے گا نہ اس امر پر گِلا
گر آپ سے سنبھلتے نہیں ہیں یہ بے حیا   پھر ہم پہ چھوڑ دیجیئے سب اِن کا معاملہ
یہ کیا مٹائیں گے ہمیں ان کی مجال کیا
جب ان کا جد یزید نہ ہم کو مٹا سکا

اسلام کے لباس میں یہ دشمنانِ دیں پھرتے ہیں بم چھپائے ہوئے زیرِ آستیں
وہ اتحاد جو کہ ہو مابینِ مسلمیں بدبخت نامراد یہ وہ چاہتے نہیں
دشمن ہے اہل حق کی یہ اولاد بن زیاد
دستور اس سپاہ کا ہے فتنہ و فساد

یہ اہلِ شر منافق و بے دیں نمک حرام بدر و اُحد کا چاہتے ہیں ہم سے انتقام
یہ دیکھتے ہوئے اب حکومت کا ہے یہ کام منہ میں بنامِ امن منافق کے دے لگام
ورنہ غلام حیدر کرآر ہم بھی ہیں
اور اس کے ساتھ پیروِ مختار ہم بھی ہیں

یہ کیا کہ قتل بھی ہوں گرفتار بھی ہوں ہم یہ عدل کے خلاف ہے انصاف کی قسم
اس طرح کل کرے گا مورّخ اسے رقم کھل کر یہ اہلِ حق پہ حکومت کا تھا ستم
یکطرفہ منصفی کا جو معیار یہ رہا
پھر ایسا حکمران منافق ہے باخدا

پروردگار میرے خُدا میرے کبریا اے لاشریک وحدہٗ اے ربّ العلیٰ
ہیں جو بھی اِن شہیدوں کے ماں باپ و اقربا صدقہ سے پنجتن کے انہیں صبر ہو عطا
گھائل بنامِ زاہد و سجّاد و شہنشاہ
پڑھیے ثواب کے لیے ایک سُورۂ فاتحہ

☆

مجاہد اکبر رہبر اعظم

اے مردِ حُر مُجاہد اکبر تجھے سلام   مختار وقت حق کے سپہ گر تجھے سلام
عزم و عمل یقین کے پیکر تجھے سلام   اے رہبرِ صراطِ ابوزر تجھے سلام
جانباز سرفروش حُسینی تجھے سلام
اے نائب امام خمینیؒ تجھے سلام

القُدس کو تھی آس فقط تیرے ہی دم سے   ایک دن تو چھڑوائے گا اُسے دستِ ستم سے
بت آلِ سعودی کے ہٹائے گا حرم سے   کعبہ کو سجائے گا شریعت کے علم سے
باطل کی اَجل صورتِ ضیغم تھا خمینیؒ
حق دین کا وہ رہبر اعظم تھا خمینیؒ

دل شاہوں کے لرزاں تھے تیرے نام کو سن کر   تھا خوف تیری ذات کا طاغوت کے دل پر
تھا ضربِ گراں ذکر تیرا کفر کے سر پر   خائف تھا تیری دھاک سے شیطان کا لشکر
آیا تھا بڑے زعم بڑی طیشِ نظر سے
تہران سے بھاگا بڑا شیطاں تیرے ڈر سے

حق بین حق نگاہ حق آگاہ حق شناس   تیغ و تبر نہ آتشیں ہتھیار جس کے پاس
اس کی بس ایک توکّل حق پر تھی کُل اَساسی   اور نصرتِ علیؑ پہ تھی ہر وقت جس کی آس
امریکیوں کی ہے نہ کسی روسیاہ کی ہے
نعرہ تھا اس کا بس بڑی طاقت خدا کی ہے

خطبات میں خمینیؒ کے ہر وقت ہر مقام   تھا اِتحادِ عالمِ اسلام کا پیام
گر مان لیتے آج خمینیؒ کا یہ کلام   تو آج یوں نہ ہوتا مسلماں کا قتل عام
بوسینیا کی سمت نہ اُٹھتی بُری نظر
خوں رنگ ایسے ہوتی نہ ارضِ سری نگر

پیغام یہ خمینیؒ کا باطل کے تھا خلاف   امریکی دینداروں کے یہ دل کے تھا خلاف
یہ نعرہ اہل دین کے قاتل کے تھا خلاف   یعنی منافقین کی منزل کے تھا خلاف
جب ہی تو یہ خلافِ خمینیؒ ہیں ہر قدم
اس کے عوض یہ پاتے ہیں صیہون سے رقم

مجاہد اکبر رہبر اعظم

اے مردِ حُر مُجاہد اکبر تجھے سلام مختار وقت حق کے سپہ گر تجھے سلام
عزم و عمل یقین کے پیکر تجھے سلام اے رہبرِ صراطِ ابوزر تجھے سلام
جانباز سرفروش حُسینی تجھے سلام
اے نائب امام خُمینیؒ تجھے سلام

القدس کو تھی آس فقط تیرے ہی دم سے ایک دن تو چھڑوائے گا اُسے دستِ ستم سے
بت آلِ سعودی کے ہٹائے گا حرم سے کعبہ کو سجائے گا شریعت کے علم سے
باطل کی اَجل صورتِ ضیغم تھا خمینیؒ
حق دین کا وہ رہبر اعظم تھا خمینیؒ

دل شاہوں کے لرزاں تھے تیرے نام کو سن کر تھا خوف تیری ذات کا طاغوت کے دل پر
تھا ضربِ گراں ذکر تیرا کفر کے سر پر خائف تھا تیری دھاک سے شیطان کا لشکر
آیا تھا بڑے زعم بڑی طیشِ نظر سے
تہران سے بھاگا بڑا شیطاں تیرے ڈر سے

حق بین حق نگاہ حق آگاہ حق شناس تیغ و تبر نہ آتشیں ہتھیار جس کے پاس
اس کی بس ایک توکُّل حق پر تھی کُل اَساسی اور نصرتِ علیؑ پہ تھی ہر وقت جس کی آس
امریکیوں کی ہے نہ کسی روسیاہ کی ہے
نعرہ تھا اس کا بس بڑی طاقت خدا کی ہے

خطبات میں خمینیؒ کے ہر وقت ہر مقام تھا اِتحادِ عالمِ اسلام کا پیام
گر مان لیتے آج خمینیؒ کا یہ کلام تو آج یوں نہ ہوتا مسلماں کا قتل عام
بوسینیا کی سمت نہ اُٹھتی بُری نظر
خوں رنگ ایسے ہوتی نہ ارضِ سری نگر

پیغام یہ خمینیؒ کا باطل کے تھا خلاف امریکی دینداروں کے یہ دل کے تھا خلاف
یہ نعرہ اہل دین کے قاتل کے تھا خلاف یعنی منافقین کی منزل کے تھا خلاف
جب ہی تو یہ خلافِ خمینیؒ ہیں ہر قدم
اس کے عوض یہ پاتے ہیں صیہون سے رقم

دشمن ہے اہلِ حق کی جہاں میں سعودیت   اور اس کی ذیلی شاخ ہے دینِ وہابیت
ملتی ہے اس کو مغربی مکتب سے تربیت   فرضِ وہابیت میں ہے رسمِ یزیدیت
اس ہی سبب یہ خونِ مسلماں بہاتے ہیں
اور حاجیوں کا مکّہ کو مقتل بناتے ہیں
جس جا وہابیت کی ذرا بھی ہے گرد باد   اُگتا ہے اس جگہ شجرِ فتنہ و فساد
امریکی ڈالروں کی ہے اس کی جڑوں میں کھاد   پھل جس کے تین ہوتے ہیں شر بُغض اور عناد
ہے ان پھلوں سے یا تو یہودی کو فائدہ
یا ان پھلوں سے فکر سعودی کو فائدہ
اپنا سا دوسروں کو سمجھ لینا سر بَسر   وَاللہ کے ازل سے ہے یہ فطرتِ بشر
ہے بات صرف اتنی سی القصہ مختصر   چوروں کو چور شاہوں کو شاہ آئے گا نظر
شاطر کو ہر مقام پہ شاطر دکھائی دے
کافر کو تو فرشتہ بھی کافر دکھائی دے
تھا مقصدِ خمینیؒ مسلماں کا اتحاد   قرآن کا سبق ہو مسلماں کو دل سے یاد
مابین کلمہ گو کے نہ ہو فتنہ و فساد   اسلام دشمنوں سے کریں مل کے سب جہاد
خوشنودیِ خُدا ہے خمینیؒ کا یہ پیام
گھائل کا اے امامِ خمینیؒ تمہیں سلام

☆

امریکہ مردہ باد

عدوءِ عالمِ اسلام بے ایمان مردہ باد ہے اس دنیا میں امریکہ بڑا شیطان مردہ باد
وہ دہشت گرد تو سب سے بڑا ہے خود زمانے میں مسلماں ملک پر دھرتا ہے جو بہتان مردہ باد
جھکائیں اپنا سر مسلم ممالک پیشِ واشنگٹن بڑے شیطان کے یہ خواب یہ ارمان مردہ باد
مثالِ روس امریکہ میں وہ دن آنے والا ہے کرے گا اُس کو اس کا ایٹمی سامان مردہ باد
مسلماں حکمراں کا نام میں لیتا نہیں لیکن ہو امریکہ کا جو بھی طابعِ فرمان مردہ باد
بزعمِ ایٹمی قوت بنایا تھا جو شیطاں نے وہ منصوبہ ہوا آکر سرِ تہران مردہ باد
خداءِ وحدہٗ کی ذات ہے سب سے بڑی طاقت بڑی طاقت کہے جو خود کو شیطان وہ مردہ باد
سرِ بوسینیا کشمیر و لبنان و فلسطیں پر جو برساتے ہیں بم وہ ابرہا ہامان مردہ باد
جہاں ویٹو کی طاقت بھی ہو خود ظالم کے ہاتھوں میں وہ یو این او کا اندھا بے زباں ایوان مردہ باد
جھکا ہو جس کا پلّہ ظلمِ استکبار کی جانب وہ ڈنڈی مار یو این او تیری میزان مردہ باد
ہو گر مسلم ممالک کی علیحدہ اپنی آئی ایم او تو پھر ہوں جبر و استبداد کے طوفان مردہ باد
چڑھایا دار پر عیسیٰ کو اس قوم یہودی نے رہی موسیٰ کی یہ ہی قومِ نافرمان مردہ باد
بڑے شیطان کی شہ پا کے اسرائیل اور بھارت خُدا کی بستیاں کرنے لگے ویران مردہ باد
یہودی میں حیا ہے اور نہ غیرت نام سے واقف ازل ہی سے ہے یہ مادر پدر عریان مردہ باد
بنامِ فرقہ آپس میں لڑاتے ہیں مسلماں کو منافقیں غلامِ موشۂ دایان مردہ باد
یہودی اور سعودی کے سوا ہر ملک دنیا کا کہے گا اب وہ امریکہ الاعلان مردہ باد

بہاتے ہیں مسلماں جو مسلمانوں کا خوں گھائلؔ
حدیثِ کُلِّ مومن کے وہ نافرمان مردہ باد

☆

مرحبا ایران کے مردِ مُجاہد مرحبا — نام دینِ حق کا تو نے جس طرح روشن کیا
راہِ حق میں رات دن بڑھتے رہے تیرے قدم — ہر قدم پر جبکہ تھے سنگین آتش زیرِ بم
تیرے جذبہ کے تصدق تیری ہمّت کے نثار — آگ کے شعلوں میں تو بڑھتا رہا مردانہ وار
جتنی کوشش کی مٹانے کی تجھے اغیار نے — اُتنا ہی چمکا دیا تجھ کو تیرے ایثار نے
کانپ اُٹھے سینوں میں تیرے ڈر سے طوفانوں کے دل — دورِ ایٹم ہو سکا نہ تیری راہوں میں مُخل
تیری کوشش نے ٹھکانے کر دیئے ضدّی مزاج — اپنی ٹھوکر سے اتارا تو نے شاہی سر سے تاج
آخرش تو آگیا منزل پہ اپنا بامراد — پرچمِ اسلام لہرایا فضا میں ہو کے شاد
ہوں مبارک مِلّتِ ایراں کو حق کے طرز و طور — راس آئے تجھ کو اسلامی جمہوریت کا دور
لاکھوں جانیں دے کے تو نے جب یہ دیکھے آج دن — جبر و استبداد کا مرکز بنے طفل و مُسن
عورتوں پر وہ ستم کہ الحفیظ و الاماں — خوں رُلائے گی زمانہ کو یہ خونی داستاں
یہ ستم صدّام کے تاریخ جب دُہرائے گی — نام سے انسان کے حیوان کو گھِن آئے گی
بخشا ہے اللہ نے ایران کو وہ راہبر — مردِ حق یعنی خُمینیؒ مردِ مومنِ مردِ نر
سُن ذرا تو غور سے سُن اب یہ گھائل کا سُخن — سہل آزادی کا ملنا حفظ ہے اس کا کٹھن
کوششِ باطل رہی ہے حق مٹانے کے لیے — اور تجھے حق نے رکھا ہے حق بچانے کے لیے
یاد رکھنا بھولنا اس کو نہیں میرے حبیب — ہے منافق کی چھری اب بھی تیرے دل کے قریب
ہے جہاں تک فاصلوں کی بات یہ مانا ضرور — مِلّتِ ایران لیکن کب ہے اپنے دل سے دور
لب پہ اہلِ پاک کے ہر وقت ہے یہ ہی دُعا — فتح اہلِ حق کو دے معبود میرے ہر جگہ
ایسا ہی رہبر کوئی یارب ہمیں بھی کر عطا — جس طرح کا تھا خُمینیؒ راہ حق کا رہنُما
جس نے خاکستر کیا بے تیغ شاہی تخت و تاج — نام سے جس کے لرز جاتا ہے قلبِ سامراج
وہ خمینیؒ جس نے یہ بخشا شرف ایران کو — دی شکستِ فاش جس نے کہ بڑے شیطان کو
وہ خمینیؒ صرف جس کے رُعب سے گھبرا گئے — بُش کے طیّارے فضا میں خودبخود ٹکرا گئے
جس نے ثابت کر دیا اور جس کا یہ اعلان ہے — ایٹمی قوّت سے بڑھ کر قوّتِ ایمان ہے
جس کا ہے نعرہ نہ شرقی اور نہ غربستان کی — ہے بڑی طاقت خداءِ عزّوجل والشان کی
مِثلِ ضربِ حیدری دنیا میں تھا جس کا وجود — وہ خُمینیؒ جس سے خائف تھے نصاریٰ و یہود
آج ہر مرحَب پریشان ہے بُرے انجام سے — ایٹمی خیبر لرزتا ہے خمینیؒ نام سے
مِلّتِ ایران تیرا بچہ بوڑھا اور جواں — ہمت و عزم عمل کا بن گیا ہے اک نشاں
ایسا ہی نسخہ ہمیں بھی لکھ کوئی اے سرفروش — جس کے پیتے ہی ہماری قوم کو آجائے ہوش
کوششیں ہم بھی کریں آزادیِ کشمیر کی — دیکھیں یو این او کے بدلے دھار کو شمشیر کی

مِلّت ایرانیاں کو باادب بااحترام
اہلِ پاکستان کی جانب سے گھائل کا سلام

مقرّر سے خطاب

اے مقرر تنگ دِل اے کم نظر اے کینہ خو
بستۂ دامِ ہَوس ہے حرص کا بندہ ہے تُو

گر بُرا مانے نہ تُو تو سن ذرا عزت مآب
ہاں تیرے ہی جیسے ذاکر سے ہے گھائل کا خطاب

آج ہے کچھ عرض کرنا تجھ سے لیکن صاف صاف
آگئی ہے بات دل کی لب پہ گستاخی معاف

نام تُو منبر پہ جن کے لے رہا ہے صبح و شام
اُن کے در کا صِدق دِل سے میں بھی ہوں ادنیٰ غلام

تیری تقریروں کی بارِش آل کے کردار پر
گامزن تو خود نہیں اُن کے طریقِ کار پر

پہلے اپنے دِل کا تو تحریر خود احوال کر
دیکھ پھر اپنے گریباں میں ذرا منہ ڈال کر

اُن کے دل تھے صاف نیّت صاف شیشے کی مِثال
تُو کِینہ و بغض و نفرت کے بُنا کرتا ہے جال

وہ تو تھے خیبر شِکن مرحب شکن اَنتر شِکن
اور تو ہے دِل شِکن وعدہ شِکن منبر شِکن

فاقوں کی شدّت میں بھی تبلیغ اُن کی پُرخلوص
بھوک نے تیری نکالا قومِ مسلم کا جلوس

تھی میسّر جو کی روٹی وہ بھی اُن کو خشک تر
تیرے دستر خوان پر مرغِ مُسلّم تر با تر

فخر سے کہتا ہے تُو کملی تھی اُن کی تار تار
اور تیرے جسم پر ملبوس کتنے شاندار

پیٹ کی خاطر اصولِ دین سے بھٹکا ہے تو
قوم کی راہوں میں روڑے کی طرح اٹکا ہے تُو

خونِ اہلبیت کا دل کھول کر سودا کرے
پھر ولاءِ آل کا منبر پہ تُو دعویٰ کرے

چشم پُرنم ہے مگر دل کو تیرے کچھ غم نہیں
تیرے آنسو بھی مگرمچھ کی طرح سے کم نہیں

وقتِ ذبح مل سکا جن کو نہ ایک پانی کا جام
خون سے اُن بے کسوں کے سیر ہونا تیرا کام

بیچتا ہے جس کو سِکّوں کے عوض ہر روز تُو
ہے تیری تقریر کا عنوان پھر وہ ہی لہو

زینبؑ و کلثومؑ کی چادر میں ہُنڈی ہے تیری
کربلا کا سانحہ زرخیز مَنڈی ہے تیری

وہ تو پہرا دے لٹے خیموں کا شب بھر دل فگار
تُو کیا کرتا ہے اُس شب اپنی نقدی کا شمار

تو بغیرِ زر سوئے منبر کبھی بڑھتا نہیں
اس میں ایک پیسہ ہو کم تو مجلسیں پڑھتا نہیں

حق یتیموں اور بیواؤں کے کھا جاتا ہے تُو
مَنفِعت ہو جس جگہ تیری وہاں جاتا ہے تُو

بات دنیا کی جہاں ہوتی ہے ٹِک جاتا ہے تُو
معاملہ جب حق کا آجائے تو بِک جاتا ہے تُو

دُخترِ زر کی طرف دل جان سے مائل ہے تو
ایک زوجہ کا نہیں زوجین کا قائل ہے تُو

جس کو ٹھکرایا علیؑ نے اُس سے تجھ کو پیار ہے
اے خطیبِ بُوالہوس تو بندۂ دینار ہے

اے میں قرباں کیا یہ ہی ہے خدمتِ کرب و بلا
قیمتاً تو کر رہا ہے جو سرِ منبر ادا

تُو زبانی ہے حسینؑ ابنِ علیؑ کا غمگسار
دل سے ہے تُو رائج الاوقات سِکّوں کا شکار

تو کہ اقوالِ آئمہ سے جسے انکار ہے
باخدا لاعلم تُو وہ منبری فنکاری ہے

جو ہوس کے داغ اپنے دل سے دھو سکتا نہیں
وہ محافظ مذہب و ملّت کا ہو سکتا نہیں

معزز قارئین کرام! یہ عبارت جو میں نظم کی شکل میں پیش کر رہا ہوں یہ ایک بہت پرانے اور بوسیدہ رسالے سے لی گئی ہے حروفِ مقطعات جو کلامِ پاک میں ہیں اُن کے بارے میں تحقیق و انکشاف جنابِ حضرت علامہ زمخشری نے فرمایا ہے۔ تفسیرِ کشاف سے ماخوذ یہ عبارت جس کی جسارت میں نے نظم کی شکل میں کی ہے حاضر ہے۔ بغور ملاحظہ فرمائیں۔ شکریہ

قرآنِ پاک کے یہ حروفِ مقطعات   نورانی ہیں حروف یہ مثلِ تجلّیات
ہے ان کی ضو میں دعوتِ فکر و نظر کی بات   ان سے رجوع کیجیے لیکن باالتفات
دیتے ہیں یہ حروف پتہ اُس صراط کا
جو راستہ جہاں میں ہے باعث نجات کا
تعداد میں یہ حرف ستّر ہیں لاکلام   ایک ان میں ع۔ چودہ۔ الف۔ ان میں تیرہ۔ ل
دو بار۔ ی۔ ہے۔ م۔ کا سترہ جگہ مقام   ہیں چار۔ س۔ تین۔ ص۔ ر۔ کے چھ قیام
۔ہ۔ چھوٹی دو ہیں اور بڑی۔ ح۔ ہے سات بار
۔ک۔ ایک۔ ن۔ ایک، ہے دو۔ ق۔ ط۔ چار
ہیں یہ حروف آپ کے پیشِ نظر جناب   ہوں آپ اِن حروف سے اس طرح فیض یاب
ہر حرف اِن حروف سے یوں کیجے انتخاب   ہر حرف کا ہو حرفِ مکرّر سے اجتناب
جیسے کہ ایک الف کا ہے چودہ جگہ مقام
جملہ بناتے وقت لیں بس ایک الف سے کام
جب یہ حروف جملوں کی صورت میں آئیں گے   ایماں سے ذہن و قلب کو یہ جگمگائیں گے
سچی ہے کس کی راہ یہ مژدہ سنائیں گے   کھل کر یہ اُس کا اسمِ گرامی بتائیں گے
قرآں کے یہ حروف ہیں اللہ کی زباں
یہ رمز ہیں خدا و محمدؐ کے درمیاں
لکھئے۔ ص۔ ر۔ اور۔ الف۔ ط۔ بااحتیاط   ع اور۔ ل۔ ی۔ لکھیں حل ہوں گی مشکلات
پھر۔ ح کے بعد۔ ق۔ لکھیں ہے یہ حق کی بات   ن۔ اور۔ م۔ س۔ لکھیں ک و ہ کے ساتھ
چودہ حروف سے باکرم ربِ وحدہٗ
جملہ بنا صراطِ علیؑ حقٌ نمسکہٗ
جملہ یہ ایک ایسا بنا اپنی شان میں   مثل اس کا ہے زمیں نہ کہیں آسمان میں
لاکھوں بنیں گے جملے تو ہر ایک زبان میں   جز ایک کے سب ہوں گے وہ مہمل بیان میں
گھائل اس عربی جملے کا تم ترجمہ سنو
سچا علیؑ کا راستہ مضبوط تھام لو

ملتِ اسلامی سے خطاب

یہ نظم جب پاکستان دولخت ہوا اور پاک بھارت جنگ کے موقع پر

ملتِ اسلامیہ سے ہے یہ گھائل کا خطاب   چھا رہا ہے تجھ پہ ہر جانب سے ذِلّت کا سحاب
کُلِّ مومن اَخوۃ" سے ہے جو تجھ کو اجتناب   دیکھ پھر دنیا میں تیری آئے گا وہ اِنقلاب
لڑکھڑا جائے گا ضربِ گردش ایام سے
تیری نسلیں تک نہ بیٹھیں گی کبھی آرام سے
جاگ اُٹھ اے ملّتِ خوابیدہ بے حد سو چکی   ہاتھ سے جو کچھ تجھے کھونا تھا وہ تُو کھو چکی
راہ میں بونا تھے جو کانٹے وہ دنیا بو چکی   ہوش میں آ ہوش میں برباد عزت ہوچکی
آب موتی کے لیے موتی ہے قیمت کے لیے
جان دے دیتا ہے عِزّت دار عِزّت کے لیے
ہمت و عزم و عمل سے ہر قدم پر کام لے   راہ حق میں کوشش پیہم کا بازو تھام لے
غیر کے تکیہ پہ سر رکھ کر نہ اب آرام لے   ٹھوکریں کھائے گا کب تک اٹھ خدا کا نام لے
غور کر اس پر کہ کیا تھا تیرے آبا کا چلن
حق کی خاطر باندھ کر رکھتے تھے وہ سر سے کفن
صفحۂ ہستی سے مسلم کو مٹانے کے لیے   سازشیں ہوتی ہیں تیرا خوں بہانے کے لیے
آبروئے مذہب و مِلّت بچانے کے لیے   ذوالفقار حیدری بن جا زمانے کے لیے
قطع کر دے بازوؤں سے گردش دوراں کے ہاتھ
تنگ کر دے دیں کے دشمن کے لیے راہِ حیات
قوم جب بپنے گی تو اور جب پھریں گے تیرے دن   مُتّحد ہو جائیں مِلّت کے اگر طفل و مُسن
پھر کوئی مشکل مسلماں کو نہیں ہوگی کٹھن   یاد کر اس وقت کو اس وقت کی گھڑیوں کو گن
جبکہ تھے صرف ایک سو تیرہ مسلماں جاں نثار
فتح ان پر پائی جو دشمن تھے دیں کے بے شمار

ملت اسلامی سے خطاب

یہ نظم جب پاکستان دولخت ہوا اور پاک بھارت جنگ کے موقع پر

ملتِ اسلامیہ سے ہے یہ گھائل کا خطاب چھا رہا ہے تجھ پہ ہر جانب سے ذِلّت کا سحاب
کُلِّ مومن اُخوۃ'' سے ہے جو تجھ کو اجتناب دیکھ پھر دنیا میں تیری آئے گا وہ انقلاب
لڑکھڑا جائے گا ضربِ گردشِ ایام سے
تیری نسلیں تک نہ بیٹھیں گی کبھی آرام سے
جاگ اُٹھ اے ملّتِ خوابیدہ بے حد سو چکی ہاتھ سے جو کچھ تجھے کھونا تھا وہ تُو کھو چکی
راہ میں بونا تھے جو کانٹے وہ دنیا بو چکی ہوش میں آ ہوش میں برباد عزت ہوچکی
آب موتی کے لیے موتی ہے قیمت کے لیے
جان دے دیتا ہے عزّت دار عزّت کے لیے
ہمت و عزم و عمل سے ہر قدم پر کام لے راہِ حق میں کوشش پیہم کا بازو تھام لے
غیر کے تکیہ پہ سر رکھ کر نہ اب آرام لے ٹھوکریں کھائے گا کب تک اٹھ خدا کا نام لے
غور کر اس پر کہ کیا تھا تیرے آبا کا چلن
حق کی خاطر باندھ کر رکھتے تھے وہ سر سے کفن
صفحۂ ہستی سے مسلم کو مٹانے کے لیے سازشیں ہوتی ہیں تیرا خوں بہانے کے لیے
آبروئے مذہب و مِلّت بچانے کے لیے ذوالفقار حیدری بن جا زمانے کے لیے
قطع کر دے بازوؤں سے گردشِ دوراں کے ہاتھ
تنگ کر دے دیں کے دشمن کے لیے راہِ حیات
قوم جب پلٹے گی تو اور جب پھریں گے تیرے دن مُتّحد ہو جائیں مِلّت کے اگر طفل و مُسن
پھر کوئی مشکل مسلماں کو نہیں ہوگی کٹھن یاد کر اس وقت کو اس وقت کی گھڑیوں کو گن
جبکہ تھے صرف ایک سو تیرہ مسلماں جاں نثار
فتح ان پر پائی جو دشمن تھے دیں کے بے شمار

جان کی پروا نہ تھی تھے اس قدر دل کے کڑے — موت پر وہ جا پڑیں یا موت ان پر آپڑے
پیچھے ہٹتے ہی نہ تھے جس جا قدم اُن کے گڑے — بامراد و شاد لوٹے جب کبھی رن پر چڑھے
ہاتھ پھیلاتے نہ تھے وہ غیر کی امداد پر
اک توکل تھا تو بس اُن کو خدا کی ذات پر

سچ بتا تاریخ میں ملتی ہے کیا ایسی نظیر — لاکھ سے زائد مسلماں جنگ میں ہوں یوں اسیر
اہل ایماں کفر کے ہاتھوں ہو اس طرح حقیر — کون سے دل سے کہوں کیا مرگیا تیرا ضمیر
تجھ کو خالق نے جو بخشی تھی وہ دولت کیا ہوئی
مِلّتِ اِسلام بتلا تیری غیرت کیا ہوئی

غور سے اب بات سُن تو آکے گھائل کے قریب — سامنے قاتل ہے تیرے تو ہے قاتل کے قریب
ہے چھری دستِ ستم کی اب تیرے دل کے قریب — بیٹھنا اچھا نہیں یوں تھک کے منزل کے قریب
وقت کے ہمراہ چلنے کے لیے تیار ہو
قُم باِذنِ اللہ کہہ کر اٹھ کہ بیڑا پار ہو

سندھی بلوچی و بنگالی و پنجابی پٹھان — کیا جدا رکھتے ہیں یہ اپنا خدا اپنا قرآن
ماسوا اِک لاالہ کے کیا ہے کلمہ کا بیان — کلمہ گو یہ ایک ہوتے آج تو سن میری جان
ٹکڑے ٹکڑے پھر یہ پاکستان نہ ہوتا کبھی
پورا ہندوستان کا ارمان نہ ہوتا کبھی

❄

سانحۂ مکّہ مُعظّمہ

اے اہلِ حق سنو یہ ہے مکّہ کا واقعہ   موقع پہ حج کے جو کہ وہاں رونما ہوا
کعبہ کے در سے اُس کا تھا دو میل فاصلہ   جب حاجیوں کو ثامی گنوں سے ہدف کیا
امواتِ کچلے جانے کی جھوٹی ہے داستاں
اوپر سے سنگ باری تھی نیچے سے گولیاں

اللہ کے کلام کو دل سے بُھلا دیا   خوں حاجیوں کا خلنۂ حق میں بہا دیا
کیوں کر دیارِ مکّہ کو مقتل بنا دیا   اِن ظالموں نے آج وہ کر کے دکھا دیا
جو کام ہوسکا نہ تھا اب تک یہود سے
کروا دیا انہوں نے وہ آلِ سعود سے

قرآن کا فریضۂ حج پر ہے یہ بیاں   کی جائیں مُشرکین سے بے زاریاں عیاں
لیکن عمل یہ دل پہ منافق کے ہیں گراں   باعث ہے اس کا یہ کہ یہودن ہے ان کی ماں
ناپاک عزم ایک ہے اہلِ حسود کا
رشتہ ہے یہ جہاں میں یہود اور سعود کا

حجّاج کا عمل تھا یہ اَللہ کی رضا   لب پر قبولِ حج کی تھی اللہ سے دُعا
ہاتھوں میں اُن کے کچھ نہ تھا تسبیح کے سِوا   پُرامن تھا یہ حق کی شریعت کا قافلہ
محوِ فرائضِ حجِ بیت اِلالہ تھا
یہ قافلہ بامرضیِ قرآں نگاہ تھا

آگے تھے اس جلوس کے معذور و ناتواں   بچے تھے اس کے بعد تھیں حجاج بیبیاں
مردانِ حق کا پیچھے تھا اِن سب کے کارواں   تھا حاجیوں کے نعرۂ تکبیر بر زباں
لب پر تھی ان کے حق کی طرف داریوں کی بات
اس طرح مشرکیں سے تھی بیزاریوں کی بات

باطلِ نواز منکرِ حق دشمنِ قرآں   پی کر شراب سنتا ہے مغرب کی جو اذاں
کہتا ہے خود کو خادمِ حرمین بے ایماں   ہے دل سے جو مفادِ یہودی کا پاسباں
یہ بات ناگوار تھی اُس بد خرام کو
یعنی کہ فہدِ نطفۂ بے ننگ و نام کو

مکّہ کی بلڈنگوں کی چھتوں پر سے بے حساب　　پھینکا گیا جلوسِ شریعت پہ گرم آب
پڑتا تھا جس بدن پہ نہ لاتا تھا اس کی تاب　　اس کام میں تھا شُرطوں کے شیطاں بھی ہم رکاب
مکّہ میں اس جلوس کے پرمٹ کے باوجود
جانوں سے کھیلنے لگے حجّاج کی سعود

گولی چلائی لاشوں کو پامال کر دیا　　حجّاج کے لہو سے شہر لال کر دیا
گولوں سے آنسو گیس کے بھونچال کر دیا　　یعنی خدا کے گھر کا برا حال کر دیا
بدلا ہے شہرِ امن و اماں کارزار میں
قرآں سے پھر گئے نشۂ اقتدار میں

مکّہ کا کچھ ادب نہ مدینہ کا احترام　　ان کی نظر میں کچھ بھی نہیں مسجد الحرام
بالجبر ہے سعودی حکومت کا انتظام　　لیتے ہیں اس طرح یہ مسلماں سے انتقام
بوسہ نبیؐ کے روضہ کا بدعت بتاتے ہیں
اس پر وہ زائرین کے دُرّے لگاتے ہیں

یہ غاصبانِ قبلۂ اوّل کے ہم خیال　　القدس چھینے جانے کا ان کو نہیں ملال
امریکہ کے غلام ہیں مردودِ بد خصال　　صیہون سے ہیں اِن کی وفاداریاں کمال
ان کو خدا کا خوف نہ اس کے حبیبؐ کا
یہ حکم مانتے ہیں فقط تل ابیب کا

ہے ناپسند اِن کو شریعت رسولؐ کی　　دل میں نہیں ہے اِن کے محبت رسولؐ کی
محروم ہے چراغوں سے تربت رسولؐ کی　　پھر اس پہ چاہتے ہیں شفاعت رسولؐ کی
چودہ سو سال سے ہیں مسلمان کے خلاف
شیطان کے مرید ہیں رحمان کے خلاف

اِن کی فقہ میں دشمنِ دیں کا ہے احترام　　امریکہ مردہ باد کا نعرہ کہیں حرام
لب پر کسی کے آ جو گیا حق کا یہ کلام　　کام اُس کا گولیوں سے یہ کر دیتے ہیں تمام
ظلمِ سعودیت کی کوئی حد نہ انتہا
مکہ میں اک بنا دی گئی اور کربلا

اَجداد نے انہی کے ستم یہ روا کیا   شاہد ہے جس کا آج تلک دشتِ کربلا
نانا کا کلمہ پڑھ کے نواسہ ذبح کیا   سر کاٹ کے حسینؑ کا نیزے پر رکھ دیا
اس طرزِ نو سے اجرِ رسالت ادا کیے
چھینی ردائیں بیبوؤں کی خیمے جلا دیے

سبطِ رسولؐ ہائے وہ بیمار و ناتواں   بیواؤں اور یتیموں کا سالارِ کارواں
پہنے ہوئے تھے طوقِ گراں بار و بیڑیاں   ڈھائے وہ ظلم آل پہ جس کا نہیں بیاں
وہ ہی ہیں سب یزید کے رسم رواج بھی
بغضِ علیؑ کی آگ ہے سینوں میں آج بھی

آلِ نبیؐ سے ان کو عداوت ہے آج تک   وہ ہی طریقِ کارِ شقاوت ہے آج تک
بدر و اُحد کی دل میں کدورت ہے آج تک   احکامِ مصطفےٰ سے بغاوت ہے آج تک
ہے یہ ازل سے درہم و دینار کی غلام
شاہی سعودیت کی ہے اغیار کی غلام

طالب یہودیت سے یہ لُطف و کرم کے ہیں   بندے نہیں خدا کے یہ بندے رقم کے ہیں
خادم نہیں حرم کے یہ خائن حرم کے ہیں   گھائل عدو ازل سے یہ شاہِ اُمم کے ہیں
یہ قاتلانِ حاملِ احرام ہوگئے
یعنی سعودی خارج از اسلام ہوگئے

باطل کو زمانے میں نہیں خوف کسی سے
خطرہ ہے اُسے نامِ حُسینؑ ابنِ علیؑ سے

سوالِ گھائل

کرتا ہے سوال آپ سے یہ گھائلِ ناداں   بتلائے مجھے ملتِ اسلام باایماں
کس گھر سے ملا دین یہ سمجھائیں مسلماں   اسلام پہ قربان کئے کس نے دل و جاں
کس نے سرِ میدان علم دین کا گاڑا
اور حق کے لئے کفر کی بستی کو اُجاڑا

ہو جس کی یہ معراجِ طہارت وہ بتاؤ   کعبہ میں ہو جس کی کہ ولادت وہ بتاؤ
جس کی ہوئی مسجد میں شہادت وہ بتاؤ   ہو جس کی کنیزی میں شجاعت وہ بتاؤ
دکھلاؤ وہ جس نے درِ خیبر کو اکھاڑا
مرحب کو پئے دینِ خدا جس نے پچھاڑا

تاریخ میں دیکھا ہے کوئی ایسا دلاور؟   جھولے ہی میں دو جس نے کیا کلّۂ اژدر
جس بچے کی ہو خیر سے یہ عظمتِ مادر   جس کے لئے دیوار میں کعبہ کی کُھلے در
دکھلاؤ کوئی ایسا پدر ہو جو کسی کا
جو پہلا نکاح خواں ہو رسولؐ عربی کا

ہے ایسا کوئی جس نے پئے بخششِ اُمت   اولاد کو ورثہ میں عطا کی ہو شہادت
ہے کوئی سخی ایسا ہو جس کی یہ سخاوت   سائل کو تونگر جو کرے وقتِ عبادت
دکھلایئے جو ایسے کرم کرکے دکھائے
شربت بھی وہ خود اپنے ہی قاتل کو پلائے

بتلاؤ مجھے بندۂ یکتا کوئی ایسا   فرزند ہو جس کا شہِ مظلوم کا جیسا
جس کے لئے قرآنِ مُطہر کا ہو دعویٰ   بیٹا ہے یہ اللہ کے محبوب نبیؐ کا
جس کی رضا رضاءِ خدا اور رسولؐ ہو
جب تک رہے یہ پُشت پہ سجدے میں طُول ہو

مظلوم بھی ایسا کوئی دیکھا ہو تو کہہ دو   سر جس کا بُریدہ سرِ نیزہ ہو تو کہہ دو
اس حال میں قرآں کوئی پڑھتا ہو تو کہہ دو   خنجر کے تلے گر کوئی پیاسا ہو تو کہہ دو
بتلایئے ایسے کسی مُرسَل کا نواسہ
جو تین شب و روز کا مارا گیا پیاسا

بتلاؤ مجھے باپ کوئی ایسا مثالی　　جس نے کہ سناں بیٹے کے دل سے ہو نکالی
جس نے کہ رہِ حق میں بھرا گھر کیا خالی　　سر دے دیا اور عزتِ اسلام بچالی
سو زخم ہوں جس شخص کی صرف ایک جبیں پر
اور سجدے کرے شکر کے وہ تپتی زمیں پر

لاؤ تو سہی ایسا کوئی دین کا رہبر　　ششماہا ہو جس کا کوئی بچہ علی اصغرؑ
جو دین کی نصرت میں بڑھے جھولے سے آ کر　　اور حق پہ ہو قرباں سر میدان وہ ہنس کر
اور ظلم کے ایوان کی بنیاد ہلا دے
اک تہلکہ جو فوجِ ستم گر میں مچا دے

بر روئے زمیں ہو تو کوئی سامنے لاؤ　　فرزند جواں اُس کا کوئی ہو تو دکھاؤ
اکبرؑ کوئی ہم شکلِ نبیؐ ہو تو بتاؤ　　جو حق کے لئے دل پہ سہے برچھی کا گھاؤ
ہے کوئی جو اُس وقت میں دل اپنا سنبھالے
برچھی کو جواں بیٹے کے جب دل سے نکالے

جب ایسا زمانے میں کوئی اور نہیں ہے　　پھر کہیے کہ ہاں صرف حُسینؑ ابن علیؑ ہے
ہے جس سے بقا دین کی بے شک یہ وہی ہے　　یہ ہی حُسینؑ محسنِ اسلامِ نبیؐ ہے
دل اس نے منوّر کیے انوارِ یقیں سے
اس نے ہی شناسا کیا سجدوں کو جبیں سے

اے مِلّتِ اسلام خُدارا یہ بتا دے　　اولاد کو جو اپنی رہِ حق میں کٹا دے
اس بات کا شبیرؑ کو مِلّت یہ صلہ دے　　جو درس دیا اُس نے اُسے دل سے بھلا دے
کیا وہ سبقِ کرب و بلایا یاد نہیں ہے
وہ درسِ شہیدانِ وفا یاد نہیں ہے

وہ لوگ تو حق بات پہ تلواروں سے ٹکرائے　　اور دیں کے کڑے وقت میں وہ لوگ ہی کام آئے
سر اپنے اُن ہی لوگوں نے دیں کے لئے کٹوائے　　ایک تم ہو بھلے وقت میں حق گوئی سے کترائے
کچھ سوچو کرو غور ذرا یاد کرو تم
پیغامِ شہہِ کرب و بلا یاد کرو تم

جو حق ہے اس کو حق کہو اور جا بجا کہو   ظالم کے روبرو کہو اور برملا کہو
نامِ حسینؑ آئے تو صلّے علیٰ کہو   ہر وقت کے یزید کو کھل کر برا کہو

خنجر بھی حلق پر ہو تو حق کا بیاں کرو
عباسؑ کے غلام ہو کیوں فکرِ جاں کرو

لعنت ہے حق یزید کا بھیجیں یزید پر   لیکن یزیدِ وقت پر کیوں اس سے درگذر
ہے آج کا یہ مُلّا عمر نطفۂ شمر   اور طالبان اس کے ہیں شاگردِ بدگہر

تھا وہ یزید بیخ کَنِ کعبۂ خدا
یہ مسجدوں کو بم سے اُڑاتے ہیں جا بجا

سوچیں خدا کے واسطے ملّت کے پاسباں   مومن کو حکم ہے کہ کہے زور سے اذاں
حق گوئی پر خموش ہے پھر کس لئے زباں   کہہ دو تمہیں عزیز ہے مولا سے اپنی جان

تم اہلِ حق ہو حق کو جہاں پر عیاں کرو
تم پیرویِ شاہِ زمین و زماں کرو

یالیتنی تو لب پہ تمہارے ہے بار بار   اس پر عمل کے واسطے کس کا ہے انتظار
یہ دور بھی تو ہے وہ ہی دورِ ستم شعار   نرغہ میں حق ہے قوتِ باطل سے بے شمار

باطل کو مردہ باد بھی کہنا جہاد ہے
اس نعرے کا جواب بھی دینا جہاد ہے

بتلاؤ تم میں حق کا طلب گار کون ہے   حق کی مدد کے واسطے تیار کون ہے
حُر کی طرح سے حق کا مدد گار کون ہے   مثلِ حبیب تم میں سے جی دار کون ہے

بوذر کی طرح دین پرستار ہے کوئی
میثم کے جیسا صاحبِ کردار ہے کوئی

باطل میں اب رہا نہیں کچھ دم نہ حوصلہ   جو حق کا کر سکے کہیں ڈٹ کر مقابلہ
باطل نے طے کیا ہے منافق سے معاملہ   جاری رکھے وہ حق سے بغاوت کا سلسلہ

باطل منافقین کا پرودگار ہے
صیہونی سازشوں سے منافق کو پیار ہے

بے شک منافقین ہیں باطل کے دست راست   اِن میں سے ایک رُشدی ہے مردود و بد صفات
اے حق پرستوں کاٹ لو رشدی کے سر کے ساتھ   اس بے حیا پلید کے ناپاک دونوں ہاتھ

یہ بھی ہے ایک سُنّت مختارِ ذی حشم
جنّت نبیؐ سے اور خمینیؒ سے لو رقم

نہ معصیت سے کہیں جب حجاب آتا ہے   گناہ گاروں پہ تب ایک عذاب آتا ہے
عذاب کھاتا ہوا پیچ و تاب آتا ہے   بہ شکلِ قہرِ خدا انقلاب آتا ہے
امان و اَمن کی صورت بگاڑ دیتا ہے
بسے بسائے ہوئے گھر اُجاڑ دیتا ہے

لہو چٹاتا ہے یہ خنجروں کی دھاروں کو   نصیب ہوتی نہیں قبر اس کے ماروں کو
نظر میں لاتا نہیں کچھ یہ باوقاروں کو   یتیم و بیوہ بنا دیتا ہے ہزاروں کو
کسی سے جزیہ کسی سے خراج لیتا ہے
کسی کا تخت الٹتا ہے تاج لیتا ہے

یہ ساتھ لاتا ہے وہ خلفشار کی صورت   کہ بے قرار ہو جس سے قرار کی صورت
حواس اُڑتے ہیں گرد و غبار کی صورت   یہ ہی بدلتا ہے لیل و نہار کی صورت
جتایا کرتے ہیں اُلفت جو ہم نشیں بن کر
وہ دوست ڈستے ہیں پھر مارِ آستیں بن کر

جُدائی ڈالتا ہے یہ ہی رشتہ داروں میں   بسے ہوئے ہیں جو قریوں میں اور دیاروں میں
ہے اُن کی یاد ہر اک وقت دل فگاروں میں   کہ جن کا خوں بہا گنگ و جمن کے دھاروں میں
چُھٹا جو ساتھ سے اس کا نہ پھر سُراغ ملا
پسر کا باپ کو بیٹی کا ماں کو داغ ملا

نفاق و بغض و حسد اس کو دل سے بھاتا ہے   دلوں میں آگ تعصب کی یہ لگاتا ہے
زمیں پہ خون کے دریا یہ ہی بہاتا ہے   وطن سے اہلِ وطن کو یہ ہی چھڑاتا ہے
یہ سب کرشمے زمانے میں انقلاب کے ہیں
شکار ہم بھی اِس ہی خانماں خراب کے ہیں

شُنیدہ باتوں کو کس طرح آپ سچ جانیں   یہ اُن سے پوچھیں گئیں جن کے روبرو جانیں
مٹائی جانے لگیں دوستی کی پہچانیں   وہ بھالے ظالموں کے اور تیز کرپانیں
لِٹا کے بچوں کو نیزہ لگا کے مارتے تھے
بڑوں کا واہگرو کہہ کے سر اُتارتے تھے

نہیں شک اس میں ہوئے ظلم ہم پہ حد سے سوا   مگر کسی نے نہ ہم میں سے اس پہ غور کیا
ازل کے دن ہی سے جو ہیں عدوءِ دینِ خُدا   پھر اُن کے جور و جفا اور ستم کا کیا شکوہ
گِلا تو اپنوں سے ہے ظلم بے پناہ کیا
نبیؐ کے گھر کو مسلمانوں نے تباہ کیا

مہاجرین غریب الوطن کو روتے ہیں مقامی لوگ اسیرِ محن کو روتے ہیں
لہو کے اشکوں سے مجروح تن کو روتے ہیں شہیدِ ظلم کے خونی کفن کو روتے ہیں
حسینؑ کے وہ مصائب جو یاد آتے ہیں
ہم اپنی ساری مصیبت کو بھول جاتے ہیں
وطن کو جائیں اگر ہم تو جا بھی سکتے ہیں وطن سے اہلِ وطن کو بلا بھی سکتے ہیں
جو ہم پہ گزری ہے اُس کو سُنا بھی سکتے ہیں جو زخم کھائے ہیں دل پر دکھا بھی سکتے ہیں
مدینہ والے مدینہ کو پھر کے آ نہ سکے
حسینؑ بچھڑے ہوؤں کو گلے لگا نہ سکے
غضب ہے کیسے مسلمان تھے وہ بد افعال کسی نے بھی تو نہ سمجھا کہ ہے رسولؐ کی آل
مُسافروں کو کیا مثلِ گوسفند حلال ہے بے گناہی پہ جس کی گواہ دشتِ قتال
بُلا کے صاحبِ لولاک کے نواسے کو
لبِ فرات کیا ذبح بھوکے پیاسے کو
رسولؐ زادیوں پہ ہائے انتہاءِ جفا کیئے اسیر حرم بعدِ سیدؑ الشہدا
رَسن میں ہاتھ کسی کے تھے اور کسی کا گلا ردائیں چھین کے تشہیر بے نقاب کیا
جو دست گیر زمانے کے تھے زمانے میں
یزیدیت نے رکھا ان کو قید خانہ میں
پھر اُس پہ تنگ اور تاریک شام کا زنداں جہاں ہوا کا گزر تھا نہ روشنی کا نشاں
اندھیرا ایسا کہ گھٹتا تھا سانس تک بھی وہاں وہ قید خانہ کہ جس پر تھا قبر کا سا گماں
کیا ہے قید اُنہیں جو ہیں قلب و جانِ رسولؐ
تباہ کر دیا اُمت نے خاندانِ رسولؐ
رسولؐ کون محمدؐ حبیبِ ربِّ علیٰ قرآن ذاتِ گرامی پہ جس کی ہے اُترا
اس ہی رسولؐ کا اُن کی زباں پہ تھا کلمہ جنہوں نے آلِ نبیؐ پر کیئے تھے جور و جفا
اُنہی کی آج بھی کچھ باقیات ہے گھائل
لبوں پہ جن کے یہ کافر کی بات ہے گھائل

مہاجرین غریب الوطن کو روتے ہیں   مقامی لوگ اسیرِ محن کو روتے ہیں
لہو کے اشکوں سے مجروح تن کو روتے ہیں   شہیدِ ظلم کے خونی کفن کو روتے ہیں

حسینؑ کے وہ مصائب جو یاد آتے ہیں
ہم اپنی ساری مصیبت کو بھول جاتے ہیں

وطن کو جائیں اگر ہم تو جا بھی سکتے ہیں   وطن سے اہلِ وطن کو بلا بھی سکتے ہیں
جو ہم پہ گزری ہے اُس کو سُنا بھی سکتے ہیں   جو زخم کھائے ہیں دل پر دکھا بھی سکتے ہیں

مدینہ والے مدینہ کو پھر کے آ نہ سکے
حسینؑ بچھڑے ہوؤں کو گلے لگا نہ سکے

غضب ہے کیسے مسلمان تھے وہ بد افعال   کسی نے بھی تو نہ سمجھا کہ ہے رسولؐ کی آل
مُسافروں کو کیا مثلِ گوسفند حلال   ہے بے گناہی پہ جس کی گواہ دشتِ قتال

بلا کے صاحبِ لولاک کے نواسے کو
لبِ فرات کیا ذبح بھوکے پیاسے کو

رسولؐ زادیوں پہ ہائے انتہاءِ جفا   کئے اسیر حرم بعدِ سیدّ الشہدا
رسن میں ہاتھ کسی کے تھے اور کسی کا گلا   ردائیں چھین کے تشہیر بے نقاب کیا

جو دست گیر زمانے کے تھے زمانے میں
یزیدیت نے رکھا ان کو قید خانہ میں

پھر اُس پہ تنگ اور تاریک شام کا زنداں   جہاں ہوا کا گزر تھا نہ روشنی کا نشاں
اندھیرا ایسا کہ گھٹتا تھا سانس تک بھی وہاں   وہ قید خانہ کہ جس پر تھا قبر کا سا گماں

کیا ہے قید اُنہیں جو ہیں قلب و جانِ رسولؐ
تباہ کر دیا اُمت نے خاندانِ رسولؐ

رسولؐ کون محمدؐ حبیبِ ربّ علیٰ   قرآن ذاتِ گرامی پہ جس کی ہے اُترا
اس ہی رسولؐ کا اُن کی زباں پہ تھا کلمہ   جنہوں نے آلِ نبیؐ پر کئے تھے جور و جفا

اُنہی کی آج بھی کچھ باقیات ہے گھائل
لبوں پہ جن کے یہ کافر کی بات ہے گھائل

❋

اَلسّلام اے تشنہ لب سبطِ پیمبرؐ اَلسّلام   اَلسّلام اے کُشتۂ شمشیر و خنجر اَلسّلام
اَلسّلام اے صبرو مظلومی کے پیکرِ اَلسّلام   سر تیرا نیزے پہ اور قرآن لب پر اَلسّلام
اے حُسینؑ ابنِ علیؑ سبطِ پیمبرؐ اَلسّلام
اَلسّلام اے سیدّہ زہراؑ کے دلبر اَلسّلام

پیش کی ہیں راہِ حق میں تُونے وہ قربانیاں   ہوتا ہے جن کے تقدّس پر فرشتوں کا گماں
جس گھڑی کڑیل پسر کے قلب سے کھینچی سِناں   کانپ اُٹھے تیرے تحمّل پر زمین و آسماں
شکر خالق کا کیا اور لب ہلے تکبیر پر
جب لگا ناوک گلوئے اصغرِؑ بے شیر پر

بندگی کا معترف ہے خود تیری بندہ نواز   پڑھ سکے گا حشر تک نہ اب کوئی ایسی نماز
زخم تن پر سینکڑوں ہر زخم سے تو بے نیاز   خوں کے دھارے میں تیرے تھا بخششِ اُمّت کا راز
شاہدِ عینی ہے تیرے صدمہ و آلام کا
خوں بھرا سجدہ تیرا وہ عصر کے ہنگام کا

اے حُسینؑ ابنِ علیؑ حقّانیت کی خیر خواہ   چشمِ بدبیں کو پرکھ اُٹھی تیری حق بیں نگاہ
جب ہوا دشمن شریعت کا یزیدِ روسیاہ   تیرے دامن میں ملی دینِ محمدؐ کو پناہ
پھر زمانہ بے خبر ہے آج عظمت سے تیری
جب کہ یہ اسلام زندہ ہے شہادت سے تیری

زندگی کو موت سے تو نے بدل کر رکھ دیا   حوصلہ باطل کا تلووں سے مَسَل کر رکھ دیا
غازۂ لعنت کو اُس کے منہ پہ مل کر رکھ دیا   آخرش عزمِ یزیدی کو کچل کر رکھ دیا
اے شہیدِ کربلا تیری شجاعت کو سلام
تیرے صبرو شکر کو اور تیری عظمت کو سلام

اَلسّلام اے وارثِ کعبہ و دینِ مُصطفٰےؐ   اَلسّلام اے بولتے قرآں بناءِ لا اِلٰہ
اَلسّلام ابناؤنا اے اِنّما اے حل اَتٰی   اَلسّلام اے مونسِ زوّار فی الیوم الجزا
یہ سلامِ گھائلِ خستہ پئے شاہِ نجف
گر قبول اُفتد میرے مولا زہِ عز و شرف

فلسطین

سنیں اب غور سے یہ اہلِ یورپ ظلم کے بانی مسلمانوں کو قبضہ دیں فلسطیں پر باآسانی
وگرنہ پھر وہی تیغِ صلاح الدین چمکے گی کہ جس کی کاٹ سے پھر ایک ہوگا خون اور پانی
سر بوسنیا لبنان و کشمیر و فلسطیں میں مسلمانوں کا ہے ہر گام پر قتل بہیمانی
مسلمانوں کا ملک اور اہلِ یورپ کی حکمرانی چکن کی دیگ پر کیوں چوٹے کُتوں کی نگرانی
مسلماں نام اور اسلام سے یہ بغض رکھتے ہیں ہمارے دشمنِ جاں ہیں یہودی اور نصرانی
مسلمانانِ عالم اب خدارا ہوش میں آئیں کہ باطل کے سِتم کا سر سے اونچا ہوگیا پانی
خلافِ دینِ حق ہیں سازشیں اقوامِ باطل کی مسلماں کے لہو کی آج ہے ہر سَمت اَرزانی
عمل تم کُلِ مومن اخوۃ" پر کیوں نہیں کرتے ہے جبکہ یہ حدیثِ حضرتِ محبوبِ سُبحانی
ہے بین المسلمیں بس اتحاد اللہ کی رسی اسے پکڑے رہو تو پھر نہ لاحق ہو پریشانی
طلب امداد کی ہر گام پر اغیار سے کرکے مسلماں بن گیا ہے خود ہی اپنا دشمنِ جانی
بلا کر بُش کو عراقی مسلماں قتل کروائے مسلماں نے منافق کی نہ پھر بھی شکل پہچانی
بڑا شیطان ہے اُن کی نگاہوں میں سپر پاور مسلمانوں کی حالت پر الٰہی خیر گردانی
یہ اسلامی ممالک باخدا سب ایک ہو جائیں تو پھر باطل کبھی بھی کر نہیں سکتا ہے من مانی
بنامِ حفظِ کعبہ جو یہودی کی مدد چاہے خدا غارت کرے ایسے مسلمانوں کی سلطانی
وہاں سے خود ہی ایٹم بم بھی کترا کر گزر جائے جہاں ہو عزمِ بوزر اور یقین و فکر سلمانی
مسلمانانِ عالم غور سے اس بات کو سوچیں چہ کفر از کعبہ برخیزد کُجا ماند مسلمانی

اگر اب بھی مسلماں کو نہ ہوش آیا تو پھر گھائلؔ
چرا کارِ کُند عاقِل کہ باز آید پشیمانی

❄

مرحبا محفلِ ایمان سجانے والو جشنِ قرآن بہ صد شان منانے والو
رسم اس جشن کی ہر سال نبھانے والو اس طرح شوکتِ اسلام بڑھانے والو
ہو مبارک تمہیں یہ جشنِ نزولِ قرآں
تم پہ ہو اور سوا رحمتِ ربِّ یزداں

ہے مگر آج مسلماں سے یہ قرآں کا سوال کون ہے تم میں بھلا ایسا کوئی نیک خِصال
جس کے یکساں ہوں رہِ زیست میں قول و افعال طابعِ مرضیِ قرآن ہیں جس کے اعمال
تم میں ایسا بھی ہے قرآں کا کوئی شیدائی
جو مسلمان مسلمان کو سمجھے بھائی

کون سے سورۂ قرآن میں تحریر بتاؤ اے مسلمانو! مسلمانوں کا تم خون بہاؤ
اپنے ہی بھائی کا گھر اپنے ہی ہاتھوں سے جلاؤ ہولیاں خون کی رمضاں کے مہینہ میں مناؤ
کس سپارے میں ہے، اس طرح سے عیدی دینا
تحفۂ عید میں بچوں کو یتیمی دینا

غیر لکھتے ہیں یہ تاریخوں میں افسانوں میں کچھ حمیّت نہیں ان سوختہ سامانوں میں
خونِ ناحق ہے اسی قوم کے دامانوں میں کچھ نہیں عظمتِ اسلام مسلمانوں میں
دل سے کب کرتے ہیں یہ لوگ قرآنی باتیں
یہ محض کرتے ہیں قرآں کی زبانی باتیں

آہ آقاءِ مُحسن الحکیم

اے نائب امامِ زماں محسن الحکیم اے پیشواءِ دینِ مُبیں رہبرِ عظیم
طاقت گزار متقی و عابد و علیم آپ اٹھ گئے جہان سے مِلّت ہوئی یتیم
اس دورِ بے ثبات میں منہ ہم سے موڑ کے جنت بسائی آپ نے دنیا کو چھوڑ کے
اے کشتۂ حکومتِ بغداد السّلام مظلوم اے نشانۂ بے داد السّلام
اے صبر و ضبط و درد کی تصویر السّلام اے بے گناہ خادم شبّیر السّلام
اے پاسبانِ گلشنِ ایمان الوداع مُحسن شہیدِ دستِ مسلمان الوداع
واقف ہیں اُس ذلیل حکومت سے خوب ہم جن کا نبی یہود ہے جن کا خدا درِہم
پیری میں حَبسِ بے جا کے وہ آپ پر ستم بیٹوں کا دل میں ملک بدر ہونے کا الم
شعلہ ہے دل میں بھڑکا ہوا انتقام کا بس انتظار ہے ہمیں حکمِ امام کا
کس سے کہیں یہ کفرِ مسلماں کی بات ہے رسمِ یزید شاملِ اسلامیات ہے
اسلام کا گلا ہے مسلماں کا ہاتھ ہے جو کام ہے شرع میں وہ بدعت کے ساتھ ہے
سُنّت کو کرکے رد رکھا قرآن طاق میں
اب پھر ہے کربلا کی ضرورت عراق میں

☆

فَرض کی طرح ادا کرتے ہیں سُنّت اُن کی
ہم شب و روز جو یہ سینہ زَنی کرتے ہیں
باعمل پیروِ اصحابِ نبیؐ ہیں ہم لوگ
ہم یہ تقلیدِ اویسِ قرنیؓ کرتے ہیں

......☆.....

حرا سے کربلا تک کربلا سے آج تک گھائل
براءِ حق رہی ہر وقت اِمدادِ ابو طالبؑ
جہاں اسلام کو مشکل کوئی درپیش آئی ہے
وہاں اسلام کے کام آئی اولادِ ابوطالبؑ

......☆......

کیے ہیں عیش دنیا میں نہ اب عُقبیٰ میں خواہش ہے
یہاں اے داورِ محشر میں اپنا مدعا لوں گا
وہ واعظ ہے اُسے تو بخش دے حوروں بھری جنت
میں شاعر ہوں اگر لوں گا تو تجھ سے کربلا لوں گا

......☆......

شاعر زباں نواز ہے واعِظ زباں دراز
سن لے نہ کوئی گھائلِ گستاخ بس خموش!
اتنا ہے فرق دونوں میں کر مختصر سی بات
اک کربلا بدوش ہے اک کربلا فروش

پسند کتنا ہے پروردگار کو گھاتل
بہت عظیم عدد ہے عدد یہ بارہ کا
ہیں اس کے کلمۂ توحید میں بھی بارہ حروف
لکھیں تو آپ ذرا لاالٰہ الااللہ

.....☆.....

بحرِ کرم ہے ان کی ذات فیضِ مآب ہی نہیں
ہم پر وہ اُن کی بخششیں جن کا حساب ہی نہیں
فضل ہے تیرا اے کریم ہم پہ کرم یہ کم ہے کیا
ایسا دیا نبیؐ ہمیں جس کا جواب ہی نہیں

.....☆.....

خلوص شاملِ فطرت نہیں تو کچھ بھی نہیں
رجوعِ قلب سے اُلفت نہیں تو کچھ بھی نہیں
شریکِ بزمِ رسالت ہوا کرے دنیا
شریکِ کارِ رسالت نہیں تو کچھ بھی نہیں

.....☆.....

نہ جسم اُس کا نہ ان کا سایہ وہ اُس کی قدرت یہ اُس کی رحمت
زبان اِن کی کلام اُس کا زہِ عروجِ مقامِ قُربت
یہ اس پہ قرباں وہ ان کا شیدا جو اس کی مرضی وہ اُس کا منشی
پھر اُس پر اپنا سا کہہ رہی ہے غضب خدا کا یہ اُن کی اُمّت

پسند کتنا ہے پروردگار کو گھاٹل
بہت عظیم عدد ہے عدد یہ بارہ کا
ہیں اس کے کلمۂ توحید میں بھی بارہ حروف
لکھیں تو آپ ذرا لا اِلٰہ اِلا اللہ

.....☆......

بحرِ کرم ہے ان کی ذات فیضِ مآب ہی نہیں
ہم پر وہ اُن کی بخششیں جن کا حساب ہی نہیں
فضل ہے تیرا اے کریم ہم پہ کرم یہ کم ہے کیا
ایسا دیا نبیؐ ہمیں جس کا جواب ہی نہیں

......☆......

خلوص شاملِ فطرت نہیں تو کچھ بھی نہیں
رجوعِ قلب سے اُلفت نہیں تو کچھ بھی نہیں
شریکِ بزمِ رِسالت ہوا کرے دنیا
شریکِ کارِ رِسالت نہیں تو کچھ بھی نہیں

.....☆......

نہ جسم اُس کا نہ ان کا سایہ وہ اُس کی قدرت یہ اُس کی رحمت
زبان اِن کی کلام اُس کا زہِ عروجِ مقامِ قُربت
یہ اس پہ قرباں وہ ان کا شیدا جو اس کی مرضی وہ اُس کا منشی
پھر اُس پر اپنا سا کہہ رہی ہے غضب خُدا کا یہ اُن کی اُمّت

پسند کتنا ہے پروردگار کو گھاتل
بہت عظیم عدد ہے عدد یہ بارہ کا
ہیں اس کے کلمۂ توحید میں بھی بارہ حروف
لکھیں تو آپ ذرا لاالٰہ الااللہ

......☆.....

بحرِ کرم ہے ان کی ذات فیضِ مآب ہی نہیں
ہم پر وہ اُن کی بخششیں جن کا حساب ہی نہیں
فضل ہے تیرا اے کریم ہم پہ کرم یہ کم ہے کیا
ایسا دیا نبیؐ ہمیں جس کا جواب ہی نہیں

......☆.....

خلوص شاملِ فطرت نہیں تو کچھ بھی نہیں
رجوع قلب سے اُلفت نہیں تو کچھ بھی نہیں
شریکِ بزمِ رسالت ہوا کرے دنیا
شریکِ کارِ رسالت نہیں تو کچھ بھی نہیں

......☆.....

نہ جسم اُس کا نہ ان کا سایہ وہ اُس کی قدرت یہ اُس کی رحمت
زبان اِن کی کلام اُس کا زہِ عروجِ مقامِ قُربت
یہ اس پہ قرباں وہ ان کا شیدا جو اس کی مرضی وہ اُس کا منشٰی
پھر اُس پر اپنا سا کہہ رہی ہے غضب خدا کا یہ اُن کی اُمّت

برائے شرکتِ میلادِ مصطفٰےؐ گھاتی
بہشت و خلد سے اپنے اِمام آئے ہیں
مقامِ عرش سے اِس محفلِ مودّت میں
خدا کے ساتھ رسولِؐ انام آئے ہیں

.....☆.....

اِمام بارگاہ و مسجدِ حُسینی میں
ہر ایک ہاتھ میں فردوس کی کلید ہے آج
ملائک آپ سے آئے ہیں یاں گلے ملنے
ولادتِ شہِ کون و مکاں کی عید ہے آج

.....☆.....

یانبیؐ آپ کے ماسوا کون ہے
ہم غریبوں کا حاجت روا کون ہے
آپ نے آکے دُنیا کو سمجھا دیا
ناخُدا کون ہے اور خدا کون ہے

.....☆.....

بتوں سے مانگنے والوں کو آکر
شناساءِ حق و ایماں بنایا
بنایا تھا خدا نے آدمی کو
محمدؐ نے اُسے اِنسان بنایا

عیدِ میلاد کے دن پھولوں سے مہکا مہکا
ہم نے اس شہر کا پرنور سویرا دیکھا
رات آئی تو چراغوں کے سمندر دیکھے
دل میں اُس دِن بھی مسلماں کے اندھیرا دیکھا

......☆......

یانبیؐ قلعۂ اِسلام کے محراب و ستوں
ہم نے زر پوش عقیدت سے سنوارے دیکھے
دورِ اِسلام کے ان ساٹھ برس میں آقا
صرف اِسلام کے لگتے ہوئے نعرے دیکھے

......☆......

آج ہر گھر میں چراغاں ہر گلی میں روشنی
عیدِ میلادِ نبیؐ کی ہر طرف ایک دھوم ہے
جس نبیؐ کے نور سے روشن ہیں یہ دونوں جہاں
اس کا روضہ اک دیئے سے آج بھی محروم ہے

......☆......

آپ کی خاکِ کفِ پا کی یہ عظمت یارسولؐ
بن گئی عرشِ بریں کے سر کی زینت یارسولؐ
اس پہ اپنا سا بشر کہنے لگوں میں آپ کو
میری کم ظرفی کی یہ ہوگی علامت یارسولؐ

عیدِ میلاد کے دن پھولوں سے مہکا مہکا
ہم نے اِس شہر کا پرنور سویرا دیکھا
رات آئی تو چراغوں کے سمندر دیکھے
دل میں اُس دِن بھی مسلماں کے اندھیرا دیکھا

......☆.....

یانبیؐ قلعۂ اِسلام کے محراب و ستوں
ہم نے زر پوش عقیدت سے سنوارے دیکھے
دورِ اِسلام کے ان ساٹھ برس میں آقا
صرف اِسلام کے لگتے ہوئے نعرے دیکھے

......☆.....

آج ہر گھر میں چراغاں ہر گلی میں روشنی
عیدِ میلادِ نبیؐ کی ہر طرف ایک دھوم ہے
جس نبیؐ کے نور سے روشن ہیں یہ دونوں جہاں
اس کا روضہ اک دیئے سے آج بھی محروم ہے

......☆.....

آپ کی خاکِ کفِ پا کی یہ عظمت یارسولؐ
بن گئی عرشِ بریں کے سر کی زینت یارسولؐ
اس پہ اُپنا سا بشر کہنے لگوں میں آپ کو
میری کم ظرفی کی یہ ہوگی علامت یارسولؐ

میزبانی کررہا ہے آج خود عرشِ بریں
آج کی شب مہماں ہیں حق کے ختم المرسلیں
اس زمیں سے آسمانوں کی حدوں کو روند کر
جا ملا نورِ ازل سے آج نورِ اوّلیں

.....☆.....

کیوں نہ پھر جوش میں اللہ کی رحمت آئے
جب کہ اس بزم میں سرکارؐ رسالت آئے
بھیجئے آپ با آوازِ بلند اُن پہ درود
تاکہ پھر قلبِ منافق پہ قیامت آئے

.....☆.....

یہ اور بات کہ دیکھا نہیں اُن کو لیکن
نظر وہ بزمِ خیالات میں ہر سو آئے
زباں پہ آتے ہی اسمِ محمدؐ عربی
مرے دہن سے گلابوں کی سی خوشبو آئے

.....☆.....

کھلا کر گُل ثناءِ مُصطفیٰؐ کے
میں یہ محفل مُعطّر کر رہا ہوں
میں پڑھ کر نعت نورِ اوّلیں کی
لحد اپنی مُنوّر کر رہا ہوں

علیؑ سے دینِ الٰہی کا باغ روشن ہے
علیؑ سے شرعِ نبیؐ کا دماغ روشن ہے
خدا کے گھر میں ہوئی ہے علیؑ کی پیدائش
خدا کے گھر کا علیؑ سے چراغ روشن ہے

......☆......

ہم نے یوں ہی کہا نہیں حلالِ مُشکلات
اک کش مکش میں تھی شبِ معراج حق کی ذات
پردے میں بھی رہا دلِ محبوب بھی رکھا
خوش کر دیا نبیؐ کو دِکھا کر علیؑ کا ہاتھ

......☆......

یہ کعبہ شک نہیں مظہر خُدا کی شان کا ہے
جو راز اِس میں ہے محتاج کب بیان کا ہے
یہ کس کی جاءِ ولادت ہے پہلے یہ سمجھو
شرف مکیں کا زیادہ ہے یا مکان کا ہے

......☆......

جس کو خطاب عرش سے حق کے وَلی کا ہے
بے شُبہ جانشین وہی پھر نبیؐ کا ہے
اِس سے خلاف ہونے پہ کیسا ثوابِ حج
کعبہ بھی تو مقامِ وِلادت علیؑ کا ہے

ذاتِ خداءِ پاک سے اتنا قریب کون ہے
بازوءِ ختم المرسلیں دستِ خداءِ ذوالجلال
ہم بھی تو دیکھ لیں ذرا سامنے لاؤ تو اُسے
جز اِک علیؑ کی ذات کے کون ہے ایسا ماں کا لعل

......☆......

جشنِ غدیر یہ باخدا یادگار ہے
مسرور دل ہیں سب کے فضا خوشگوار ہے
گھائلؔ ضعیفی میں یہ تیرا طرزِ منقبت
پیری کے ولولے ہیں خزاں میں بہار ہے

......☆......

آئی مِعراج میں اِس طرح علیؑ کی آواز
بولنے والا ہی اِس گھر کا مکیں ہو جیسے
دیکھو کعبہ میں ذرا پاءِ علیؑ کی رفعت
نقشِ پا مُہرِ نبوّت کا نگیں ہو جیسے

......☆......

ببانگِ دہل می گوید باایں الفاظ قرانے
رسولِؐ حق نمی گوید بغیرِ حکمِ یزدانے
محمدؐ گفت مولا لیش مَنم دارد کہ ایں مولا
علیؑ حیدرِ کرّار کُلِ دین و ایمانے

محمدؐ مُصطفےٰ صلّے علیؑ کو کعبۂ حق کی
ہوئی ہے آج جس صورت سے زیبائش مبارک ہو
ابوطالبؑ کو اور بنتِ اَسد کو اپنے بیٹے کی
خداءِ لم یَلِدِ کے گھر میں پیدائش مبارک ہو

......☆......

حُنین و خیبر و خندق میں یوں تو اے گھائل
علیؑ علیؑ کی صدا بار بار آئی ہے
مگر غدیر کے دن کی صداءِ مَن کُنت
کسی کے دل پہ قیامت گزار آئی ہے

......☆......

معراج کی شب عرش پر یہ ماجرا کیا ہے
لہجہ بھی وہی دستِ مبارک بھی بجا ہے
پھر کون ہے پردے میں یہ تشویش ہے دل کو
حیراں ہیں محمدؐ یہ علیؑ ہے کہ خدا ہے

......☆......

یاد رکھنا تا ابد یہ بھی ہے اِک عِبرت کی بات
نعرۂ ہاءِ حیدری کی جنگ میں نصرت کی بات
ہیں ابھی فوجیں وہاں اور قبضۂ کشمیر بھی
اس کے بارے میں نہ کرنا بھول کر بدعت کی بات

تمہارے ہاتھ میں کیا کچھ نہیں ہے
بڑی طاقت کو تم ٹھوکر پہ مارو
مسلمانوں تمہیں سب کچھ ملے گا
ذرا تم یا علی کہہ کر پکارو

......☆......

جس نے جہاں بھی جب بھی پکارا تھا یاعلیؑ
کہہ کر مزاجِ وقت سُدھارا تھا یاعلیؑ
دیکھی نہ تھی شکست کسی بھی محاذ پر
جب تک کہ پاک فوج کا نعرہ تھا یاعلیؑ

......☆......

ایک ہی وار میں جو سر سے کمر تک پہنچے
کاٹ کر اسپ کو گیتی کے جگر تک پہنچے
بات اُس تیغِ دو پیکر کی نہ کہیے گھائل
بات بڑھ جائے تو جبرئیلؑ کے پر تک پہنچے

......☆......

علیؑ کا مُعجزہ دیکھو گے چل کر اپنی آنکھوں سے
علیؑ علیؑ کی لگاتے ہوئے صدائیں چلو
جہاں پہ آکے مرا خود بہ خود بڑا شیطان
جگہ وہ آپ کو تہران میں دکھائیں چلو

حبِ علیؑ جو قلب کی گہرائیوں میں ہے
مونس یہ ہی تو قبر کی تنہائیوں میں ہے
راہِ سفر کی فکر نہ زادِ سفر کا غم
نصرت علیؑ کی جب میرے ہمرائیوں میں ہے

......☆......

کہنا مقامِ جنگ میں یا بزمِ امن میں
ہے سنّتِ رسولؐ خدا یا علیؑ مدد
ارشاد ہے خلیفۂ دوئم کا بھی یہ ہی
مر جاتا میں نہ کہتا جو یہ یا علی مدد

......☆......

غدیری میکدہ آراستہ ہے میگساروں سے
محمد مصطفٰے ساقی ہیں شغلِ بادہ نوشی ہے
پیو تم بھی یہاں لیکن لگا کر حیدری نعرہ
علیؑ مرتضےٰ کا آج جشنِ تاج پوشی ہے

......☆......

خدیجہؓ بی بی ہیں خاتونِ اوّلِ اسلام
رسولِؐ پاک کی خدمت گزار بھی ہیں یہ ہی
انہی کی بیٹی ہے خاتونِ جنت الفردوس
خدا کے دین میں سرمایہ کار بھی ہیں یہ ہی

آپ کے فرزند سردارِ جوانانِ بہشت
آپ خود ہیں اوّلِ خاتونِ فردوسِ بریں
والدہ تعمیرِ دینِ حق میں ہیں سرمایہ کار
باپ ختم المرسلیں شوہر امامِ اوّلیں

.....☆.....

نہ ہوتی نام کو غیرت کہیں زمانے میں
حیاء کے نام سے دُنیا نہ آشنا ہوتی
نہ ہوتی سیدہ زہراؑ اگر خُدا کی قسم
تو آج دخترِ اسلام بے ردا ہوتی

.....☆.....

مجھ سے نہ پوچھ ہم نشیں نگہہِ مُصطفیٰؐ سے پوچھ
وہ ہی بتائے گی تجھے منزلِ رُتبہِ بتولؑ
تھا یہ مقامِ احترام نگہہِ آنجنابؐ میں
سامنے آئی فاطمہؑ ادب سے اٹھ گئے رسولؐ

.....☆.....

کیوں موج زن نہ قلب میں ہو یادِ سیدہؑ
اہلِ ولاء پہ جب کہ ہے امدادِ سیدہؑ
مسرور مومنین جو اس بزم میں ہیں آج
ہے انعقادِ محفلِ میلادِ سیدہؑ

جشنِ عیدِ سیدہؑ کی آج اس تقریب میں
ایک نعرہ اور لیکن حیدری نعروں کے بعد
مرحبا اے مردِ حق مختار اے مردِ جری
قلبِ بنتِ مصطفیٰؐ تونے کیا ہے آج شاد

......☆......

مل نہیں سکتی زمانے میں نظیرِ فاطمہؑ
حوصلے اُن کے تھا جن کے خوں میں شیرِ فاطمہؑ
نصرتِ اِسلام کی خاطر یہ جھولا چھوڑ کر
آ گیا میدان میں اَصغرؑ صغیرِ فاطمہؑ

......☆......

آ گئی زہراؑ ہمک کر جب نبیؐ کی گود میں
ہنس کے فرمایا یہ وہ دختر ہے میری گود میں
معترف اِسلام ہوگا اِس کے ہی احسان کا
پرورش حق دین پائے گا اس ہی کی گود میں

......☆......

شبرؑ و شبیرؑ ہیں جو دو نگینِ فاطمہؑ
بے بہا نایاب دُر ہیں دل نشینِ فاطمہؑ
عکس سے پختہ ہوا اِن ہی کے رنگ اسلام کا
سُرخرو اِنہی کی ضو سے ہے جبینِ فاطمہؑ

بات تو حق کی تھی مسجد میں اک حق دار کی بات
دخترِ مرسلِ حق احمدِ مختار کی بات
مان تو لیتا زمانہ اُسے لیکن گھائل
درمیاں آ گئی بس حیدرِ کرّار کی بات

.....☆.....

جہاں دیدہ سب ہی تھے دیکھ کر حالات رکھ لیتے
پدر کے دوست تھے شفقت سے سَر پر ہاتھ رکھ لیتے
نہ روتی سر پکڑ کر آج یہ تاریخِ اسلامی
بھری مسجد میں گر تم فاطمہؑ کی بات رکھ لیتے

.....☆.....

سب محمدؐ سب علیؑ سب بولتے قرآن ہیں
سیدہؑ زہراؑ کی جو اولاد ہیں گیارہ امام
یہ نہیں ہوتے تو پھر یہ آج دینِ مُصطفےٰ
چل رہا ہوتا یہودیت کے زیرِ انتظام

.....☆.....

کہا حسینؑ سے زہراؑ نے یہ دمِ رخصت
پیام ماں کا یہ ایک لالہ فام کہہ دینا
تمہارا بھائی ایک عباسؑ جب کہ ہو پیدا
تو فاطمہؑ کا تم اُس سے سلام کہہ دینا

غنچوں میں نہ گلوں کی کسی انجمن میں ہے
عکسِ جمال ان کا جو میرے ذہن میں ہے
اُن کی ثناء کرے بھلا گھائل کی کیا مجال
قرآں خدا کا جب کہ مدحِ پنجتن میں ہے

......☆......

مولا علیؑ حسینؑ و حسنؑ بی بی سیدہؑ
اِن جیسا کوئی ایک بھی لاکر دِکھاؤنا
قرآن جن کی بارے میں دعوے سے یہ کہے
ابناؤنا و انفسنا و نساؤنا

......☆......

وِلاءِ پنجتنی سے ذہن سجائیں چلو
علیؑ کے گھر کی ہے پہلی خوشی منائیں چلو
ہے آج عیدِ وِلادت اِمامِ دوئم کی
درود پڑھ کے گلے سے گلا ملائیں چلو

......☆......

سوارِ دوشِ محمدؐ رسولِ ربّ علیؑ
علیؑ کے لعل امامِ زمن سلام علیک
ستم ہے آپ کی میّت پہ تیر برسائے
شہیدِ زہرِ سقیفہ حسنؑ سلام علیک

حسنؑ ہیں آغوشِ فاطمہؑ میں کچھ اِس طرح سے آج جلوہ فرماں
کہ جیسے قرآن کے ورق پر بنی ہوئی حل اتیٰ کی صورت
حسنؑ کا پیکر وہ آئینہ ہے عیاں ہے جس کے ہر ایک رُخ سے
قرآں کی صورت علیؑ کی صورت نبیؐ کی صورت خُدا کی صورت

.....☆......

علیؑ کے گھر میں یہ پہلی ہے آج بزمِ سرور
نبیؐ ہیں شاد علیؑ خوش ہیں فاطمہؑ مسرور
جہاں میں آج اِمامِ دوئم کی صورت میں
علیؑ کے گھر سے درخشاں ہے آج نور ہی نور

......☆......

دینِ خُدا کی خاص امانت لیے ہوئے
پیدا ہوئے حسینؑ اِمامت لیے ہوئے
آغوش میں رسولِ خُدا ہیں بصد خوشی
قرآں کی جیتی جاگتی صورت لیے ہوئے

......☆......

بصد خلوص بصد احترام پیش کروں
ولاءِ آلِ محمدؐ کے جام پیش کروں
فرشتے عرش پر سُن کر کہیں حسینؑ حسینؑ
درود آپ پڑھیں میں سلام پیش کروں

سبطِ رسولِ خالقِ یزداں حسینؑ ہے
فرزندِ کلِّ دین اور ایماں حسینؑ ہے
آغوشِ بنتِ مُرسَلِ حق جس کی رحل ہے
حقا وہ بولتا ہوا قرآں حسینؑ ہے

......☆......

حسینؑ نیرِّ تقدیرِ کائنات ہیں آپ
خدا کو ناز ہے جس پر ایک ایسی ذات ہیں آپ
ہے جس کتاب پہ اسلام کی نظر اب تک
قسم خدا کی وہ نایاب دینیات ہیں آپ

......☆......

دونوں کو پریشان جو دیکھا سرِ میداں
شبیرؑ نے حالات کی تصویر بدل دی
عاشور کی شب حرؑ کے مُقدر کو سنوارا
دن نکلا تو اسلام کی تقدیر بدل دی

......☆......

مداوا درد کا عصیاں کے ہے یہ ہی اے دوست
کہ ہاتھ سینہ پہ لب پر ہو ہائے ہائے حسینؑ
مدینہ نام کو ہوتا نہ عظمتِ کعبہ
نہ ہوتی آج زمیں پر جو کربلائے حسینؑ

حسینؑ و منّی کا ارشادِ مُصطفےٰ سمجھو
قرآنِ پاک کا مفہومِ اِنّما سمجھو
تمہارے سامنے آجائے گا کہ حق کیا ہے
تلاشِ حق کے لیے پہلے کربلا سمجھو

.....☆.....

تھا محمدؐ مُصطفےٰ کے زیرِ پا عرشِ بریں
جب گئے معراج پر محبوبِ ربِّ المشرقین
اور معراجِ حسینؑ ابنِ علیؑ دوشِ رسولؐ
وہ مقامِ مصطفےٰ ہے اور یہ شانِ حسینؑ

.....☆.....

حُنین و بدر و اُحد ہوں کہ خیبر و خندق
نشانِ فتحِ مُبیں صِرف کربلائے حسینؑ
علیؑ نے معرکہ ہر ایک سر کیا گھائل
وغا علیؑ کے لیے ہے فتح برائے حسینؑ

.....☆.....

حسینؑ پشتِ نبیؐ پر نبیؐ ہیں سجدے میں
رہا ہے دوشِ نبیؐ پر صدا قیامِ حسینؑ
ہے زیرِ پاءِ نبیؐ عرشِ منتہٰی اے دوست
بلند عرش سے پھر کیوں نہ ہو مقامِ حسینؑ

دل و دماغ کی رگ رگ میں ہیں سمائے حسینؑ
ہمارے جینے کا مقصد ہے بس ولائے حسینؑ
اِرم ہو خُلدِ بریں ہو کہ جنت الفردوس
ہمیں عزیز ہے ان سب سے کربلائے حسینؑ

......☆.....

رہِ حیات کا ہر ایک نے بُجھا کے چراغ
وفا کی راہ میں روشن کیے وفا کے چراغ
حسنؑ نے خونِ جگر سے حسینؑ نے سر سے
جلا کے چھوڑ دیئے دینِ مُصطفےٰ کے چراغ

......☆......

قرآن کے حافظ کرسی نشیں تھے سات سو محفل کی زینت
جب دخترِ زہراؑ بے مقنع دربارِ یزیدی میں آئی
جزدان سے باہر تھا قُرآں پھر بھی نہ اُسے پہچان سکے
اِس واسطے گھائل قسمت میں حافظ کے نہیں ہے بینائی

......☆.....

تھا نرغۂ کفّار میں جس دَم تنہا
اس وقت بنی اُس کا سہارا زینبؑ
اسلام ہر ایک گام پہ تاحشر رہے گا
بنّت کشِ اِسلام تمہارا زینبؑ

دونوں خدا کے دین کی بنیاد بن گئے
چادر رسولؐ زادی کی سجدہ حسینؑ کا
حق تو ہوا ہے خطبۂ زینبؑ سے روشناس
اسلام کی حیات ہے صدقہ حسینؑ کا

.....☆.....

یہ زندۂ جاوید کا ماتم نہیں گھائل
ہم کرتے ہیں اُس ظلم کا بے داد کا ماتم
جو ظلم کہ اُمت نے کیئے آلِ نبیؐ پر
اور بے کسیِ سیدِ سجادؑ کا ماتم

.....☆.....

وہی تیور وہی دَم خَم وہی اوصاف حیدرؑ کے
شجاعت بھی شباہت بھی جلالت بھی شہادت بھی
علم بردار بھی دیں کا اطاعت کا بھی پیغمبر
وفا کی راہ میں عباسؑ نے کی ہے امامت بھی

.....☆.....

جعفر و حمزہ سے جرأت تھی سوا عباسؑ کی
زورِ بازو اُن کے کم خیبر کشاء سے بھی نہ تھے
یاعلیؑ بھاری تھی خیبر سے سکینہؑ کی وہ مشک
دوش پر بازو بھی تھے اور آپ پیاسے بھی نہ تھے

فوجِ اللہ و محمدؐ کی سپر ہیں عباسؑ
شیرِ حق فاتحِ خیبر کے پسر ہیں عباسؑ
کیوں نہ پھر نام شجاعت کا ہو اِن سے روشن
خاندانِ بنی ہاشم کا قمر ہیں عباسؑ

......☆.....

عباسؑ ہے جہانِ شجاعت کا تاج دار
عباسؑ ضیغمِ اسدِ کردگار ہے
شایانِ شان اُس کے نہیں لفظِ باوفا
عباسؑ تو وفاؤں کا پروردگار ہے

......☆......

قدم نشانِ قدم پر بھی پڑ نہ جائے کبھی
بسی تھی دل میں کچھ اس طرح سے وِلاءِ حسینؑ
حسینؑ چلتے تھے عباسؑ پیچھے جھک جھک کر
لگاتے جاتے تھے آنکھوں سے خاکِ پاءِ حسینؑ

......☆.....

ہو شجاعت حضرتِ عباسؑ کی کیوں کر بیاں
یاعلیؑ اِک بحرِ بے پایاں کا ساحل چاہیے
جس کا لب پر نام آتے ہی لرز جاتا ہے دل
مدح کو اُس شیر کی ایک شیر کا دل چاہیے

دولتِ کائنات ہے پانی
یعنی جزوِ حیات ہے پانی
مولا عباسؑ تیرے قدموں کی
حق تو یہ ہے زکوٰۃ ہے پانی

.....☆......

رسمِ غمِ مظلوم ادا کرکے تو دیکھو
اس غم کو ہر ایک غم کی دوا کرکے تو دیکھو
تم دیدِ حقائق کے لیے قلب و نظر کا
عباسؑ کے پرچم سے مسح کرکے تو دیکھو

.....☆......

شناخت جس سے ہو مومن کی اور منافق کی
علم میں دین کے وہ رنگ بھر گئے عباسؑ
مبارک آپ کو اُم البنینؑ ہو یہ پسر
کہ نام آپ کا دُنیا میں کر گئے عباسؑ

.....☆......

سفیرِ حضرتِ شبیرؑ اَلسّلامُ علیک
شکیب و صبر کی تصویر اَلسّلام علیک
فریب دے کے بُلا کر تمہیں شہید کیا
جنابِ مسلمِ دِل گیر اَلسّلام علیک

حضرتِ مُسلمؑ نے ثابت کردیا ہر حال میں
دین سے پیارے نہیں ہوتے ہیں دل داروں کے پھول
چن لیا کرتے ہیں اہلِ حق وفا کی راہ میں
طوق کے زنجیر کے زنداں کے تلواروں کے پھول

......☆.....

نظامِ مُصطفےٰ اپناؤ لوگو
کہا تھا حضرتِ مُسلمؑ نے جاکر
سفیرِ دینِ ربّ اُلعالمیں کا
بَس اِتنی بات پر کاٹا گیا سر

......☆......

تذکرہ وقت کا کچھ اور نہ حالات کی بات
شکوہ غلاموں کا اس میں نہ حکمرانوں کا
موجِ دریا اِسے مشکوک نگاہوں سے نہ دیکھ
یہ عریضہ ہے سفینہ میرے ارمانوں کا

......☆......

حسرتِ دید و شوقِ نظارا
لے کے آئے ہیں قلبِ بسمل میں
اب تو رُخ سے نقاب اُلٹ دیجے
سب ہی اپنے ہیں آج محفل میں

عریضہ لکھا تھا اب آ بھی جایئے آقا
جواب آیا قیامت کا انتظار کرو
بلانا ہے تو بنامِ حسینؑ منبر سے
رقم بٹورنے کا بند کاروبار کرو

.....☆......

علیؑ تھے معراج میں جہاں پر وہاں یہ پردہ نشیں ہیں اب تک
جمالِ حیدرؑ کمالِ حیدرؑ صفاتِ حیدرؑ سب اِن سے ظاہر
شریکِ پروردگارِ عالم یہ مانا کوئی نہیں ہے گھائل
شریکِ خلوت امامِ اوّل شریکِ غیبت اِمامِ آخر

.....☆......

محافل حسنِ قرأت کی بھی دیکھی جا بجا ہم نے
منانے کی حدوں تک جشنِ قرآنِ مُبیں دیکھا
کراچی کے شہر سے لنڈی کوتل کے پہاڑوں تک
عمل قُرآن پر ہوتے ہوئے لیکن نہیں دیکھا

.....☆......

رُتبہ میں اس زمین سے کم آسماں ہے آج
تکمیلِ مقصد و وجہ کُن فکاں ہے آج
اس شہر میں یہاں ہی نہیں اُس کا اِنحصار
کون و مکاں میں جشنِ نزولِ قرآں ہے آج

باقی اذاں میں ذکر جو یہ لاالٰہ کا ہے
احسان یہ شبیہِ رسولؐ خدا کا ہے
روزہ نماز و حج یہ زکوٰۃ و جہاد و خمس
ان کا وجود معجزہ آلِ عبا کا ہے

......☆......

لالہ رُخ ماہِ جبین ہوتی ہے
ہر ادا دِل نشین ہوتی ہے
کربلا والوں سے اسے پوچھو
موت کتنی حسین ہوتی ہے

......☆......

ولاءِ آل سے سینہ کے داغ روشن ہیں
انہی کے ذکر سے دِل اور دماغ روشن ہیں
لحد سے باغِ جناں تک جناں سے کوثر تک
ہماری راہ میں چودہ چراغ روشن ہیں

......☆......

جس نے کی ہے گلِ ایماں گلِ دیں کی تربیت
منزلِ قوسین ہوگی اُس کی معراجِ یقیں
پرورش ہوکر ابُو طالب کے ہاتھوں بن گئے
ایک امامِ اوّلیں اور ایک ختم المرسلیں

مسلماں جو سمجھتا ہے کہ کافر تھے ابو طالبؑ
بس اتنی مختصر سی بات کوئی اُس کو سمجھائے
حقیقت میں ہے جب کہ یہ بھی ایک سُنت محمدؐ کی
تو پھر جا کر کسی کافر سے اپنا عقد پڑھوائے

.....☆......

حبیب خالقِ کون و مکاں کا عقد پڑھا
خدا کی نظروں میں یہ عظمتِ ابو طالبؑ
اُنہیں سمجھتے ہو کافر تو مت پڑھاؤ نکاح
نِکاح پڑھانا تو ہے سُنّتِ ابو طالِبؑ

......☆.....

ضو فشاں عشق کے سجدوں سے جبیں ہو جیسے
گلفشاں خُلد کی پُرنور زمیں ہو جیسے
کربلا اِس میں نجف اِس میں مدینہ اِس میں
میرا دِل جلوہ گہہِ عرشِ بریں ہو جیسے

......☆......

کون آیا ہے آج عالم میں
بزمِ عالم کے ہیں حسیں انداز
نیمِ شعباں کی شب کے آنچل میں
چاندنی کھل کے پڑھ رہی ہے نماز

غمِ حُسینؑ ہر اِک دو جہاں کے غم کی دوا
ہے پنجتن سے محبت سند شفاعت کی
اداءِ طرز و ترنم سے بے نیاز ہوں میں
ہے صاف سُتھری میری بات یہ عقیدت کی

......☆......

غمِ حُسینؑ میں آنکھیں لہو لہو میری
ولاءِ آل سے پُرنور ہے ذہن میرا
میرے سلام و قصائد ہیں ترجماں اس کے
مرصّع حق و صداقت سے ہے سُخن میرا

......☆......

پدر ہیں کُلِ دیں اور کُلِ ایماں کے ابو طالبؑ
نماز عیسیٰؑ پڑھیں گے اِن کے پوتے کی امامت میں
یہی ہیں چودہ معصومین کے بھی مورثِ اعلیٰ
نبیؐ نے پرورش پائی ہے ان کی ہی کفالت میں

......☆......

نہ گھبرایا کبھی کُفار کی ایذا رسانی سے
مجاہد مردِ حق پُرعزم باایماں ابو طالبؑ
کڑی جھیلی حفاظت میں محمدؐ کی جوانی تک
محمدؐ جسم ہیں اُس جسم کی ہیں جاں ابو طالبؑ

انقلاب ایران اور امامِ خمینی کے کردار و شخصیت سے متاثر ہو کر چند قطعات لکھے جو نذرِ قارئین ہیں۔

طیارے خود یوں ہی نہیں ٹکرا کے گر گئے
یہ کام بھی نہیں کسی ہتھیار نے کیا
درخواست پر امامِ خمینیؒ کی پہنچ کر
یہ کارنامہ جعفرِ طیّار نے کیا

محسوس جب امام خمینیؒ نے کر لیا
فوراً جھکے وہ سجدۂ معبودِ پاک میں
چھ ماہ سے جو تھا بڑے شیطان کا پلان
سجدے سے جب اٹھے تو ملا تھا وہ خاک میں

توپوں کے مقابل تھے تہی دست خمینیؒ
اس امر پہ ہے عالمِ اِمکاں کی گواہی
آقائے خمینی کی قیادت نے بتایا
مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

دخلِ بے جا نہیں فی الدّین گوارا اِن کو
ہاں یہ رہرو ہیں وہی راہ حسینی والے
شاہ کیا چیز ہے توپوں سے ٹکر جاتے ہیں
دین کی بات پہ آقائے خمینیؒ والے

آیت اللہِ خمینیؒ نے کیا ہے ثابت
سرخرو آج بھی ہے طاعتِ معبود میں عشق
ٹینک اور توپ کے گولوں میں علیؑ کہہ کہہ کر
بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق

اُکھاڑیں تختِ طاؤسی کی میخیں
زمانہ دیکھ لے عزمِ حُسینی
کیا پامال تاجِ شہنشاہی
سلام اے آیت اللہِ خمینیؒ

ہوگیا ہم سے جُدا وہ دینِ حق کا پاسباں
مردِ آہن مردِ مومن مردِ حق مردِ جری
سر پہ باطل کے کچھ ایسا تھا خمینیؒ کا وجود
جیسے خیبر میں سرِ مرحب پہ ضربِ حیدری

اقبال کا اِک شعر سُنو غور سے لوگو
کل تک نہ کہیں اس کی یہ تحریر بدل جائے
تہران ہو گر عالمِ مشرق کا جنیوا
ممکن ہے پھر اسلام کی تقدیر بدل جائے

سانحہء عاشورۂ محرم الحرام 2009

امن و اماں کے شہر کراچی میں حادثہ عاشور کے جلوس میں جو رونما ہوا
ماتم گذار جس میں تھے شامل ہزارہا اُس پر دھماکہ بم کا کچھ اس طرح سے کیا
مارا گیا قرآن کے پاروں میں چھپا کر
بم کا ہدف جلوس حسینؑ کو بنا کر

تھی پارہ پارہ لاشیں شہیدوں کی جا بجا اُن کے لہو سے ہو گئی خوں رنگ شاہراہ
امداد زخمیوں کی نہ ہو پائی کچھ ذرا سر تن سے تھا جُدا تو کسی کے تھے دست و پا
اِس طرح بم نے ڈھایا سِتم سوگواروں پر
چیتھڑے بدن کے جا لگے اُڑ کر دیواروں پر

جس سے کہ مومنین ہوئے مجروح اور شہید اس طرح سے ادا ہوئی یہ سنتِ یزید
فوراً ہی اس کے ساتھ ہوئے ظلم یہ مزید بازار لوٹے آگ لگائی گئی شدید
یہ بعدِ عصر رسمِ یزیدی نبھائی ہے
آگین لگا کے شامِ غریباں منائی ہے

بے گھر ہوئے وہاں جو رہائش پذیر تھے بچے بزرگ عورتیں سب نوحہ گیر تھے
سب بلڈنگ و مکاں وہاں شعلہ سریر تھے منظر وہاں قیامتِ صغرا نظیر تھے
ہر شخص کی زباں پہ تھا ہائے یہ کیا ہوا
تاجر یہ کہہ رہے تھے ہمیں کردیا تباہ

اتنا شدید بم کا دھماکا تھا یا خدا جس سے کہ آدھا شہرِ کراچی لرز اٹھا
جیسے کہ سات ڈگری کا آیا ہو زلزلہ لیکن جلوسِ ماتمی اپنی جگہ رہا
ہیں شدّتِ دھماکہ سے لوہے کے پول خم
لیکن ذرا جھکا نہیں عبّاس کا علم

تھے اہلِ اختیار کہاں وقتِ لوٹ مار کہتے ہیں کہ سیکورٹی اس جا تھی دس ہزار
لیکن وہ فرض چھوڑ کے بھاگی بے اختیار اس طرح کی انہوں نے ادا سنّتِ فرار
اس جا نہ رینجرز نہ پولیس کا نشاں رہا
لیکن جلوس جانبِ منزل رواں رہا

امن و امان و خیر کے ہم ورثہ دار ہیں حیران ہیں کہ وقت کے ہم کیوں شکار ہیں
ان کو نہ پکڑا تم نے جو تخریب کار ہیں ہم ہی شہید اور ہمی گرفتار ہیں
اس روز ماؤں کو ملی مجلس میں یہ نوید
ایک بیٹا آپ کا ہے گرفتار ایک شہید

سہتے رہے حسینی تو ہر دور میں ستم سہتے رہیں گے اس کا بھی ہم کو نہیں ہے غم
سر سے کفن کو باندھے ہوئے ہیں ازل سے ہم بڑھتا ہے حق کی راہ میں اپنا ہر اک قدم
بنتِ نبیؐ نے ہم کو دعا دی ہے بالخصوص
تاحشر یہ رہیں گے رواں ماتمی جلوس

مصروف ماتمی تو تھے لاشے اٹھانے میں　　تھے سوگوار زخمیوں کی جاں بچانے میں
شامل تھے طالباں ادھر آگیں لگانے میں　　ہاں انتظامیہ وہاں حاضر تھی تھانے میں
دیکھا یہ سب کچھ اس نے تماشائی کی طرح
بیٹھی رہی خموش وہ ہرجائی کی طرح

زخمی سے نہ شہید سے نصرت کی بات کی　　خودکش تھا حملہ ور یہ اک عجلت کی بات کی
سر اس کا مل گیا یہ سیاست کی بات کی　　لیکن نہ انتظامیہ غفلت کی بات کی
اپنا یوں عارفانہ تغافل چھپا لیا
خودکش کا سر شہید کے سرکو بنا دیا

ان کی طرف نہیں ہے حکومت کا کچھ دھیاں　　ایسی بھی کچھ جماعتیں موجود ہیں یہاں
جو کررہی ہیں پرورشِ نسلِ طالباں　　درس ان کو اس طرح سے دیا جاتا ہے وہاں
خودکش بنو گے سیدھے ہی جنت میں جاؤ گے
حوروں کو اپنی پہلو میں لیکر سلاؤ گے

ملا عمر اور اس کے یہ بدنسل طالبان　　بیدین و بے حیا و بداعمال و بے ایمان
ہیں دشمنانِ مذہب اسلام اور قرآن　　شیطان کے سفیر یہودی کے ترجمان
یہ دھوم سے بہاتے ہیں ہر روز کوبکو
ہر شہر میں یہ مسجد و محراب کا لہو

اللہ و محمدؐ کی اطاعت نہیں کرتے　　ولیوں کی بھی بدبخت یہ عزت نہیں کرتے
یہ قاتلِ قرآں کی مذمت نہیں کرتے　　ہاں کفر کے ایوانوں سے نفرت نہیں کرتے
ہیں طالبان اصل میں دلدار کفر کے
گھائل ازل سے ہیں یہ مددگار کفر کے

❄

قطعہ

ہیں طالبان مُلا عمر پیرو یزید
رکھتے ہیں بغض دین نبیؐ دل میں بسا کر

عاشور کو حسینی کئے زخمی و شہید
مارا ہے بم جلوس پہ قرآں میں چھپا کر

قطعہ

سیکڑوں زخمی ہوئے ہیں اور پینتالیس شہید
تھے جلوس یوم عاشورہ میں لاکھوں سوگوار

کلمہ گویان محمدؐ کے ہیں قاتل طالبان
کرچکے ہیں یہ لعیں دین یزیدی اختیار

سانحہ چہلم کراچی ۲۰۱۰ء

روزِ عاشورہ عزاداروں پہ جو ڈھائی گئی پھر قیامت وہ ہی چہلم پر بھی دھرائی گئی
حکمتِ جھنگوی عمل میں اِس طرح لائی گئی طالبانی بم سے بس پر آگ برسائی گئی

غمگسارانِ حسینؑ ابنِ علیؑ کا کارواں
تھا جلوسِ ماتمی کی سمت اُس بس میں رواں

جس میں مستورات و بچّے اور بوڑھے تھے سوار تھیں غمِ شبّیر میں اُن سب کی آنکھیں اشکبار
لب پہ نوحہ تھا عزاداروں کے دل تھے سوگوار ہاتھ کو رکھّے ہوئے سینوں پہ تھے ماتم گذار

اُن کے دل میں تھا شہدائے کراچی کا بھی غم
بعدِ عصرِ عاشور کو مارا گیا تھا جن پہ بم

تھا برائے شرکت چہلم رواں یہ قافلہ شاہراہِ قائدیں کے پل پہ یہ پہنچا ہی تھا
کہ اچانک طالباں نے بم سے حملہ کر دیا پھر تو منظر اس جگہ کا ایک قیامت خیز تھا

پارہ پارہ تھے شہیدوں کے بدن سب خوں میں تر
کوئی تو بے دست و پا تھا اور کوئی محرومِ سَر

تھی سڑک پُر خون لاشیں بس میں زخمی نوحہ گر سکتے میں راہگیر تھے یہ خونی منظر دیکھ کر
نہ وہاں کوئی پولیس تھی اور نہ کوئی رینجر جو مدد اُسوقت کرتی زخمیوں کے حال پر

دیکھ کر یہ حال جو راہگیر تھے نیکوخصال
اپنی اپنی گاڑیوں میں لے گئے وہ ہسپتال

شاہراہِ قائدیں سے جو کہ تھا نزدیک تر پہنچے اُس دارالشفاء میں زخمی لیکر بے خطر
اس عمل میں ہو گئے مصروف فوراً ڈاکٹر جب اعزّا کو ملی بس پر دھماکے کی خبر

آئے روتے پیٹتے وہ مومنیں غم کے اسیر
خوں کے عطیہ کی خبر سن کر تھا وہاں جمِّ غفیر

کارکن ہر ایک ایم کیوایم بزرٹہ لائن کا سب سے پہلے خون دینے کے لیئے موجود تھا
وارڈ ایمرجینسی کا تھا اس وقت ایک ماتم کدہ تھے شہید و زخمیوں کے سب وہاں پر اقرُبا

اور ایمرجینسی کے باہر لوگ تھے حد سے سوا
طالباں نے بم سے اُس جا بھی دھماکہ کر دیا

ضَرب سے جسکی لرز اٹھا جناح کا ہسپتال لاشوں پر لاشے پڑے تھے اور زمیں تھی خوں سے لال
زخموں سے بہتا تھا خوں تھا زخمیوں کا غیر حال کوئی زخمی ہو کے اور کوئی گرا ہو کر نڈھال

جو شہیدوں زخمیوں کی لینے آئے تھے خبر
ہو گئے وہ بھی شہید و زخمی یاں پر پہنچ کر

جذبہءِ بہبودی ملّت میں ہے یہ جس کا حال سب سے پہلے چھوڑ کر وہ کام پہنچا ہسپتال
مُصطفٰے کے ساتھ میں ہے جسکے ایک لفظِ کمال ہوگیا یہ خونی منظر دیکھکر وہ پُر ملال

اُس نے فوراً زخمیوں کے اَقرُبا سے یہ کہا
زخمیوں کا جلد آغاخاں میں کیجئے داخلہ

آپ اَخراجات کا بالکل نہ کیجے کچھ خیال آپ کیجے صرف اپنے زخمیوں کی دیکھ بھال
یہ تو ہے میری حکومت کے لیئے کارِ فعال آپ کے غم میں بھی میں شامل ہوں بارنج وملال

ان شہیدوں کو میں پہلے یہاں سے کر دوں منتقل
غم میں شامل آپ کے ہمراہ ہوں میں مستقل

طالبانِ کفر ہیں یہ دُشمنِ دینِ خُدا قاتلِ انسانیت ہیں یہ ذلیل و بے حیاء
ہیں یہودی اور نصارا کے اَزل سے ہمنوا ہے یہ کل کی بات ہم بھولے نہیں اس کو ذرا

جشنِ میلادِ نبیؐ پر آکے نشتر پارک میں
عاشقانِ مُصطفٰےؐ تڑپائے خون و خاک میں

فکر یہ لمحہ ہے یہ بھی اِس حکومت کے لیئے وقت آنی جانی شے ہے ایک مُدّت کے لیئے
طالباں ایک مسئلہ ہیں مُلک و مِلّت کے لیئے ہیں یہ کوشاں دل سے ضرّاری شریعت کے لیئے

ہو رہی ہے رات دن اس سرزمیں پر بار بار
یا رسول اللہؐ والی مسجدوں پر بم کی مار

غور کیجے مسجدیں یاں بھی ہیں کچھ ضرّار کی   کیوں نظر اُن پر نہیں خودکُش کسی بمبار کی
ان پہ ہے نظرِکرم طاغوت و اِستکبار کی   تربیت پاتا ہے ہر طالب وہاں ہتھیار کی

کیونکہ ہوتی ہے وہاں نیّت بنامِ ساز باز
طالبانِ کفر کی کھل کر حمایت میں نماز

پوچھیں اَربابِ حکومت اپنے دل سے کم سے کم   آج جس شمشیر کے قبضہ پہ کلمہ ہے رقم
سَر اُسی شمشیر سے کیوں ہے مسلماں کا قلم   کلمہ گو ہوکر کرے جو کلمہ گویوں پر ستم

دین اللہ و نبیؐ پر اُس کا ایماں ہی نہیں
جو گلا کاٹے مسلماں کا مسلماں ہی نہیں

آپ آسانی سے کہہ دیتے ہیں یہ ملّت سے بات   ہے مُلوّث حادثہ میں شرطیہ بیرونی ہاتھ
جَھنگوی محسود جنداللہ اِن تینوں کی ذات   کیا یہ پاکستان کے شہری نہیں ہیں بدصِفات

حادثوں میں ہاتھ ہے ان کے ہی طالبان کا
کر رہے ہیں نام یہ بد نام پاکستان کا

(گھائلؔ میرٹھی)

0301-3370611